اذانِ حج

آیاتِ حج وعمرہ

احادیثِ حج وعمرہ

فضائلِ حج وعمرہ

دعوتِ حج وعمرہ

احکامات وکیفیاتِ حج وعمرہ

تالیف
مولانا محمد مسعود ازہر

اعداد واضافات
دار البیان

ناشر
مکتبہ عرفان لاہور

نام کتاب
اذانِ حج

مصنف
محمد مسعود ازہر

اشاعت
ا
جمادی الثانی ۱۴۴۵
دسمبر 2023

ناشر
مکتبہ عرفان

تعداد: ۵۰۰۰

صفحات: ۲۷۲

قیمت: نٹ ۳۰۰ روپے

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

جامع مسجد رشیدیہ ٹینکی سٹاپ ملیر کراچی
0336-3353813

مکتبہ الایمان دکان نمبر ۱۳۱، ندیم ٹریڈ سینٹر، محلہ جنگی عقب قصہ خوانی بازار پشاور
0321-9013592

مکتبہ ابن مسعودؓ، مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ، چشمہ جات نزد کمپنی باغ کوہاٹ
0321-5782621

مکتبہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما، نزد بندھن شادی ہال، کوثر کالونی بہاولپور
0321-6837145

اسٹاکسٹ
مکتبہ ابن مبارک
اردو بازار۔ لاہور
0321-4066827

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد

کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم

انک حمید مجید

اللّٰھم بارک علی محمد و علی آل محمد

کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم

انک حمید مجید

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ

اللہ تعالیٰ کا شکر کہ...... ’’اذانِ حج‘‘ شائع ہو رہی ہے۔

اسلام کے ایک محکم، قطعی اور عاشقانہ فریضے ’’حج بیت اللہ‘‘ کی دعوت، طریقہ اور تفصیلات۔

الحمد للہ دینی تعلیم ...... جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں ...... نصیب ہوئی...... حضرت اقدس بنوری رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے تھے...... مگر ان کی عبقری نسبتیں جامعہ میں ٹھاٹھیں مار رہی تھیں ...... ان میں سے ایک نسبت ’’عشق حرمین شریفین‘‘ بھی تھی ...... جامعہ کے اکابر سال میں کم از کم دو مرتبہ حاضری کی بھرپور کوشش فرماتے تھے...... حضرت اقدس مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ تو اس عشق میں تقریباً فناء تھے...... جبکہ حضرت اقدس مرشدی وسیدی مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ میر کارواں ہوتے تھے...... اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہوا اور درجہ سادسہ کا سالانہ امتحان دینے کے بعد بندہ کو بھی ...... اس قافلے کے قدموں میں جگہ مل گئی ...... اور طالب علمی کے زمانۂ بے سرو سامانی میں اللہ تعالیٰ نے حج بھی نصیب فرما دیا...... اور بار بار عمرے بھی...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ۔

حج کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ’’دعوتِ حج‘‘ اور ’’اذانِ حج‘‘ کی توفیق بھی مرحمت فرما دی...... اپنے گھر، خاندان اور حلقہ احباب میں...... اور اپنے بیانات اور تحریر میں ’’حجِ بیت اللہ‘‘ کی دعوت چلتی رہی...... الحمدللہ کئی افراد نے یہ دعوت قبول کی اور ’’حج بیت اللہ‘‘ کے لیے رخت سفر باندھا۔

طالب علمی کے زمانے میں ہی ’’حج‘‘ کی مسنون دعاؤں پر ایک کتابچہ لکھا...... جس کا نام ’’انمول تحفہ‘‘ تھا...... اور یہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔

الحمدللہ ’’حرمین شریفین‘‘ کے راستے کھلتے گئے...... سفر میں آسانیاں ہوتی گئیں...... آخری سفر 1993ء میں ہوا...... اور اس کے فوراً بعد انڈیا میں گرفتاری ہوگئی...... اور پھر منظر پلٹ گیا۔

رہائی کے بعد بھی حالات ایسے ہی رہے...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ...... پہلے دل کا شوق کچھ زیارت سے پورا ہوتا تھا اور کچھ دعوت سے...... زیارت سے محرومی ہوگئی تو بس دعوت ہی رہ گئی...... اور خدمت...... اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا بے حد، بے حد شکر ہے...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

مضامین، مکتوبات اور بیانات ہوتے رہے...... جب ان کی تعداد کچھ بڑھی تو جمع کر کے فوٹو کاپی کے ذریعہ غیر مطبوعہ کتاب کی شکل بن گئی...... یہ کتاب ’’حجاج کرام‘‘ میں چلتی رہی...... الحمدللہ ’’حج بیت اللہ‘‘ کے ساتھ تعلق بھی بڑھتا رہا...... ہر سال جماعتی وفد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حج پر جانے لگا...... اہل اسلام میں فریضۂ حج کے شعور کی مہم اور دعوت بھی چلی۔

اب اس سال اللہ تعالیٰ نے کتاب پر مزید کام کی توفیق عطاء فرمائی...... ایک قریبی

معاون بھی کتاب کے کام کے لیے نصیب ہوئے تو یہ جامع ''اذانِ حج'' تیار ہوگئی...... اللہ تعالیٰ اسے قبولیت عطاء فرمائیں۔

برادر محترم مفتی عبید الرحمٰن صاحب......اور برادر محترم مولانا نعمان خلیل صاحب کا شکریہ اداء کرتا ہوں کہ......انہوں نے بھرپور معاونت فرمائی......اور تمام رفقاء دار البیان کا بھی شکر گزار ہوں......اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو بہترین صلہ اور جزائے خیر...... دارین میں نصیب فرمائیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

......محمد مسعود ازہر

لیلۃ ٨ ربیع الثانی ١٤٤٥ھ......23/10/2023

❁...❁...❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب: ۱

حج

اہمیت، فضیلت اور ترغیب

زندگی کا مقصد اور حاصل

وہ اعمال صالحہ جن کے کرنے کا حکم ہمارے محبوب مالک اللہ جل جلالہٗ نے ہمیں دیا...... اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں کر کے دکھایا...... اور اُن کی ترغیب دی......اُن اعمال میں سب سے اہم اسلام کے پانچ فرائض ہیں:

١ نماز

٢ زکوٰۃ

٣ رمضان المبارک کے روزے

٤ حج بیت اللہ

٥ جہاد فی سبیل اللہ

ہم ایمان قبول کرنے کے لیے اور انہی ''فرائض'' کو ادا کرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں...... یہی ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے......ایمان اور یہ فرائض ہی ہماری زندگی کا حاصل ہیں۔

معتبر مسلمان

اسلام میں کلمہ طیبہ کے بعد پانچ فرائض ہیں ...... ہر وہ مسلمان جس کو کلمہ طیبہ اور یہ پانچ فرائض نصیب ہو جائیں ...... وہی پکا، سچا، محفوظ اور معتبر مسلمان ہے...... یعنی کل چھ چیزیں ہو گئیں...... سب سے پہلے کلمہ طیبہ یعنی ایمان ...... پھر نماز، زکوٰۃ، رمضان المبارک کے روزے، حج بیت اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ...... ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ذات پر ان چھ چیزوں کی محنت کریں...... اور اپنے تمام فرائض کو مضبوط اور پورا کریں...... پھر اپنے اہل و عیال خصوصاً اولاد پر محنت کریں...... اور گن گن کر ان کو یہ فرائض سمجھائیں...... یاد کرائیں...... اور ان کی اہمیت ان کے دلوں میں ان کی جان کی اہمیت سے بھی زیادہ بٹھائیں...... اور پھر ہم اسلامی معاشرے میں ان چھ چیزوں کی محنت کریں اور ان کی زیادہ سے زیادہ دعوت دیں...... دراصل یہ چھ چیزیں ہی انسان کی اصل زندگی اور اس کی زندگی کا مقصد ہیں...... یہی چھ چیزیں ہی انسان کی اصل کامیابی اور اس کی ترقی ہیں...... ہم اپنا جائزہ لیں...... کلمہ ٹھیک ہے؟...... پانچوں فرائض پورے ہیں؟...... پھر اپنے گھر والوں اور اولاد کا جائزہ لیں کہ...... کلمہ ٹھیک ہے؟...... پانچوں فرائض پورے ہیں؟...... پھر اگر کہیں کمی کوتاہی نظر آئے تو ہم اس طرح سے بے چین ہو جائیں، جس طرح ہم دنیا کے کسی بڑے نقصان پر بے چین ہوتے ہیں...... مثلاً گھر کی چھت میں شگاف ہو جائے تو ہم کیا کیا کرتے ہیں؟...... اسی طرح اگر ہمیں اپنی ''ہدایت'' اور اپنے دین میں یہ شگاف نظر آئے تو اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک یہ شگاف بھر نہ دیں...... پھر اس میں کچھ تفصیل ہے...... ان چھ چیزوں کو ماننا، جاننا اور ان کے لیے تیار رہنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے...... اسی طرح کلمہ طیبہ اور نماز ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے...... جبکہ باقی چار چیزوں کا تعلق

حالات اور موسم سے ہے......رمضان المبارک تشریف لائے گا تو روزے فرض......حج کی شرعی استطاعت ہوگی تو حج فرض...... مال کا نصاب پورا ہوگا تو زکوٰۃ فرض......اور معذوری نہیں ہوگی تو جہاد فرض......ایک مسلمان کو ہر وقت خود کو......ان تمام فرائض کے لیے تیار اور آمادہ رکھنا ضروری ہے......اور اگر ایک فریضہ بھی......اجتماعی طور پر کسی جگہ کے مسلمانوں سے نکل گیا تو وہ بہت بڑی خیر سے محروم ہو جائیں گے......اور کسی نہ کسی پکڑ میں آجائیں گے۔

”حجِ بیت اللّٰہ“

”حج“ اسلام کے محکم اور قطعی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے۔”حج بیت اللہ“ کی فرضیت کا اعلان قرآن مجید ان الفاظ میں فرماتا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ﴾ [1]

”اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے۔“

”حج بیت اللہ“ کے بے شمار فضائل ہیں جبکہ فرض ہونے کے باوجود اسے اداء کرنے میں سستی کرنا بہت بڑا گناہ اور وبال ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

”مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَّمُوتَ يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا۔“ [2]

”جس کے پاس سفر کا سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔“

دیکھیں! کتنی سخت وعید ہے کہ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والا (نعوذ باللہ) یہودیت اور نصرانیت پر مرتا ہے۔

دراصل ”حج بیت اللہ“ اسلام کے خاص ”شعائر“ میں سے ہے...... پس مسلمانوں کو نہیں چاہیے کہ وہ پیسہ بڑھانے، جائیداد بچانے اور زیورات بچا بچا کر رکھنے میں لگے رہیں اور

---

[1] [آل عمران:97] [2] سنن الترمذي، رقم الحديث:٨١٢، ط: دارالكتب العلمية

’’حج بیت اللہ‘‘ سے محروم رہیں......آج مسلمان شادی بیاہ کی فضول رسموں پر جتنا مال برباد کرتے ہیں، اگر اسی کو کام میں لائیں تو یہ فریضہ بآسانی اداء کرسکتے ہیں......مگر لوگوں نے جہیز اور شادی کی دیگر رسومات کو فرض اور حج کو نعوذ باللہ ایک زائد چیز سمجھ رکھا ہے......اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس فریضے کا ذوق اور شوق نصیب فرمائے......مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ اپنی جائیداد، زمینیں اور زیورات کا مکمل حساب اور تفصیل علمائے کرام کو بتا کر ان سے پوچھیں کہ آیا ان پر حج فرض ہے یا نہیں؟......اگر فرض ہو تو فی الفور اس کی ادائیگی کی فکر کریں۔

مُسلمانو! شکر کرو

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بار بار ’’حج مبرور‘‘ نصیب فرمائے...... ’’حج بیت اللہ‘‘ کا خاص عظمت کے ساتھ ہر سال قائم ہونا...... یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے...... بڑے بڑے فتنے ’’کعبہ شریف‘‘ کے خلاف اٹھے...... کئی بار منحوس طیارے خطرناک بم اٹھائے روانہ ہوئے...... کچھ ظالموں نے ’’روضۂ اطہر‘‘ اور ’’مسجد نبوی‘‘ کو ویران کرنے کی بڑی خوفناک سازشیں کیں...... کئی فتنے ’’حج‘‘ کا معنیٰ و مطلب بدلنے کو بھی اٹھے...... کئی بہروپیوں نے ’’حج‘‘ کے منسوخ ہونے کے فتوے بھی دیئے...... ’’حجاز‘‘ کا وہ خطہ جہاں ’’کعبہ شریف‘‘ ہے اسے مکمل طور پر سیلابوں میں گم کرنے کی کوششیں بھی ہوئیں کہ...... بس سمندر ہی سمندر نظر آئے...... مگر ساری تدبیریں مکڑی کا جالا بن گئیں...... وہ دیکھو! ’’کعبہ شریف‘‘ کس شان سے کھڑا ہے اور لاکھوں مسلمان اس کے گرد دیوانہ وار گھوم کر...... اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عظمت کا اقرار کر رہے ہیں...... مسلمانو! شکر کرو ’’کعبہ شریف‘‘ بھی تمہارا...... اور ’’حج مبارک‘‘ بھی تمہارا...... تمہارے سوا نہ کسی کے پاس ’’کعبہ‘‘ نہ کسی کے پاس ’’حج‘‘۔

ذہن درست کریں

ہر مسلمان جانتا ہے کہ...... ’’حج بیت اللہ‘‘ اسلام کے بنیادی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے......اور فرائض اداء کرنے کے لیے ہی ہمیں پیدا کیا گیا ہے......اللہ تعالیٰ ہمیں جو قوت اور مال عطاء فرماتے ہیں ......وہ ہماری لازمی ضروریات کے بعد اس لیے ہوتا ہے تا کہ ہم فرائض اداء کریں......فرائض ہی جنت کی ضمانت ہیں......اور یہ ہر انسان کی کامیابی کے لیے لازم ہیں......اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی عبادت کا محتاج نہیں ہے......جو چیزیں ہم پر فرض کی گئی ہیں، وہ ہمارے ہی فائدہ اور بقاء کے لیے ضروری ہیں ...... آگے ہم نے ہمیشہ کی زندگی گزارنی ہے...... جب حج فرض ہے تو ضروری ہے کہ......مسلمانوں کو اس کا شوق ہو، اس کی قدر ہو......مگر ہمارا عمومی رویہ کیا ہے؟...... جب مال آجائے گا تو ’’حج‘‘ کا سوچیں گے......جب شادی کرلیں گے تو ’’حج‘‘ کا سوچیں گے......جب کاروبار سیٹ ہوجائے گا تو ’’حج‘‘ کا سوچیں گے......کوئی اور ہمیں بھیج دے گا تو ہم ’’حج‘‘ کرلیں گے......یہ فکر کیوں نہیں کرتے کہ......ہم نے یہ فرض بھی اپنے نامہ اعمال میں ڈالنا ہے......ہم نے یہ عظیم کام ضرور کرنا ہے......جب یہ سوچ ہوگی تو دعاء بھی کریں گے......مال آتے ہی ’’حج‘‘ کے لیے لپکیں گے......مگر یہ سوچ نہیں ہے......اس لیے مال آتا ہے اور اڑ جاتا ہے...... یا کہیں جم جاتا ہے......آہ! آج کتنے مسلمان ’’حج‘‘ سے محروم ہیں......حالانکہ ہمارے معاشرے میں ’’حج‘‘ آجائے تو ہر طرف خوشحالی کا دور دورہ ہو......اور ہم حرمین شریفین کا نور اپنے ساتھ لیے چلتے پھریں۔

”حج“ کی بعض حکمتیں

امت مسلمہ کے حکماء نے ”فریضۂ حج“ کی عجیب عجیب حکمتیں بیان کی ہیں...... بعض کا کہنا ہے کہ...... ”حج“ عشق والی عبادت ہے...... ایک بندۂ مومن کو اللہ تعالیٰ سے جو سچا عشق ہے، ”حج“ اسی کے اظہار کا ذریعہ ہے...... گھر چھوڑنا، کپڑے اُتار کر دو کفن نما چادریں پہن لینا، میلا کچیلا رہنا، ناخن نہ کاٹنا، جمرات پر پتھر برسانا، محبوب کے گھر کے گرد دیوانہ وار چکر کاٹنا، اس گھر کے ایک کونے کو چومنا، اس کی بعض دیواروں سے بچوں کی طرح چمٹنا اور لپٹنا، صفا، مروہ کے درمیان دوڑنا، محبوب کی خاطر جانور اور بال قربان کرنا...... الغرض ایک سچا عاشق جو کچھ کرتا ہے، ”حج“ میں وہ سب کچھ موجود ہے...... لَبَّیْكَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ...... میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں...... کئی دن تک یہی پکار، صبح، شام اور ہر آن...... لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ...... چنانچہ ”حج“ کی حکمت یہ ہے کہ اس میں مؤمن کی ”شانِ عشق“ کا اظہار ہے۔

”حج“ کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس میں...... مسلمان ”فریضۂ حج“ کو زندہ کر کے یہ پیغام دیتے ہیں کہ...... ہمارا تعلق حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے...... ہم انہی کی ملت میں سے ہیں...... اور ہم انہی کے طریقے پر قائم ہیں...... ہم نہ مشرک ہیں، نہ یہودی...... ہم نہ ستارہ پرست ہیں، نہ عیسائی...... ہم نہ بتوں کے سامنے جھکنے والے ہیں...... اور نہ ظالم حکمرانوں کے سامنے...... ہم ”ایک“ کے ہیں، صرف ”ایک“ کے...... اور ہم سے دین کے بارے میں کسی طرح کی مداہنت اور غداری کا کوئی تصور بھی نہ کرے...... ہم ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے ہیں...... اور ہم خود بھی ”حنیف“ ہیں...... ہم نہ دنیا کی چمک پر گرتے ہیں اور نہ موت کی آگ سے ڈرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی خاطر وطن چھوڑنا، بیوی بچے چھوڑنا اور جان و مال کی قربانی دینا ہمارا محبوب

کام ہے......ہم ایک گھر کے ہیں......اس گھر کے سوا کسی طرف اپنا رخ نہیں پھیرتے......قیصر کے محلات ہوں یا کسریٰ کے کنگرے......وائٹ ہاؤس کا رعب ہو یا بکنگھم پیلس کی چمک......ہم ان میں سے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے......آج جبکہ پوری دنیا کا کفر مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کے لیے کبھی مال کی چمک دکھاتا ہے تو......کبھی ایٹم بموں اور بمباری کی آگ سے ڈراتا ہے...... ان حالات میں آٹھ ذوالحجہ کے دن لاکھوں مسلمان......ایک جیسا لباس پہن کر ننگے سر اللہ تعالیٰ کی طرف......لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے دوڑ رہے ہوتے ہیں......اور اعلان کر رہے ہوتے ہیں...... اے کافرو! ہم سے مایوس ہو جاؤ...... اے دشمنان اسلام! اپنے ڈالر، پاؤنڈ سنبھال رکھو...... ہم کبھی تمہارے غلام نہیں ہو سکتے...... ہم ایک اللہ کے ہیں...... دیکھو! ہم ’’حنیف‘‘ ہیں......ہم ’’حنیف‘‘ ہیں۔

لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ... لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ...اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ...لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

بھائیو! بہنو! جلدی حج کرلو

''بیت اللہ''! وہ گھر جو ہمارے رب کا ہے...... جہاں ہمیشہ ہدایت برستی ہے...... جہاں ہر نبی تشریف لے گئے...... جہاں جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار اترے...... جہاں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن گزرا، جوانی گزری...... جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی...... جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ''حجرِ اسود'' رکھا...... جہاں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے شمار سجدے کیے...... اور ان سجدوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت کا نشانہ بنایا گیا...... وہ گھر جو انسانیت کی ترقی ہے...... جو اسلام کا مرکز ہے...... وہاں کبھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے...... کبھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مزدوری فرمائی...... جہاں سے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ذبح ہونے کو روانہ ہوئے...... جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ماریں کھائیں...... جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شجاعت نے تالے کھولے...... جہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفاؤں نے ڈیرہ ڈالا...... جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بت گرائے...... وہاں کے کس کس مقام کو بیان کروں؟...... وہاں کی کس کس فضیلت اور تاریخ کو عرض کروں؟...... زمین پر تو کیا آسمانوں پر بھی ''کعبہ'' اور ''زمزم'' جیسی بلند نعمتیں موجود نہیں ہیں...... اس لیے بھائیو! بہنو! جلدی ''حج'' کرلو...... جلدی کرو بھائیو، جلدی کرو...... جلدی کرو بہنو، جلدی کرو...... مکان پھر بن جائے گا...... نہ بنا تو کیا ہوا...... شادیوں کے خرچے پھر آجائیں گے...... نہ آئے تو کیا ہوا...... ''حج'' کا فریضہ اداء کرلو...... ''حج'' کا فریضہ اداء کرلو...... ''حج'' کا فریضہ اداء کرلو۔

دیکھو! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرما رہے ہیں:

تَعَجَّلُوْا إِلَى الْحَجِّ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ مَا يَعْرِضُ لَهُ [1]

---

[1] مسند أحمد، رقم الحديث :۲۸۶۷، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت

’’حج کیلئے جلدی کرو، کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا حالت پیش آجائے۔‘‘

دوسری روایت میں ارشاد فرمایا:

’’جو حج کرنا چاہے وہ جلدی کرے کیونکہ کبھی بیماری آجاتی ہے، مال گم ہو جاتا ہے یا کوئی رکاوٹ آجاتی ہے۔‘‘ [۱]

---

[۱] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۸۸۳، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

ایک سال جہاد ایک سال حج

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کی یہ ترتیب بنا رکھی تھی کہ......ایک سال حج پر تشریف لے جاتے اور ایک سال جہاد پر......زندگی کا یہ معمول آخری وقت تک جاری رہا...... اور جہاد کے آخری سفر سے واپسی پر مالک حقیقی سے ملاقات ہوگئی:

يَحُجُّ سَنَةً وَيَغْزُوْسَنَةً حَتّٰى نِهَايَةَ عُمْرِهٖ۔[1]

ہمیں چاہیے کہ......ہم بھی آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ والی کامیابی کے لیے اسی طرح جہاد اور حج سے محبت کریں۔

---

[1] الإرشاد في معرفة علماء الحديث۔ ج:۳، ص:۸۸۸، ط: مكتبة الرشد - رياض

ایک اہم نکتہ

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بڑا اہم نکتہ سمجھایا......وہ نکتہ پڑھ کر روح نے غم کی ہچکی لی......اور آنکھیں پانی میں ڈوبنے لگیں......فرمایا:

''اللہ کے گھر کا زیادہ سے زیادہ طواف کرلو! اس سے پہلے کہ تمہارے اور اس کے درمیان رکاوٹیں کھڑی کردی جائیں۔''[۱]

ہاں! سچ فرمایا، بہت اُونچی بات فرمائی......رکاوٹیں آجاتی ہیں......پہاڑوں سے بھی بڑی اور رات سے بھی تاریک......پھر آدمی نہیں جاسکتا......نہیں جاسکتا......اس لیے جن خوش نصیبوں کو وہاں کی حاضری نصیب ہوجائے......وہ اس نکتے کی قدر کریں......بازاروں، خریداریوں، ملاقاتوں اور فضولیات میں وقت ضائع نہ کریں......اپنے ایک ایک لمحے کو قیمتی بنائیں...... ''حرم شریف'' کی ایک نماز......کسی انسان کی چوّن (۵۴) سال کی نمازوں کے برابر ہے...... وہاں کا ایک ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ'' ایک لاکھ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ'' کے برابر......اور ایک بار کا ''سُبْحَانَ اللهِ'' ایک لاکھ بار ''سُبْحَانَ اللهِ'' پڑھنے کے برابر ہے۔

---

[۱] مصنّف عبد الرزاق، رقم الحديث: ۹۱۷۸، ط: المكتب الاسلامي، بيروت

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندو! حج کرلو، حج کرلو، حج کرلو۔

اللہ تعالیٰ کی پیاری بندیو! حج کرلو، حج کرلو، حج کرلو۔

ضروری کام

ہم دنیا میں جن ضروری کاموں کے لیے بھیجے گئے ہیں، ان کاموں میں سے ایک اہم ترین کام ''حج بیت اللہ'' ہے...... ''بیت اللہ'' سبحان اللہ!...... اللہ تعالیٰ کا گھر...... دل چاہتا ہے رو، رو کر لکھتا جاؤں:

''بیت اللہ''، ''بیت اللہ''، ''بیت اللہ''۔

اور آپ رو رو کر پڑھتے جائیں:

''بیت اللہ''، ''بیت اللہ''، ''بیت اللہ''۔

پلاٹ اور زیور کا ہم نے کیا کرنا ہے؟...... ''بیت اللہ'' تو جنت کا ٹکڑا ہے...... مالک کا احسان کہ ہمیں دنیا میں یہ عطاء فرمادیا...... آہ! آنکھیں کتنی پیاسی رہ جاتی ہیں اگر وہ ''بیت اللہ'' کو نہ دیکھ سکیں...... کتنی محرومی کی بات ہے کہ شادیوں کی دعوتیں کرتے رہو اور ''بیت اللہ'' کو نہ جا سکو...... تھوڑا سا سوچو ہم نے زندگی میں کتنی بار اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا؟...... کتنی بار ایسے کام کیے جن کو دیکھ کر محبوب مالک کو غصہ آتا ہے...... تو کیا ہم ایک بار ایسا نہیں کرسکتے کہ اللہ تعالیٰ خوشی سے ہم پر فخر فرمائیں اور اپنے فرشتوں سے کہیں...... دیکھو میرے بندوں کو...... یہ خاص لمحہ اور خاص منظر ''نو ذی الحجہ'' کے دن ''عرفات'' کے میدان میں نصیب ہوتا ہے...... صحیح حدیث میں آیا ہے

کہ......جب عرفات میں حجاج جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قریب ہوکر......فرشتوں کے سامنے ان پر فخر فرماتے ہیں۔[1]

عرفات ہم سے کتنا دور ہے؟......اپنی جان بیچ کر جانا پڑے تو آدمی چلا جائے کہ کبھی تو اپنے رب کو اپنے اوپر خوش کرلوں......ایک جہاد کا محاذ......اور دوسرا حج کا میدان......دنیا میں کوئی جگہ ان کے برابر نہیں۔

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۳۴۸، ط: دارالکتب العلمیة، بیروت

مکّہ و مدینہ

معلوم نہیں لوگ کہاں کہاں گھومتے رہتے ہیں......اور کہاں کہاں گھومنا چاہتے ہیں......لیکن اس پاک زمین پر جانے کے لیے نہیں تڑپتے، جہاں ہدایت برستی ہے...... جہاں نور ٹپکتا ہے...... جہاں ملائکہ اترتے ہیں...... جہاں مغفرت بٹتی ہے...... جہاں حسن چمکتا ہے...... جہاں رحمت مہکتی ہے......سبحان اللہ! وہ ''کعبہ شریف''......اللہ، اللہ، اللہ......وہ اس کی ''حطیم شریف''...... وہ سامنے ''مقام ابراہیم''......وہ پیارا ''حجر اسود''...... بہت پیارا، بے حد پیارا......میرے اللہ! ''حجر اسود'' کے بوسے کا سوال ہے......وہ ''رکن یمانی'' اور ''حجر اسود'' کے درمیان کی مقبول دعاء...... وہ ''کعبہ'' کی چھت پر لگا پرنالہ...... وہ ''صفا''، وہ ''مروہ''...... وہ ''عرفات'' کے انوارات...... وہ ''منیٰ'' کی پُر کیف وادی...... وہ ''مزدلفہ'' کی روحانی ٹھنڈک ......وہ ''مکہ مکرمہ''......وہ ''مدینہ منورہ''......ساری دنیا کا حقیقی حسن ان دو شہروں میں سمٹ آیا ہے......اہل علم محبت کے ساتھ لڑتے رہے کہ ''مکہ'' افضل ہے یا ''مدینہ''......فیصلہ کوئی بھی نہیں کر پاتا...... ''مکہ'' تو ماشاء اللہ ''مکہ'' ہے، عزت و وقار میں بے مثال......اور ''مدینہ'' تو ماشاء اللہ ''مدینہ'' ہے، حسن و جمال میں بے مثال......میرے آقا ﷺ کو ''مکہ'' سے بے حد پیار تھا......جب ''مکہ'' چھوڑنا پڑا تو دل مبارک رو رہا تھا......اور میرے آقا ﷺ کو ''مدینہ منورہ'' سے بے حد پیار تھا...... ایسا پیار کہ اسے قیامت تک چھوڑنے سے انکار فرما دیا...... ''مکہ'' جا کر بیٹھو تو ''مکہ مکرمہ'' پیار سے پوچھتا ہے: کیا تم نے ''مدینہ'' دیکھا ہے؟......تم ''مدینہ'' کب جاؤ گے اور وہاں سے واپس میرے پاس کب آؤ گے؟...... مجھے اُن سے پیار ہے جو ''مدینہ'' سے آتے ہیں......اور ''مدینہ منورہ'' جا بیٹھو تو وہ پوچھتا ہے کیا تم نے ''مکہ'' کی زیارت کی ہے؟......کب

میری سرحد سے احرام باندھ کر ''مکہ'' جاؤ گے......اور پھر ''مکہ'' سے کب لوٹ کر واپس میرے پاس آؤ گے؟...... مجھے ان سے پیار ہے جو ''مکہ'' سے آتے ہیں......سبحان اللہ! حاجی کے مزے ہو جاتے ہیں......عمرہ کرنے والے کی موج ہو جاتی ہے......کبھی اس کا جسم ''مکہ'' میں تو روح ''مدینہ'' میں......اور کبھی روح ''مکہ'' میں تو جسم ''مدینہ'' میں...... سچی بات ہے نہ ''مکہ شریف'' سے دل بھرتا ہے اور نہ ''مدینہ پاک'' سے......کسی کی عمر ہزار سال ہو اور وہ روزانہ ایک بار ''مکہ'' جائے اور ایک بار ''مدینہ'' تب بھی دل کی پیاس نہیں بجھتی......روح پھر بھی ''مکہ'' اور ''مدینہ'' کی طرف یوں لپکتی ہے، جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں کی طرف۔

شیطان روکتا ہے

اے مسلمانو! سنو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ''حج'' کی طرف بلایا...... اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے انسانوں کو ''حج'' کی طرف بلایا......اللہ تعالیٰ نے ''کلمہ طیبہ'' کی دولت سے مالا مال ایمان والوں پر پانچ چیزیں لازمی فرض فرمائیں...... یہ پانچ چیزیں زندگی کا مقصد اور زندگی کی ضرورت ہیں......ان پانچ میں سے ایک ''حج بیت اللہ'' ہے......اسلام کی عمارت کا ایک لازمی ستون......حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ...... ''حج'' کی استطاعت کے باوجود نہیں جاؤ گے تو خطرہ ہے کہ یہودی ہو کر مرو گے یا نصرانی ہو کر...... ''حج'' کی برکت سے گناہ سارے معاف ہو جاتے ہیں......اور ''حج'' کا بدلہ جنت ہے...... ''حج'' کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں غنی فرما دیتے ہیں......اور ''حج'' کے اعمال پوری زندگی انسان کے ساتھ رہتے ہیں...... اور مرنے کے بعد اس کے ساتھ قبر اور حشر میں جاتے ہیں......شیطان ہمیشہ ''حج'' سے روکتا ہے......وہ ''حج'' سے ڈراتا ہے......وہ خرچے گنواتا ہے......وہ جانتا ہے کہ یہ ''حج'' پر چلے گئے تو خطرہ ہے کہ میرے ہاتھ سے نکل جائیں...... یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عدالت میں پکی توبہ کر آئے تو میری ساری محنت پر پانی پھر جائے گا......شیطان کو تو ہمارے ایک سجدے سے بھی تکلیف ہوتی ہے......جبکہ ''حرم شریف'' کا ایک سجدہ ایک لاکھ سجدوں کے برابر ہے......ایسا سجدہ تو شیطان کی کمر توڑ دیتا ہے......شیطان کو ہمارے ایک بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ''، ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' اور ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنے سے درد ہوتا ہے......جبکہ ''حرم شریف'' میں ایک بار کا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ''، ''سُبْحَانَ اللّٰہِ''، ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' ایک لاکھ بار پڑھنے کے برابر ہے......شیطان کہتا ہے پیرس جاؤ، وہاں عیش کرو!......لندن جاؤ، وہاں عیاشی کرو!......واشنگٹن جاؤ، وہاں ترقی دیکھو!......یعنی

’’بیت اللہ‘‘ نہ جاؤ، بیت الخلاؤں میں گھومتے پھرو!......آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو ’’حج بیت اللہ‘‘ کے فریضے کی طرف بلایا جائے ......تاکہ یہ اپنے اصل مرکز سے جڑے رہیں......آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے سامنے’’ مکہ‘‘اور’’مدینہ‘‘ کے حقیقی حسن کو بار بار بیان کیا جائے......تاکہ یہ کفر کے اڈوں کی طرف نہیں، ایمان کے مرکز کی طرف دوڑیں۔

”مکہ“ ”مدینہ“ سے یاری لگاؤ

اے مسلمانو! شوق کے اس قافلے کو دیکھو! جو حضرت آقا مدنی ﷺ کی قیادت میں ”احرام“ باندھے، ”تلبیہ“ پڑھتے ”مکہ مکرمہ“ جارہا تھا.....مگر اسے ”حدیبیہ“ پر روک دیا گیا...... پھر اس قافلے کے شوق کا ایک ذرہ اللہ تعالیٰ سے مانگ لو.....بس جیسے ہی دل میں شوق آیا، راستے کھلنا شروع ہوجائیں گے......اور روح اُڑنے لگ جائے گی...... یاد رکھیں! ”کعبہ“ اور ”روضۂ اطہر“ یہ اس دنیا کی جگہیں نہیں ہیں......اہل دل نے لکھا ہے کہ......مرنے کے بعد ایمان والوں کے لیے ”عِلِّیِّین“ کے جو آٹھ مراکز بنائے گئے ہیں......ان میں سے بعض ”زمزم“ کے کنویں کے پاس ہیں اور بعض ”مدینہ منورہ، روضۂ اطہر“ کے پاس...... یہ تو عظیم مالک کا اس امت پر احسان ہے کہ دنیا میں یہ مقامات ہمارے لیے کھول دیئے......تاکہ ہم ان سے فیض پاکر مرنے کے بعد اونچے محلات پا سکیں...... اے مسلمانو! ”مکہ“ اور ”مدینہ“ سے یاری لگاؤ، دوستی لگاؤ، تعلق بناؤ......مرنے کے بعد روح کو ان کے پڑوس میں کوئی جگہ مل گئی تو جنت کے دروازے پر جا بیٹھو گے......شہدائے کرام کے مزے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد ان دو مقامات پر جگہ پا لیتے ہیں...... بے شک وہ زندہ ہیں اور زندہ کہلاتے ہیں...... ”مکہ“ اور ”مدینہ“ میں زندگی ملتی ہے زندگی...... شیطان زور لگاتا ہے کہ مسلمان وہاں نہ جائیں......اور اگر چلے بھی جائیں تو وہاں کے بازاروں میں کھو جائیں...... وہاں کے بازار بڑے خطرناک ہیں...... جو بھی جائے نیت کر کے جائے کہ بازاروں سے حتی الوسع بچنا ہے۔

آواز لگ چکی ہے

بھائیو! اور بہنو! ''حج'' کی آواز لگ چکی......اُٹھو نیت باندھ لو......اور لبیک کہہ دو:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ......جب کوئی مسلمان ''تلبیہ'' پڑھتا ہے، تو اس کے دائیں اور بائیں کے تمام پتھر، درخت اور عمارتیں بھی ''تلبیہ'' پڑھتی ہیں......دائیں طرف زمین کے آخری کنارے تک اور بائیں طرف بھی زمین کے آخری کنارے تک۔[1]

زمین کے پتھر اور درختوں نے ہمارے معلوم نہیں کتنے گناہ دیکھ رکھے ہیں......اور ہمارے گناہوں والی کتنی باتیں سن رکھی ہیں......اُٹھو! ''حرم شریف'' کی طرف دوڑو......''میقات'' پر احرام باندھو اور دیوانہ وار پڑھو:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

دیکھو! ''مدینہ منورہ'' سے آواز آرہی ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا۔[2]

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے، پس تم حج کرو۔''

بس بات ہی ختم ہوگئی......''مدینہ پاک'' سے حکم آگیا اب تو جانا ہے، ان شاء اللہ......جو

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث: ۸۲۸، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۳۳۷، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

بیچنا پڑے اسے بیچنا سعادت...... جو چھوڑنا پڑے اسے چھوڑنا سعادت......اس میں جتنا تھکنا پڑے وہ تھکاوٹ سعادت...... ارے! جلدی کرو!...... ایسا نہ ہو کہ تمہارے درمیان اور ’’بیت اللہ‘‘ کے درمیان رکاوٹیں آ جائیں...... جنہوں نے اب تک یہ فریضہ اداء نہیں کیا......وہ آج سے ہی دو رکعت نفل روزانہ اداء کریں اور خوب دعاء مانگیں، خوب گڑگڑائیں ......جن کی اولاد جوان ہو چکی ہے اور وہ استطاعت رکھتے ہیں...... وہ اپنی اولاد کو’’ حج‘‘ کرائیں تاکہ اولاد کے فرائض پورے ہوں...... اور ان کی زندگی بامقصد بنے...... بھائیو! نوٹوں کی گنتی میں نہ پڑو...... یہ نوٹ ہمیں اسی لیے ملتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے ان کے ذریعہ اپنے فرائض اداء کریں...... ہاں! اپنی اور اپنی اولاد کی ایک گنتی ہر وقت ضرور کرتے رہو کہ کتنے فرائض اداء ہو گئے اور کتنے باقی ہیں؟......فریضۂ نماز، فریضۂ زکوٰۃ، فریضۂ صیام، فریضۂ حج اور فریضۂ جہاد فی سبیل اللہ...... ہمارے ایک استاذ محترم فرمایا کرتے تھے کہ جن کے پاس ’’حرمین شریفین‘‘ جانے کے اسباب نہ ہوں اور وہ جانے کا شوق رکھتے ہوں تو وہ ہر نماز کے بعد ایک بار ’’تلبیہ‘‘ پڑھ لیا کریں......ان شاء اللہ آسانی ہو جائے گی۔

لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

تاخیر نہ کریں

ہماری خوش نصیبی کہ روئے زمین پر ''بیت اللہ شریف'' موجود ہے...... ہماری خوش نصیبی کہ ہمارے پاس آنکھیں موجود ہیں...... پھر اگر ان آنکھوں نے ''بیت اللہ'' کو نہ دیکھا تو پھر کیا دیکھا؟...... آج ''حج بیت اللہ'' کافی آسان ہے...... کیا معلوم کہ کل بہت مشکل ہو جائے...... اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کئی ایسے زمانے آئے کہ دور والوں کے لیے ''حج بیت اللہ'' بہت مشکل ہو گیا...... کبھی سمندر قزاقوں سے بھر گئے...... وہ بحری جہازوں کو لوٹ لیتے تھے اور عازمین حج کو قتل کر دیتے تھے...... کبھی ایسا بھی ہوا کہ راستے ڈاکوؤں نے بانٹ لیے...... ایسا بھی ہوا کہ صلیبیوں نے راستوں پر قاتلانہ ناکے لگا دیئے...... آج کل اچانک کوئی جنگ چھڑتی ہے تو فضاؤں میں ''نو فلائی زون'' بن جاتے ہیں...... کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر ''حج بیت اللہ'' مشکل ہو جائے...... آج کل الحمد للہ بہت آسانی ہے...... آج کل جتنا پیسہ رسومات پر ذبح ہوتا ہے، ''حج بیت اللہ'' اس سے بہت سستا ہے...... فضول پڑے ہوئے پلاٹ...... جن پر ہمارے مرنے کے بعد ورثاء نے جھگڑے ڈالنے ہیں...... ان پلاٹوں سے ''حج بیت اللہ'' بہت آسانی سے ہو سکتا ہے...... پلاٹ تو یہیں رہ جائے گا...... جبکہ ''حج بیت اللہ'' ہمارے ساتھ آگے جائے گا...... اور اس دن انسان ایک ایک نیکی کا محتاج ہو گا...... ہر شخص بس یہی دیکھ رہا ہو گا کہ وہ آخرت میں اپنے ساتھ کیا لایا ہے...... ویسے بھی سوچیں کہ...... اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کا گھر نہیں دیکھا تو پھر ہم اس کے شوق میں تڑپتے کیوں نہیں؟ روتے کیوں نہیں؟...... اپنے محبوب رب سے اتنا بھی عشق نہیں جتنا ایک نفس پرست عاشق کو اپنے محبوب سے ہوتا ہے؟...... آہ بیت اللہ! واہ بیت اللہ!

اللہ تعالیٰ ہی نے ہمیں ''آنکھیں'' عطاء فرمائی ہیں...... اللہ تعالیٰ ہمیں ان آنکھوں سے اپنا

گھر ''بیت اللہ شریف'' دکھائے...... بار بار دکھائے......قبولیت کے ساتھ دکھائے......اور آخرت میں ہمیں بار بار اپنی زیارت کرائے......آمین یاارحم الراحمین!:

﴿وُجُوهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ [۱]

''بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔''

---

[۱] القیامۃ:۲۲، ۲۳

حالات بدلتے رہتے ہیں

’’حج‘‘ اسلام کے محکم اور بنیادی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے...... صاحب استطاعت مسلمانوں پر زندگی میں ایک حج کرنا فرض ہے...... جو مسلمان استطاعت کے باوجود حج اداء نہیں کرتے ان کا انجام اور خاتمہ بہت خطرے میں پڑ جاتا ہے...... ’’حج‘‘ ایک عاشقانہ عبادت اور لاکھوں سعادتوں کا ایک مجموعہ ہے...... ’’حج‘‘ کرنے سے نہ تو کسی مسلمان کا مال کم ہوتا ہے...... اور نہ ہی اسے فقر و فاقے کا خطرہ رہتا ہے...... ’’حج‘‘ کے ذریعہ ہم براہ راست اسلام کے مقدس ترین مقامات کو دل اور آنکھوں میں بسا لیتے ہیں...... ’’حج بیت اللہ‘‘ تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے مکمل پاکی کا بہترین نسخہ ہے...... ’’حج بیت اللہ‘‘ ہمیں ’’مکہ مکرمہ‘‘ اور ’’مدینہ منورہ‘‘ سے جوڑتا ہے...... اور یہی وہ مقامات ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم الشان کو نازل فرمایا ہے...... ’’حج بیت اللہ‘‘ اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم ہے...... اور مسلمانوں کے لیے ’’حج بیت اللہ‘‘ کھولنے کے لیے حضرت آقا مدنی ﷺ نے بڑی محنتیں اور بڑا جہاد فرمایا ہے...... ’’حج‘‘ ایسی عبادت ہے جو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ایک مسلمان کو نور اور پاکی سے بھر دیتی ہے...... ’’حج‘‘ کے اجتماع میں شرکت، حشر کے دن کے اجتماع میں ہمارے لیے آسانی اور راحت کا ذریعہ ہے...... ’’حج بیت اللہ‘‘ کا ہر لمحہ، ایمان اور عشق سے معمور ہے...... ’’حج بیت اللہ‘‘ ایسی والہانہ عبادت ہے کہ اس عبادت کا شوق بھی عبادت کی طرح لذیذ ہے...... اس لیے جو مسلمان مرد اور عورت ’’حج بیت اللہ‘‘ کے لیے جا سکتے ہوں وہ ایک منٹ کی تاخیر نہ کریں...... حالات بدلتے رہتے ہیں...... معلوم نہیں کب آنکھیں اچانک دیکھنا بند کر دیں...... بہت سے لوگ نابینا ہو جاتے ہیں...... معلوم نہیں کب

اچانک کہیں گریں اور جسم کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں...... معلوم نہیں کب کوئی پکڑ کر کسی جگہ قید کر دے...... معلوم نہیں کب کوئی بیماری اچانک آئے اور زندگی ایک بستر تک محدود ہو جائے...... پھر کیوں اپنی آنکھوں کو ''کعبہ'' کی زیارت سے محروم رکھیں؟...... پھر کیوں اپنے قدموں کو ''بیت اللہ'' کے طواف سے محروم رکھیں...... آج اگر صحت بھی ہے اور کسی جگہ کوئی مال بھی خواہ مخواہ پڑا ہوا ہے تو اسے قیمتی بنا لیں...... معلوم نہیں کب یہ مال اچانک ضائع ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

جب تک کوئی عبادت آسان ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا ''فضل'' ہوتا ہے...... جو خوش نصیب ہوتے ہیں وہ اس ''فضلِ الٰہی'' کے خوب مزے لوٹ لیتے ہیں......لیکن جنہوں نے محروم رہنا ہو، وہ آج کل پر ٹالتے رہتے ہیں...... بھائیو! اور بہنو! یہ دنیا تیزی سے قیامت کی طرف جارہی ہے...... یہ ہر دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے سے دور ہوتی جارہی ہے...... یہ ہر لمحہ ''خیر القرون'' سے ''شر القرون'' کی طرف سفر کر رہی ہے......اس لیے اس زمانے میں کسی نیکی کو کل پر ٹالنا بہت خطرناک ہے......اچھے کل کی اللہ تعالیٰ سے ضرور امید رکھنی چاہیے مگر اپنے آج کو بہت قیمتی بنانا چاہیے......ممکن ہے کل کا دن آج کے دن سے بہتر نہ ہو...... ''حج'' کی عبادت، صحت اور جوانی کے زمانے میں زیادہ جچتی ہے...... ویسے تو اللہ تعالیٰ جس عمر میں بھی نصیب فرمادیں یہ بہت بڑی نعمت ہے......مگر جوانی تو جوانی ہوتی ہے......اور جوانی کی عبادت کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے...... ویسے بھی ہر مسلمان کو پہلی فکر یہ ہونی چاہیے کہ اس کے ''فرائض'' جلد از جلد پورے ہوجائیں...... کیونکہ ''فرائض'' کے بغیر زندگی بےکار اور ادھوری ہے......فرائض کے بغیر زندگی صرف خسارہ ہی خسارہ ہے......ہم کب تک ہر نیکی کو کل پر ٹالتے رہیں گے......کوئی کہتا ہے کہ بس کچھ دن بعد تہجد شروع کروں گا؟...... اللہ کے بندے! کچھ دن بعد کیوں؟ آج سے کیوں نہیں؟......یہی حال ''حج'' کا ہے...... پہلے مکان بنانا ہے......پھر کاروبار سیٹ کرنا ہے......پھر بچوں کی شادیاں کرنی ہیں...... پھر ''حج'' کا سوچیں گے......آہ مسلمان! تجھے اپنے رب کے گھر کو دیکھے بغیر آخر چین کس طرح آجاتا ہے؟......ٹھیک ہے اگر حج پر جانے کے اسباب نہیں ہیں، تو نہ جانے میں کوئی گناہ نہیں......مگر حج کے شوق کے اسباب تو تیرے پاس بےشمار ہیں...... پھر دل میں شوق کیوں

نہیں؟......کیا شوق کے لیے بھی ٹکٹ اور ویزے کی ضرورت پڑتی ہے؟......تو اللہ کا بندہ ہے اور ''بیت اللہ''، اللہ کا گھر ہے......بس اسی پر غور کر لے تو شوق کی موجیں تیرے دل سے اُٹھ کر آنکھوں کا سیلاب بن جائیں گی......تب تو شوق کی ان لہروں میں ڈوب کر دعاء مانگے گا تو تیری دعاء ضرور عرش تک جا پہنچے گی......تب تیری روح میں قوتِ پرواز آئے گی......تب تیرے خواب بھی بار بار مبارک سفر کریں گے......اور تو ''حرمین شریفین'' سے مستقل جڑ جائے گا، ان شاء اللہ۔

چھری چلانی پڑتی ہے

قرآن مجید نے ''حج'' کی ترغیب دی ہے...... قرآن مجید نے ''حج'' کی فرضیت بیان فرمائی ہے...... قرآن مجید نے ''حج'' کے مناسک اور احکامات سکھائے ہیں...... ایک مسلمان کو چاہیے کہ قرآن مجید میں ان تمام باتوں کو پڑھے...... تب اسے معلوم ہوگا کہ ''حج'' ایک مسلمان کے لیے کس قدر اہم، کس قدر ضروری اور کس قدر مفید ہے...... مگر ایک مسلمان ''حج'' پر جائے کیسے؟ اتنا لمبا سفر، اتنا زیادہ خرچہ اور اہل و اقارب سے جدائی...... تب قرآن مجید نے ایک واقعہ سنا کر مسئلہ آسان فرمادیا...... قرآن مجید بتا رہا ہے کہ ایک بوڑھے باپ کو اپنے نوجوان بیٹے سے بہت پیار تھا...... بڑھاپے کی اولاد تھی اور سالہا سال کی دعاؤں کے بعد ملی تھی...... اور بیٹا بھی ایسا کہ اسے دیکھتے ہی باپ کی آنکھیں اور دل محبت کی ٹھنڈک میں ڈوب جاتے تھے...... حسین و جمیل، نیک و صالح، ذہین اور فرمانبردار، دلکش اور باصفات...... اب باپ کو حکم ملا کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے اپنا یہ بیٹا اپنے ہاتھوں سے ذبح کردے...... اس حکم میں کوئی ایک ''امتحان'' نہیں تھا بلکہ کئی سخت امتحانات تھے...... جن میں سب سے مشکل اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا تھا...... باپ اللہ تعالیٰ کا وفادار تھا...... وفادار لوگ بہت عجیب ہوتے ہیں...... وہ بہت زیادہ اور بہت لمبا نہیں سوچتے...... وہ بس یہ دیکھتے ہیں کہ جو حکم آیا ہے بس اسے پورا کرنا ہے...... اور وہ بس ایک ''لمحے'' کا فیصلہ ہوتا ہے کہ اس ''ایک لمحے'' میں ہم نے مضبوط ہونا ہے...... پہلے کیا ہوگا، بعد میں کیا ہوگا وہ سب اللہ تعالیٰ کے سپرد...... ہم نے تو بس اس ایک لمحے میں ثابت قدم رہنا ہے...... باپ نے بیٹے کو لٹا دیا...... خود کو ''ایک لمحہ'' کے لیے تیار کیا اور چھری چلادی...... بس دو سیکنڈ کا امتحان چھری چلانے سے پورا ہوگیا...... اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کا سلسلہ ایسا شروع ہوا کہ آج تک

جاری ہے……اور ہمیشہ جاری رہے گا……اگر وہ اُس لمحہ چھری نہ چلاتے تو سب کچھ چھن جاتا…… مگر انہوں نے چھری چلا کر اپنے گمان میں اپنا بیٹا ذبح کر دیا……تب وہ بیٹا بھی واپس مل گیا…… اس بیٹے کی نسل میں بھی برکت ہوگئی……اور مزید بے شمار نعمتیں بھی جاری ہوگئیں……یہی حال ہر مسلمان کا ہے…… جو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے قربانی کی چھری چلا دیتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے…… اور جو آگے پیچھے دیکھتا رہتا ہے اس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا…… ’’حج‘‘ کا ارادہ کیا اور زیورات پر چھری چلا دی، پلاٹ پر چھری چلا دی……ان شاء اللہ حج بھی ہو جائے گا اور مال بھی واپس مل جائے گا……مگر چھری چلاتے وقت مال واپس ملنے کی نیت نہ ہو……بس عشق ہو…… جنون ہو……تڑپ ہو……قربانی ہو……اور دل کا اخلاص ہو۔

”حج“ اور ”جہاد“

معروف جہادی فاتح اور صاحب علم اللہ والے حضرت مولانا جلال الدین حقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ”حج“ اور ”جہاد“ میں بہت مناسبت ہے...... دلیل یہ کہ قرآن مجید میں ”حج“ کے فوراً بعد ”جہاد وقتال“ کا حکم موجود ہے...... بعد میں شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی ”حجۃ اللہ البالغۃ“ میں دیکھا...... انہوں نے ”حج“ اور ”جہاد“ کے درمیان بہت سی مناسبات ذکر فرمائی ہیں...... ویسے کوئی بھی غور کرے تو دونوں فریضوں کے درمیان کئی رشتے ڈھونڈ سکتا ہے...... دونوں میں سفر ہے، ہجرت ہے...... مشقت اور تکلیف ہے...... خون ہے، مارنا ہے...... عشق ہے، جدائی ہے، قربانی ہے...... میل کچیل، تھکاوٹ اور پراگندہ حالی ہے...... پسینہ ہے، بھاگ دوڑ ہے...... جذبہ ہے، شوق ہے، والہانہ پن ہے...... ”مارنا“ کا لفظ کئی افراد کو کھٹکے گا...... اللہ تعالیٰ ان کو روشنی دے تاکہ نہ کھٹکے...... عبادت وہ نہیں جسے ہم عبادت سمجھیں...... عبادت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم اور آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہو...... ایک آدمی صاف سفید پاک کپڑے پہنے مصلیٰ پر سجدہ ریز ہے...... اسے سب عبادت سمجھتے ہیں...... دوسرا آدمی مٹی سے اٹا ہوا، بھاگ بھاگ کر پتھر مار رہا ہے...... جانور ذبح کر رہا ہے...... یہ بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لیے یہ بھی بڑی عبادت ہے...... دشمنوں کے ناپاک خون سے کپڑے لت پت، سر سے لے کر پاؤں تک خون ہی خون...... یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم...... اس لیے یہ بھی بہت عظیم عبادت ہے...... ہمارے شیخ حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جب جہاد کی طرف متوجہ ہوئے...... تو دل کے شوق نے آواز دی...... اپنے جہادی قافلے کو سمندر کے راستے حرمین شریفین لے چلے...... دو حج کیے...... پھر وہاں سے جہاد کا رخ کیا...... اور ”رَبّ البیت“ کے پاس سرخرو

چلے گئے...... ہمارے مرشد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک سال ''جہاد'' کی طرف دوڑتے، تو دوسرے سال ''حج'' کی طرف لپکتے......روح کا عشق ان دو حسین چیزوں کی طرف ہمیشہ بے قرار لپکتا ہے...... جہاد کا محاذ اور حرمین شریفین...... کتنے خوش نصیب ہیں وہ مسلمان، جن کو دونوں طرف سفر کی سہولت میسر ہے۔

حج اور جہاد میں مناسبت

’’حج‘‘ اسلام کے محکم اور قطعی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے...... یہ زندگی میں ایک بار فرض ہوتا ہے، جب اس کی شرائط پائی جائیں...... اور سال میں ایک مرتبہ اداء ہوتا ہے...... جس مسلمان کا ’’حج‘‘ قبول ہوجائے اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں...... اور حاجی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں...... ’’حج‘‘ کے اس فریضے کی ’’جہاد‘‘ کے فریضے کے ساتھ بہت مشابہت ہے...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اسے تفصیل سے بیان فرمایا ہے...... ’’جہاد‘‘ کی طرح ’’حج‘‘ میں بھی ہجرت ہے...... ’’جہاد‘‘ کی طرح ’’حج‘‘ میں بھی مال کی قربانی ہے...... ’’جہاد‘‘ کی طرح ’’حج‘‘ میں بھی بھاگ دوڑ اور تھکاوٹ ہے...... ’’جہاد‘‘ کی طرح ’’حج‘‘ میں بھی دشمنوں کو مارنا ہے...... ’’جہاد‘‘ کی طرح ’’حج‘‘ میں بھی خون بہانا ہے...... ’’جہاد‘‘ کی طرح ’’حج‘‘ میں بھی محبوب کی خاطر سب کچھ چھوڑنا ہے...... اور بھی بہت سی مشابہتیں ان دونوں فریضوں کے درمیان موجود ہیں...... اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں کہ ’’جہاد‘‘ نے ’’حج‘‘ کا راستہ صاف کیا...... ’’کعبۃ اللہ‘‘ مشرکوں کے قبضے میں تھا، ’’جہاد‘‘ نے اسے آزاد کرایا...... تب ’’حج‘‘ فرض ہوا اور اس کا راستہ صاف ہوا...... اور پھر ’’حج‘‘ نے ’’جہاد‘‘ کو ترقی دی...... مسلمانوں کے خلفاء ’’حج‘‘ میں حاضر ہوتے تھے...... اور ’’حج‘‘ کے فوراً بعد اسلامی لشکروں کو ترتیب دے کر دنیا بھر کے محاذوں کی طرف بھیجتے تھے...... ابھی کچھ عرصہ پہلے مجاہدین کے ایک امام شیخ احمد یٰسین شہید رحمۃ اللہ علیہ ’’حج‘‘ کے موقع پر ’’منیٰ‘‘ میں ایک بڑے مجمع سے خطاب کر رہے تھے...... اس منظر نے ’’حج‘‘ اور ’’جہاد‘‘ کا پرانا اور لازوال تعلق تازہ کردیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم



باب: ۲

چنگاریٔ عشق

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی محبت ابھارتی

چند ایمان افروز تحریریں

مکّہ مدینہ کا شوق

’’حج بیت اللّٰہ‘‘ اسلام کا ایک محکم اور قطعی فریضہ ہے...... اس لیے ’’حج بیت اللّٰہ‘‘ کی دعوت دینا بھی عبادت ہے اور مسلمانوں میں ’’مکہ‘‘ اور ’’مدینہ‘‘ کی محبت جگانا بھی عبادت ہے...... مسلمانوں کے دلوں میں جب تک ’’کعبۃ اللّٰہ‘‘، ’’حجر اسود‘‘، ’’مکہ‘‘ اور ’’مدینہ‘‘ کی کشش رہتی ہے، اُن کا دل بہت سی غفلتوں اور بہت سی غلطیوں سے بچا رہتا ہے...... جب ان کے دل میں ’’کعبہ شریف‘‘ ’’روضۂ اقدس‘‘، ’’حرم شریف‘‘ اور ’’مسجد نبوی‘‘ کا شوق اُبھرتا ہے...... تو بہت سے فاصلے سمٹ جاتے ہیں...... اس لیے مسلمانو! اپنے دل سے موبائل کا شوق نکالو...... ویڈیو اور تصویر کا شوق نکالو...... ’’یورپ، امریکہ‘‘ کا شوق نکالو...... وہاں کچھ نہیں ہے، وہاں کچھ نہیں ہے...... اپنے دل میں ’’مکہ مکرمہ‘‘ کا شوق بھرو...... اللہ کی قسم! وہاں بہت کچھ ہے...... وہاں سب کچھ ہے...... اپنے دل میں ’’مدینہ منورہ‘‘ کا شوق بھرو...... رب کعبہ کی قسم! وہاں بہت کچھ ہے...... وہاں بہت کچھ ہے...... ہم نے تو ’’مکہ‘‘ اور ’’مدینہ‘‘ کے لیے کوئی قربانی نہیں دی...... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھو کہ ’’مکہ‘‘ کیا ہے؟ ’’مدینہ‘‘ کیا ہے؟...... ’’مکہ‘‘ اور ’’مدینہ‘‘ تو بڑی چیز، جس دل میں ’’مکہ‘‘ اور ’’مدینہ‘‘ کا عشق اور شوق سچائی کے ساتھ اُتر جائے، وہ دل بھی قیمتی اور خوشبودار ہو جاتا ہے...... پاک اور طاقتور ہو جاتا ہے۔

دِل مکّہ و مدینہ سے جڑا ہوا ہے یا نہیں

’’مکہ‘‘ اور ’’مدینہ‘‘ ...... ہر مسلمان کو ’’ہجرت‘‘ اور ’’جہاد‘‘ کی یاد دہانی کراتے ہیں...... مشرکین نے ’’مکہ‘‘ کو جب ’’مکہ‘‘ نہ رہنے دیا تو ایمان نے ’’مکہ‘‘ سے ہجرت کی ...... ’’مدینہ‘‘ نے ایمان کو گھر دیا......اس لیے مدینہ ’’دارالایمان‘‘ کہلایا، وہ آج بھی ’’دارالایمان‘‘ ہے...... ایمان نے ’’مدینہ‘‘ میں ’’جہاد‘‘ کو پایا......اور پھر ’’جہاد‘‘ کی اس سواری پر ایمان ’’مکہ‘‘ کو لوٹا اور ’’مکہ‘‘ کو دوبارہ ’’مکہ مکرمہ‘‘ بنا دیا......اور پھر ایمان، جہاد کی سواری پر ساری دنیا کو ’’مکہ‘‘ اور ’’مدینہ‘‘ سے جوڑنے کے لیے چلتا گیا، چلتا گیا...... یوں ہر مسلمان کے لیے کامیابی کا ایک واضح نصاب سامنے آ گیا...... ’’مکہ‘‘ ’’مدینہ‘‘، ’’ہجرت‘‘، ’’جہاد‘‘ اور پانچویں چیز ’’نصرت‘‘ ......سورۂ انفال کے آخر میں غور فرما لیجیے!......دل باغ باغ ہو جائے گا......اب ایک مومن کو اپنے دل میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ اس میں ’’مکہ‘‘، ’’مدینہ‘‘، ’’ہجرت‘‘، ’’جہاد‘‘ اور ’’نصرت‘‘ ہے یا نہیں؟......اگر موجود ہے تو الحمدللہ، الحمدللہ......اور اگر کوئی کمی ہے تو بڑے خطرے کی بات ہے...... ’’استغفر اللہ‘‘، ’’استغفر اللہ‘‘ ......اسی طرح ہر مومن کو اپنے اعمال نامے میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ...... اس میں ’’مکہ‘‘ ’’مدینہ‘‘، ’’ہجرت‘‘، ’’جہاد‘‘ اور ’’نصرت‘‘ ہے یا نہیں؟......اب آیئے! اصل بات کی طرف...... وہ ہے دل کا شوق، دل کا ذوق......کیا ہمارے دل کا شوق ’’مکہ‘‘، ’’مدینہ‘‘، ’’ہجرت‘‘، ’’جہاد‘‘ اور ’’نصرت‘‘ سے جڑا ہوا ہے یا نہیں؟...... جڑا ہوا ہے تو بہت مبارک، صد مبارک......محاذوں والے مجاہدین کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان کی روح ’’مکہ‘‘، ’’مدینہ‘‘ میں ہوتی ہے...... ان کو اگر جنگ چھوڑ کر ’’مکہ‘‘، ’’مدینہ‘‘ جانے کا کہا جائے تو آنسوؤں سے چمکتی آنکھوں کے ساتھ سر جھکا لیتے ہیں اور جنگ

کے میدان سے نہیں ہٹتے...... اور بالآخر شہادت کے بعد...... ان کو آخرت کے اس مقام کی نیشنلٹی اور شہریت مل جاتی ہے جو ''زمزم'' اور ''جبل اُحد'' کے ساتھ جڑا ہوتا ہے...... تب ان کی روحیں ''مکہ'' کی سیر کرتی ہیں اور ''مدینہ'' کے مزے لوٹتی ہیں...... اور ان کا ''مکہ'' اور ''مدینہ'' جنت تک پھیل جاتا ہے۔

عشق کا نور

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ’’حج بیت اللہ‘‘ کا سچا شوق اور ’’حج مقبول‘‘ نصیب فرمائے۔

آہ شوق! آہ دل !......محبوب کا گھر، مالک کا گھر، میرے رب کا گھر، میرے رب کا گھر...... یااللہ! کب بلائیں گے؟ کب دکھائیں گے؟ کب بے تاب آنکھوں کو نور کا شربت پلائیں گے؟

قصہ لکھا ہے کہ ایک قافلہ حج کے لیے پہنچا......اس میں ایک سچی عاشقہ تھی...... ہاں! سچی عاشقہ، گندی عاشقہ نہیں......’’مکہ مکرمہ‘‘ پہنچ کر بار بار بے تابی سے پوچھتی تھی:

أَيْنَ بَيْتُ رَبِّيْ أَرُوْنِيْ؟ أَيْنَ بَيْتُ رَبِّيْ أَرُوْنِيْ؟ أَيْنَ بَيْتُ رَبِّيْ أَرُوْنِيْ؟

’’کہاں ہے میرے رَبّ کا گھر؟ مجھے دکھا دو، کہاں ہے میرے رَبّ کا گھر؟ مجھے دکھا دو، کہاں ہے میرے رَبّ کا گھر؟ دکھا دو مجھے۔‘‘

قافلے والوں نے کہا بس تھوڑی دیر میں دیکھ لو گی...... وہ اللہ والی معلوم نہیں کب سے دل میں پیاس بھرے جی رہی تھی......لوگوں نے کہا وہ دیکھو! سامنے ’’کعبہ شریف‘‘ ہے...... اللہ تعالیٰ کا گھر......وہ یوں دوڑی کہ کوئی ماں بھی اپنے بچھڑے ہوئے بچے کی طرف اس طرح نہ دوڑ سکے......جا کر ’’کعبہ شریف‘‘ سے لپٹ گئی......پھر لپٹی رہی......کافی وقت گزرا تو قافلے کی دوسری عورتوں نے جا کر دیکھا......وہ تو پہنچ چکی تھی......’’کعبہ‘‘ سے لپٹ کر ’’کعبہ‘‘ کے رب کے پاس جا چکی تھی......ہاں! وہ عشق میں جان دے کر سچے عاشقوں کے اونچے مقام پر جا چکی تھی۔

راستہ دور ہے تو کیا ہوا؟

بھائیو! اور بہنو! ہم روز نماز کے آغاز میں نیت کرتے ہیں......منہ ’’قبلہ شریف‘‘ کی طرف......رخ ’’کعبہ شریف‘‘ کی طرف......جس کی روح زندہ ہو، وہ تڑپتی ہے کہ کب تک دور دور سے رخ کرتے رہیں گے......ٹھیک ہے ہم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے ......مگر اس کا احسان کہ اس کے گھر کو تو دیکھ سکتے ہیں......اس گھر میں لگا ہوا ’’حجر اسود‘‘ اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کے قائم مقام ہے۔[1]

اسے تو جا کر چوم سکتے ہیں......چلو چل پڑتے ہیں......راستہ دور ہے تو کیا ہوا؟...... پاؤں پھٹ گئے تو کیا ہوا؟......بس چلتے رہیں گے، چلتے رہیں گے......ایک نہ ایک دن تو پہنچ ہی جائیں گے......نہ پہنچ سکے تو راستے میں جان دے کر جسم کو دفن کروا دیں گے ......اور روح اسی طرح ’’کعبہ شریف‘‘ کی طرف بڑھتی جائے گی...... بالآخر پہنچ ہی جائے گی......ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے، راستے میں ایک شخص کو دیکھا کہ دونوں ٹانگوں سے معذور ہے......اور زمین پر گھسٹ گھسٹ کر تیزی سے آگے جا رہا ہے......اس کی آنکھوں میں شوق کی چمک اور چہرے پر عشق کا جذبہ تھا...... بزرگ نے پوچھا: جناب! کہاں اتنا تیز جا رہے ہیں؟......بغیر رکے کہنے لگے: اپنے رب کے گھر جا رہا ہوں...... بزرگ نے حیرت سے کہا: اس طرح؟ وہ تو بہت دور ہے، کیسے پہنچو گے؟......فرمایا! دس سال سے اسی طرح گھسٹ گھسٹ کر جا رہا ہوں، کبھی تو پہنچ ہی جاؤں گا۔

آہ! افسوس......ہم مسلمانوں کے دلوں سے ’’حج‘‘ کا شوق......اور ’’کعبہ‘‘ کا اشتیاق جاتا رہا......’’حج بیت اللہ‘‘ اسلام کا محکم اور قطعی فریضہ ہے......ان فرائض میں سے ایک جن پر اسلام

---

[1] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ٢٧٣٧، ط: المكتب الاسلامي

کی بنیاد ہے......حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’میں سوچتا ہوں کہ تمام شہروں میں کچھ افراد بھیج دوں، وہ جا کر دیکھیں کہ جن لوگوں کے پاس حج کی استطاعت ہے اور انہوں نے فرض حج ادا نہیں کیا تو ان پر جزیہ مقرر کردیں، کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔‘‘ [1]

---

[1] أورده الزيلعي في نصب الراية بسند سعيد بن منصور عن هشيم عن منصور عن الحسن، ٤: ٤١١، ط: مؤسسة الريان، بيروت

محبوب کا گھر

اللہ تعالیٰ ان کو بھی بلا لے جو جانے کے لیے تڑپ رہے ہیں، مگر جا نہیں سکتے...... آمین یا ارحم الرّاحمین! ...... آپ کو معلوم ہے زمین پر ایک بڑا عاشق گزرا ہے...... بہت بڑا عاشق، پکا عاشق، سچا عاشق...... اس نے عشق کے ہر امتحان میں کامیابی حاصل کی...... اور اپنے محبوب سے وفاداری کا حق اداء کر دیا...... اس سچے عاشق کی کہانی بہت عجیب ہے...... وہ چھوٹا سا تھا تب بھی سچا عاشق تھا...... اس نے اپنے محبوب کے علاوہ ہر کسی سے تعلق توڑ دیا...... اس نے دیکھا کہ لوگ محبوب حقیقی کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کے سامنے سر جھکا رہے ہیں...... وہ یہ منظر برداشت نہ کر سکا...... لوگوں نے اس کے سامنے ستارے، چاند اور سورج کو پیش کیا کہ یہ فائدہ دینے والی بڑی بڑی چیزیں ہیں تم ان کے سامنے سر جھکا دو...... اس نے کہا: نہیں، ہرگز نہیں...... یہ ڈوبنے اور فنا ہونے والی چیزیں ہیں...... اور یہ سب میرے محبوب کے غلام ہیں...... میرا محبوب ایک ہے...... میرا محبوب ایک ہے...... لوگوں نے کہا یہ پاگل ہو گیا ہے...... مجنون ہو چکا ہے...... ہمارے پاس اتنے بڑے بڑے خوبصورت بُت ہیں...... یہ بُت ہماری حاجتیں پوری کرتے ہیں...... اور یہ ان بتوں کو بُرا بھلا کہتا ہے...... اے نوجوان! دنیا کے ان طاقتور بتوں کے سامنے گردن جھکا دے، تجھے سب کچھ ملے گا...... امن، عزت، عیش، آرام اور عہدے...... نوجوان نے کہا:...... میرا محبوب ایک ہے...... گھر میں باپ، چچا نے سمجھایا مگر نوجوان ڈٹا رہا کہ...... میرا محبوب ایک ہے...... پھر کشمکش بڑھ گئی...... ملک کے حکمران اور طاقتور لوگ اس نوجوان کے دشمن بن گئے...... کوئی اور ہوتا تو ڈر جاتا...... مگر یہ نوجوان تو ''حنیف'' تھا...... حنیف کہتے ہیں پکے، سچے، مخلص عاشق کو...... جو ''ایک'' کے عشق میں باقی سب کو بھلا دیتا ہے...... اور اس ''ایک'' کی

خاطر سب کچھ لٹا دیتا ہے...... جب قوم دشمنی پر اتری تو وہ بھی مقابلے پر آ گیا...... وہ ''أحد، أحد'' ایک، ایک کا نعرہ لگاتا تھا اور خود بھی ابھی تک ''اکیلا'' تھا...... اس کا محبوب ایک تھا...... اور پورے ملک میں اس محبوب کا سچا عاشق بھی ایک تھا...... ایک طرف پوری قوم، پورا ملک، پورا قبیلہ اور پوری برادری...... اور دوسری طرف ایک کمزور سا اکیلا نوجوان...... مگر جب عشق سچا ہو تو ظاہری آنکھیں لذت کی وجہ سے بند ہو جاتی ہیں...... وہ ظاہری آنکھیں...... جو لوگوں کی طاقت دیکھتی ہیں...... جو عقل کے ترازو پر حالات کو تولتی ہیں...... اس نوجوان کی بھی ظاہری آنکھیں بند ہو گئیں تھیں...... اور وہ دل کی آنکھوں سے دیکھتا تھا...... اور دل کی تو دنیا ہی الگ ہے...... نوجوان نے ہاتھ میں کلہاڑی لی...... قوم کے لوگ کسی میلے پر شہر سے باہر تھے...... نوجوان شہر کے بڑے بت خانے میں گھس گیا...... حنیف اپنے محبوب کے علاوہ کسی کا خدا کہلوانا برداشت نہیں کرتا...... اس نے کلہاڑی کے ایسے ہاتھ چلائے کہ بتوں کو کاٹتا چلا گیا...... انہیں توڑتا چلا گیا...... اسے عشق کی آبرو بچانی تھی...... اپنی جان نہیں...... جان نے تو جانا ہی جانِ جاناں کے پاس ہے...... اس جان کو بچانے کی فکر کرنا سب سے بڑی غلطی ہے...... تھوڑی دیر میں بت کدہ بتوں کی لاشوں سے بھر گیا...... قوم والے واپس آئے...... انہوں نے بتوں کا یہ حشر دیکھا تو غصے سے چیخنے لگے...... ان کا غضب اور جوش عروج پر تھا...... وہ گدھوں کی طرح چیخ رہے تھے...... ماردو، پکڑلو، ختم کردو، مٹا دو...... اس نوجوان کا نام ونشان بھی ختم کردو...... تب آگ کا بہت بڑا الاؤ جلایا گیا...... یہ آگ ایسی خوفناک تھی کہ فضا میں پرندہ تک نہیں گزر سکتا تھا...... اگر لوہا بھی اس آگ میں ڈالا جاتا تو پگھل جاتا...... مگر وہ نوجوان مسکرا رہا تھا...... اسے محبوب سے ملاقات کی امید ہو چلی تھی......

ارے! سچے حنیف کو تو محبوب ملنا چاہیے...... آگ سے گزر کر ملے یا کسی بھی طرح ملے...... قوم والے سوچ رہے تھے کہ اب معافی مانگ لے گا...... سر جھکا دے گا...... سمجھوتہ کر لے گا...... بات چیت کا دروازہ کھول دے گا...... مگر کہاں؟ ...... وہ تو آگ کو یوں دیکھ رہا تھا جس طرح دولہا اپنی سہاگ رات کو دیکھتا ہے...... ادھر عاشق کی موت قریب نظر آئی تو زمین وآسمان میں ہلچل مچ

گئی......محبوب کے خادم آسمانوں سے اتر کر آئے اور کہنے لگے:......ہم بھی اسی ''ایک'' کے غلام ہیں جس کا تو عاشق ہے...... اجازت دے کہ ہم اس آگ کو بجھا دیں...... عاشق نے مسکرا کر کہا:......میں اس ''ایک'' کے سوا کسی کی مدد نہیں لیتا......میں تو حنیف ہوں حنیف......یعنی یکسو، یکجہت، بنیاد پرست، متطرّف......حنیف کبھی بھی حالات کا غلام نہیں ہوتا......پھر عاشق کو آگ میں ڈال دیا گیا......اس کے محبوب نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ! میرے عاشق کے لیے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا......کئی دن تک آگ بھڑکتی رہی......عشق کا ایک امتحان پورا ہوا......پھر دوسرا امتحان آیا کہ اپنا علاقہ چھوڑ دو......عاشق کی کوئی قوم نہیں ہوتی......کوئی وطن نہیں ہوتا......اس نے ہجرت کا امتحان بھی پورا کیا......اور محبوب کی خاطر وطن چھوڑ دیا......اب ایک اور امتحان آیا کہ......اکیلے رہو......نہ اولاد ہوگی، نہ کوئی ابا کہے گا......عاشق نے کہا میں تو حنیف ہوں...... مجھے ابا نہیں بندہ بننے پر ناز ہے...... جوانی اور بڑھاپا بغیر اولاد کے گزر گئے......مگر حنیف اپنے محبوب کا شکر ہی اداء کرتا رہا...... وہ محبوب کو راضی کرنے کے ہر جتن کرتا......خوب عبادت، خوب ذکر......اور خوب مہمان نوازی......رات کو گھر کے قریب آگ جلا دیتا کہ کوئی مہمان دیکھے تو گھر پر آ جائے......اور میں اپنے محبوب کی خوشی میں اسے کھلاؤں، اسے پلاؤں...... جب بڑھاپا پوری طرح حاوی ہو گیا تو محبوب نے فرمایا:......اب تجھے اولاد ملے گی، مگر اسے بھی میرا بنانا......عاشق نے کہا: میں حاضر ہوں......پھر اولاد مل گئی......اب حکم ملا کہ توکّل کا امتحان دو......اپنی ایک بیوی اور ایک بچے کو فلاں جگہ چھوڑ آؤ، جہاں نہ پانی ہے، نہ سبزہ...... عاشق نے نہ پوچھا کہ وہ کیا کھائیں گے، کیا پئیں گے؟......حنیف ان باتوں کو نہیں سوچا کرتے......ادھر حکم ملا اور ادھر بیوی بچے کو لے کر روانہ......ایک لق و دق صحرا کی گرمی میں ان دونوں کو چھوڑ کر واپس...... یہ امتحان بھی کامیابی سے گزر گیا......محبوب نے اس کے بیوی بچے کو طرح طرح کی نعمتیں دے دیں......اب بچہ چلتا ہے......معصوم لہجے میں ''ابّا ابّا'' کہتا ہے...... باپ آتا ہے تو انگلی پکڑ کر اس کے ساتھ دوڑتا ہے......باپ کا دل خوشی سے لبریز ہے......تب

محبوب نے اپنے حنیف سے کہا:...... اس بچے کو ہمارے لیے ذبح کردو...... اس نے چھری اٹھائی، بچے کی انگلی تھامی اور ذبح کرنے کے لیے روانہ ہوا...... راستے میں ایک ''دانشور'' نے تین بار گمراہ کرنے کی کوشش کی...... تینوں بار عاشق نے اسے پتھر مار کر بھگا دیا...... اب بچہ زمین پر لیٹا ہوا ہے...... عاشق نے اس کی گردن پر چھری چلا دی...... اور اپنے گمان میں اپنا پیارا بیٹا ذبح کر دیا...... مگر یہاں معاملہ ہی کچھ اور تھا...... زمین پر ایک دنبہ ذبح شدہ موجود تھا...... اور بیٹا صحیح سالم مسکرا رہا تھا...... اور عرش سے آواز آرہی تھی...... اے عاشق! تو سچا نکلا...... اب تیرے سارے امتحان پورے ہوگئے...... اب تو میرا گھر بنا...... اور پھر اس گھر کے گرد چکر لگا...... اور دنیا میں اعلان کردے کہ...... اے لوگو! آؤ میرے محبوب کے گھر پر آؤ...... اے عاشق! تیری آواز سب سنیں گے...... اور جو ''لبیك'' کہے گا وہ میرے گھر ضرور آئے گا...... اب تو عاشق کے مزے ہوگئے...... عشق کی اصل لذت تو محبوب کے گھر پہنچ کر ہی پوری ہوتی ہے...... اور اب تو عاشق خود محبوب کا گھر بنا رہا ہے...... بیٹا بھی اس کے ساتھ ہے...... اور پھر جنت سے دو پتھر لائے گئے...... ایک کا نام ''حجرِ اسود'' پڑا...... اور دوسرے کا نام ''مقام ابراہیم'' رکھا گیا...... اللہ اکبر کبیرا!...... ''حج'' کے دنوں میں خوش نصیب مسلمان اللہ پاک کے گھر کی طرف دوڑ دوڑ کر جا رہے ہوتے ہیں...... ایسے میں مجھے وہ عاشق یاد آ گیا...... جس کے عشق کی اداؤں کو اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھا...... ہاں! کروڑوں درود و سلام ہوں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پر...... ان دونوں نے ''کعبۃ اللہ'' کی تعمیرِ نو کی...... اور قرآن مجید نے ان کی اس تعمیر کا نقشہ کھینچا...... سورۃ البقرۃ اور سورۃ الحج میں ملاحظہ فرما لیجیے!

’’حبیب ﷺ‘‘ کا ’’طیبہ و طابہ‘‘

اللہ تعالیٰ کے ’’خلیل‘‘ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ’’مکہ مکرمہ‘‘ کے لیے دعائیں مانگیں...... اور اللہ تعالیٰ کے ’’حبیب‘‘ سیّد الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ’’مدینہ منورہ‘‘ کے لیے دعائیں مانگیں...... اللہ تعالیٰ نے اپنے ’’خلیل‘‘ کی دعاؤں کو بھی قبول فرمایا اور اپنے ’’حبیب‘‘ کی دعاؤں کو بھی قبولیت سے نواز دیا...... اور یوں ’’مکہ مکرمہ‘‘ اور ’’مدینہ منورہ‘‘ روئے زمین کے سب سے افضل شہر بن گئے...... بہت پیارے شہر، نور اور سرور سے بھرپور شہر، محبوب اور دلکش شہر، برکتوں اور رحمتوں والے شہر...... حقیقت یہ ہے کہ ان دو شہروں کی فضیلت اور مقام کی اصل کیفیت کو الفاظ سے نہیں سمجھا جا سکتا...... اللہ تعالیٰ مجھے بھی لے جائے اور آپ سب کو بھی...... اور ایمان، محبت اور ادب کے ساتھ ان شہروں کی مقبول حاضری نصیب فرمائے...... تو پھر کچھ کچھ پتا چلے گا کہ نور کے یہ سمندر کتنے پُرکیف ہیں...... اللہ اکبر کبیرا!...... وہاں جانے کی دعاء جب بھی دل سے اٹھ کر زبان پر آتی ہے تو ایک سوال بھی ساتھ ابھرتا ہے کہ...... کیا ہم وہاں جانے کے اہل اور قابل ہیں؟...... تب سر جھک جاتا ہے اور خوف طاری ہو جاتا ہے...... ہاں مگر اللہ تعالیٰ ’’کریم‘‘ ہے...... اَلْکَرِیْمُ جَلَّ شَانُہٗ!، اَلْکَرِیْمُ جَلَّ شَانُہٗ!...... کریم وہ ہوتا ہے جو نا اہلوں کو بھی ’’اہل‘‘ بنا دیتا ہے......

’’مدینہ منورہ‘‘ کی ایک خاتون کا نکاح ’’مدینہ منورہ‘‘ سے دور کسی شہر میں ہو گیا...... وہ اپنے خاوند کے ہمراہ وہاں چلی گئیں...... ایک دن اپنے گھر میں تھیں کہ کسی نے ’’مدینہ منورہ‘‘ کی یاد میں چند اشعار پڑھ دیئے...... خاتون کی آنکھوں سے آنسو گرے، دل ’’مدینہ منورہ‘‘ کے لیے ایسا تڑپا کہ دھڑکنا بھول گیا...... لوگوں نے دیکھا کہ انتقال فرما گئی ہیں...... ہاں! بے شک ’’مدینہ منورہ‘‘ بہت ہی پیارا ہے...... وہ ’’طیبۃ‘‘ اور ’’طابۃ‘‘ ہے...... وہ آسمانوں سے اُونچا اور جنت کا حصہ ہے۔

کتنا میٹھا نام ہے.... "مدینہ" "مدینہ" "مدینہ"

ایک بار ایک ''سائل'' نے مجھے گھیر لیا...... بزرگوں نے سمجھایا ہے کہ پیشہ ور بھکاریوں کو کچھ دینا گناہ کا کام ہے...... خصوصاً وہ جو مساجد میں مانگتے ہیں...... طرح طرح کے بھیس بدل کر...... طرح طرح کے قصے سنا کر...... یہ لوگ نمازیوں کی نماز بھی خراب کرتے ہیں اور مساجد کے ماحول کو بھی...... اہل علم فرماتے ہیں کہ اُن کو بھیک نہیں دینی چاہیے...... یہی مال کسی اچھے نیک کام میں لگا دینا چاہیے...... جس ''سائل'' نے مجھے گھیرا وہ بھی تمام علامات سے ''پیشہ ور'' لگتا تھا...... جو ''پیشہ ور'' نہ ہو وہ ضرورت پوری ہونے پر فوراً گھر چلا جاتا ہے...... مگر یہ تو پوری ڈیوٹی دیتے ہیں...... سارا دن مانگتے ہیں اور ہمیشہ مانگتے ہیں...... ان کے اندر جو مانگنے کا ذوق ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاء میں نصیب فرمائے کہ ہم اسی طرح اللہ تعالیٰ سے مانگنے والے بن جائیں...... سارا دن مانگیں، ساری رات مانگیں، مانگ مانگ کر مانگیں اور ہمیشہ مانگتے ہی رہیں...... صرف ایک اللہ تعالیٰ سے...... صرف ایک اللہ تعالیٰ سے...... یہ ذوق حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ حاصل تھا...... وہ اللہ تعالیٰ کے پکے فقیر تھے، مانگنے سے نہ تھکتے تھے، نہ اُکتاتے تھے...... اسی لیے تھوڑی سی عمر میں اتنی لمبی ہمیشہ کی زندگی اور مزے پا گئے اور ابھی تک اُن کے اعمال جاری ہیں، اُن کی نوکری جاری ہے...... اور اُن کی ترقی جاری ہے...... پھر ایک اور بزرگ دیکھے...... یہ ہمارے حضرت قاری عرفان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے...... اُن کو اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور منوانے کا ذوق اور طریقہ حاصل تھا...... ہم لوگ تو بس دو چار بار ہی مانگ کر تھک جاتے ہیں...... مایوس ہونے

لگتے ہیں اور طرح طرح کے وساوس میں پڑ جاتے ہیں......لیکن جن کو مانگنے کا مقام معلوم ہو جائے اور مانگنے کی لذت سے آشنا ہو جائیں وہ ایک ہی دعاء بغیر قبول ہوئے اسّی سال تک روزانہ سینکڑوں بار مانگنے سے بھی نہیں تھکتے......مجنوں، لیلیٰ کے پاس بار بار جاتا تھا......روٹی یا کچھ اور مانگنے......اور ہر بار اس کی خواہش ہوتی تھی کہ لیلیٰ نہ دے تاکہ وہ دوبارہ اس کے پاس مانگنے جا سکے......اور اسی مانگنے کے دوران اس کا دیدار کر سکے...... اس کے پاس بیٹھ سکے......اس کی منت سماجت کر سکے......اس سے باتیں کر سکے......دعاء مانگنے والا اپنے محبوب اور کریم رب کے عرش کے نیچے پہنچ جاتا ہے......وہ اپنے محبوب رب سے ہم کلام ہوتا ہے......وہ اس کے قرب کے مقام میں جا بیٹھتا ہے......اس ''پیشہ ور'' سائل نے مجھے گھیر لیا......میں گاڑی میں بیٹھا تھا، میں نے سر جھکا لیا تاکہ وہ چلا جائے......مگر وہ پینترے بدل بدل کر دعائیں دیتا رہا......مگر میرا نظریہ پختہ تھا کہ اس کو نہیں دینا......اچانک اس نے دعاء دی......اللہ تمہیں مدینے لے جائے......''مدینہ'' کا لفظ سنتے ہی میرا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھا......نوٹ نکالا اور اُسے دے دیا......ہاں! ''مدینہ'' کے نام پر دھوکہ کھانا بھی مجھے اچھا لگا......اور ''مدینہ'' جانے کے شوق نے اور سب کچھ بھلا دیا......وہ دیکھو! میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''مدینہ پاک'' جا رہے ہیں......دونوں پاؤں مبارک پھٹ چکے ہیں...... پاک خون ان مبارک قدموں سے ٹپک ٹپک کر پتھروں کو رنگ رہا ہے......اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھے پر اُٹھا رہے ہیں......مسلمانو! ''مدینہ'' جانا کوئی معمولی بات ہے؟، ''مدینہ'' جانا کوئی چھوٹا کام ہے؟......لوگ ''پیرس'' کو خوشبوؤں کا شہر کہتے ہیں...... نادان کہیں کے......''مدینہ'' کے تو نام سے ہی خوشبو آتی ہے اور سیدھی دل میں اُتر جاتی ہے......آپ ابھی سانس کھینچیں......''مدینہ''، ''مدینہ''، ''مدینہ''...... دل اور جان خوشبو سے بھر جاتے ہیں......اللہ، اللہ، اللہ......کتنا پیارا نام ہے ''مکہ''، ''مکہ''، ''مکہ''......کتنا میٹھا نام ہے ''مدینہ''، ''مدینہ''، ''مدینہ''۔

ہمارا اسلام کہنا

’’مکہ مکرمہ‘‘ اور’’مدینہ منورہ‘‘میں ’’حجاج کرام‘‘ کا ہجوم جمع ہوتا ہے......مشرق،مغرب اور شمال وجنوب کے مسلمان......کالے، گورے،سانولے ہر رنگ کے......’’مکہ مکرمہ‘‘اور’’مدینہ منورہ‘‘ پہنچ آتے ہیں......حجاج کرام کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے......مگر یہ دونوں شہر پوری محبت اور فیاضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کا استقبال کرتے ہیں......٨ ذوالحجہ کو تمام’’حجاج کرام‘‘،منیٰ کا رخ کرتے ہیں......اور’’منیٰ‘‘ میں ایک بہت بڑا عارضی شہر آباد ہوجاتا ہے...... حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں اپنے بیٹے کی گردن پر چھری پھیری تھی......اور شیطان کو کنکریاں ماری تھیں......تمام’’حجاج کرام‘‘ اخلاص والے ان اعمال کی نقل اتارتے ہیں......٩ ذوالحجہ کے دن میدان عرفات میں’’حج‘‘ کا سب سے بڑا فرض اداء ہوتا ہے......کفن جیسا لباس پہنے ننگے سر، مسلمان کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہوکر اپنے رب کو پکارتے ہیں......یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ......آنسوؤں کے دریا اور مغفرتوں کے سمندر ساتھ ساتھ بہتے ہیں......اور پھر ’’مزدلفہ‘‘ کی طرف واپسی......جی ہاں!’’مزدلفہ‘‘ کی وادی میں ایک خوبصورت اور یادگار رات کا قیام اور صبح وہاں کچھ دیر کا’’وقوف‘‘......اور پھر’’منیٰ‘‘ واپسی......قربانی،حلق، جمرات......اور پھر’’کعبۃ اللہ‘‘ کے گرد طواف زیارت......الغرض’’مکہ مکرمہ‘‘اور’’مدینہ منورہ‘‘ جانے والی سڑکوں پر حجاج کرام کے لمبے لمبے قافلے ہوتے ہیں......کئی ممالک کے حجاج گاڑیوں پر آتے ہیں...... اور آس پاس کے بہت سے لوگ پیدل رخت سفر باندھتے ہیں...... پراگندہ بال، غبار آلود چہرے، بہتے آنسو اور دنیاوی تمناؤں سے پاک دل ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی	◄	اَب تو آجا اَب تو خلوت ہوگئی

وہ کون سی طاقت ہے جو اب تک مسلمانوں کے خلاف استعمال نہیں ہوئی؟...... مگر مسلمان الحمدللہ ختم نہیں ہوئے...... حجاج کے قافلے چیخ چیخ کر بتاتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا معبود، اور رب نہیں مانتے...... وہ کون سی سازش ہے جو اسلام کے خلاف نہیں ہوئی؟...... مگر آج بھی الحمدللہ ہمارا ''قبلہ'' ایک ہے...... ہماری ''کتاب'' ایک ہے...... ہمارے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ایک ہیں...... ہم مسلمان کمزور سہی مگر اب تک ہم نے اصولوں پر سمجھوتا نہیں کیا...... اور نہ ہی کسی میدان میں سر جھکایا ہے...... اے ''مکہ مکرمہ'' جانے والو!...... ''کعبہ شریف'' کو ہمارا سلام کہہ دینا...... اور بتانا کہ ہم نماز میں آپ ہی کو قبلہ بناتے ہیں...... جیسا کہ ہمارے رب نے ہمیں حکم دیا ہے...... ہماری آنکھیں آپ کی زیارت کے لیے ترستی ہیں...... اور یاد میں چھلکتی ہیں...... اللہ تعالیٰ آپ کی عزت وشرافت کو اور بڑھائے...... اور آپ کی عظمت کو اور اونچا کرے...... آپ کے ایک کونے میں حجر اسود شریف ہے...... معلوم نہیں ہمارے ہونٹوں کو اس کا بوسہ کب نصیب ہوگا...... اللہ اکبر! وہ کتنا پیارا تحفہ ہے...... ایک پتھر ہے مگر جنت سے لایا گیا ہے...... جی ہاں! ایک پتھر ہے مگر توحید کی دعوت دیتا ہے...... تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اس کو چوما ہے .... ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ''...... میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میٹھے ہونٹوں نے اس کا بوسہ لیا ہے...... ''حجر اسود'' کے ساتھ ''ملتزم'' کا مقام ہے...... ہمارا سینہ وہاں چمٹنے کے لیے بے تاب ہے...... اللہ اکبر! اسے سینے سے لگانے کا تو عجیب لطف ہے...... اے ''کعبہ''! آپ کی ہر چیز یاد آتی ہے، ہر بات یاد آتی ہے...... کیسے یاد نہ آئے جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا تذکرہ کیا ہے...... اور آپ کو تمام جہان والوں کی ہدایت کا مرکز بنایا ہے...... اور آپ میں کھلی کھلی نشانیاں رکھی ہیں...... اور ''مقام ابراہیم'' بھی آپ کے سامنے ہے...... اے حجاج کرام! کعبہ شریف کو تمام ان مسلمانوں کا سلام پہنچانا جو وہاں نہیں جاسکتے...... محاذوں پر برسرِپیکار مجاہدین، جو ''کعبہ شریف'' والے دین کے تحفظ اور عظمت کی جنگ لڑ رہے ہیں...... دشمنانِ

اسلام کی جیلوں میں قید اسیران اسلام ......اور مظلوم مسلمان مرد اور عورتیں جو مسلمان ہونے کی وجہ سے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں......اور ہاں اے حجاج کرام!......''مدینہ منورہ'' کی ہر گلی، ہر پہاڑ اور ہر راستے کو ہمارا سلام عرض کر دینا......اور''روضۂ اقدس'' پر بہت سلام عرض کرنا، بہت سلام، بہت سلام......اور نہایت ادب سے عرض کرنا ہم آپ کے قابل تو نہیں...... مگر ہیں تو صرف آپ ہی کے......اے رحمۃ للعالمین!......اے شفیع المذنبین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب: ۳

ھدایات

عازمینِ حج وعمرہ کے لیے چند ضروری ہدایات

سیکھ کر جائیں

’’حج بیت اللہ‘‘، عظیم الشان فریضہ ہے...... ’’حج‘‘ زندگی میں ایک بار فرض ہے...... اس لیے حج پر جانے والے افراد ’’حج شریف‘‘ کو اچھی طرح سیکھ کر جائیں...... کہیں ایسا نہ ہو کہ زندگی کے اس اہم ترین فرض میں کوئی کمی باقی رہ جائے...... اور پھر ساری زندگی پچھتانا پڑے۔

ضروری کاموں پر زیادہ توجہ

سفرِ حج و سفرِ عمرہ میں جو کام ضروری ہیں ان میں محنت کی جائے اور جو ضروری نہیں ان میں موقع اور مصلحت دیکھی جائے...... ان کے بارے میں زیادہ مشقت اختیار نہ کی جائے...... اور نہ ہی ان پر کسی کو ٹوکا جائے۔

ضروری امور

حج اور عمرہ کے مبارک سفر پر جانے والے حضرات وخواتین درج ذیل باتوں کا بہت خیال رکھیں:

۱ حج وعمرہ حلال مال سے کریں اور ساتھ بھی حلال مال لے کر جائیں۔

۲ نیت درست رکھیں، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

۳ جاتے اور آتے وقت ریا، دکھلاوے اور نام ونمود کے کاموں سے بچیں، دعوتیں اور جلسے کرنے کی بجائے، جہاد میں مال دے کر جائیں یا غریبوں کو صدقہ کر دیں۔

۴ اپنے قرضے اور حقوق اداء کر کے جائیں اور مالی معاملات لکھ کر کسی ''امین'' کو دے جائیں۔

۵ جانے سے پہلے روزانہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر ''حج مبرور'' اور ''مقبول عمرۃ'' کی دعاء کرتے رہیں۔

۶ سفر وغیرہ کی سہولت کے لیے رشوت نہ دیں۔

۷ خود کو ''حاجی'' کہلوانے کے شوق میں اتنی عظیم جگہ کا سفر نہ کریں، بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے یہ سفر کریں۔

۸ حرمین شریفین کے آداب پڑھ لیں یا کسی سے معلوم کرلیں...... وہ بہت ادب کے مقامات ہیں۔

۹ حج، عمرہ اور زیارتِ روضۂ اطہر علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ سیکھ کر جائیں۔

۱۰ حضرات اکابر کے حج، عمرے کے سفرنامے پڑھ لیں، اس سے بہت فائدہ ہوگا، ان شاءاللہ۔

۱۱ رہائش اور کھانے پینے میں کچھ تنگی ہو تو ''حیادار مہمان'' کی طرح برداشت کریں...... جنہوں نے احسان کر کے بلایا ہے، وہ جہاں رکھیں، جو کھلائیں ان کی مرضی......بس ہر حال میں شکر کرتے رہیں۔

۱۲ وہاں رشتہ داروں کو ڈھونڈنے، عام ملاقاتیں کرنے اور دوستوں کو تلاش کرنے سے اپنی حفاظت کریں......جنہوں نے بلایا ہے ان کی طرف متوجہ رہیں، انہی کو ڈھونڈیں اور انہی کی رضا کے لیے ہر عمل کریں...... بلاتشبیہ ایک مثال سے اس کو یوں سمجھیں کہ اگر کوئی بڑی شخصیت آپ کو ملاقات کے لیے بلائے اور آپ ان کے سامنے بیٹھ کر موبائل نکال کے اِدھر اُدھر گپ شپ کرنے لگیں تو کیسا لگے گا؟

مقاصدِ عبادات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سمجھایا کہ حج کے مہینے معروف ہیں...... یعنی ’’شوال‘‘، ’’ذوالقعدہ‘‘، ’’ذوالحجہ‘‘ کے دس دن...... پس جو ان مہینوں میں احرام باندھ کر، اپنے اُوپر حج کو فرض کرلے، تو احرام کے بعد وہ نہ کوئی شہوت والا کام کرے، نہ گناہ والا کوئی کام اور نہ لڑائی جھگڑا...... دراصل ہر عبادت کا ایک خاص مقصد ہے...... نماز کا مقصد ’’ذکر‘‘ ہے، اللہ تعالیٰ کی یاد، پس غفلت نماز کے لیے خطرناک ہے...... روزہ کا مقصد تقویٰ ہے، حلال چھوڑ کر حرام چھوڑنے کی مشق...... پس تقویٰ سے انحراف روزہ کے لیے خطرناک ہے...... زکوٰۃ کا مقصد اللہ تعالیٰ کے لیے سخاوت اور حرص سے پاکی ہے، پس بخل اور تنگ دلی زکوٰۃ کے لیے خطرناک ہے...... حج کا مقصد اللہ تعالیٰ کے سامنے تذلل اور عاجزی ہے، پس تکبر، بڑائی اور ریاکاری حج کے لیے خطرناک ہے (اس لیے حج کے دوران اور حج کے بعد حج کے ان مقاصد کو یاد رکھا جائے اور انہی کی تکمیل کو مطمح نظر بنایا جائے)...... اسی طرح جہاد کا مقصد ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور دین کے لیے قربانی، پس ذاتی بالادستی اور دنیا پرستی جہاد کے لیے خطرناک ہے۔

پانچ دن......انتہائی قیمتی

عجیب تبدیلی:

’’حج‘‘ کے پانچ دن (۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک) اچھے گزر جائیں اور’’حج‘‘ قبول ہوجائے تو زندگی ہی بدل جاتی ہے......ایک نئی، پاکیزہ اور معصوم زندگی کا آغاز ہوتا ہے......پچھلا سب معاف، آگے احتیاط۔

عجیب جنگ:

شیطان کو یہ راز معلوم ہے اس لیے وہ کوشش کرتا ہے کہ یہی پانچ دن بگاڑ دے......سب سے زیادہ وہ غصہ بھڑکاتا ہے اور پھر شہوات اور غفلت کے تیر پھینکتا ہے......اللہ تعالیٰ نے ان دنوں اپنے بندوں کو’’احرام‘‘ کی ڈھال پہنا دی کہ اس کو’’کفن‘‘ سمجھو، اپنے نفس کو دبا دو......تب اس جنگ میں تم شیطان پر غالب رہو گے......غصہ حرام، شہوت حرام، لڑائی جھگڑا حرام اور سستی حرام......بس یہ ہے’’احرام‘‘۔

عزم کی قوت:

اے حجاج کرام! جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلالیا، آپ کو اپنا مہمان بنالیا، تو اب یہ پانچ دن کا امتحان ہے......عزم باندھ لو تو ایسے کامیاب ہوجاؤ گے کہ پھر ناکامی نہ آئے گی......اس دھوکے میں نہ پڑو کہ اگلے سال تلافی کرلو گے......ابھی جو موقع ملا ہے اسی کو غنیمت جانو......مسلمان کے عزم کے سامنے شیطان کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں۔

شیطان کے خاص تیر

نفس کی خواہشات، غصہ اور آپس کے جھگڑے...... شیطان کے یہ تین تیر ''حج'' کے دنوں میں بہت چلتے ہیں...... حدیث پاک میں اشارہ موجود ہے...... جس نے ''حج'' کیا اور اس میں شہوت والی باتوں سے، فسق سے اور جھگڑے سے بچا تو اس کے سب گناہ معاف...... ایسا پاک جیسے ابھی پیدا ہوا ہو[1]...... حکمت والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان کے خاص تیروں کی نشاندہی فرمادی...... اس لیے حج کے ایام میں غصہ نہ کریں، ٹھنڈے رہیں، آپس میں لڑائی جھگڑے نہ کریں...... اور ناجائز شہوات سے دور رہیں۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث : ١٥٢١، دار الكتب العلمية، بيروت

مُنفرد قانون

’’عرفہ‘‘ کے دن ......عرفات کی وادی لاکھوں اہل ایمان کے’’ تلبیہ‘‘ سے گونجتی ہے......

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ......دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مٹانے کا خواب دیکھنے والو!......ذرا ایک نظر اس دن ’’میدان عرفات‘‘ پر ڈال لیا کرو...... رعب سے تمہاری ارواح کانپ جائیں گی...... اوخاکے بنانے والے منحوسو! عرفات میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک، اللہ تعالیٰ کے بعد محبوب ترین ہے......مبارک ہو شہدائے اسلام! تمہارا خون ہر عمل میں اپنا اَجر پا رہا ہے...... لاڈلے شہداء کی ارواح بھی ’’یوم عرفہ‘‘ کو میدان عرفات میں حاضر ہوتی ہیں...... ہر سال اُن میں سے جن کو اجازت ملتی ہے...... لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ......اے جہادی محاذوں پر پہرہ دینے والو! مبارک ہو، عرفات میں تمہارا نامۂ اعمال بھی بھاری ہوتا ہے......’’یوم عرفہ‘‘ کے فضائل بے حساب اور اس دن اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے پیار نرالا ہے...... سچی بات ہے ’’یوم عرفہ‘‘ کے تو قوانین ہی الگ ہیں......روزہ رکھو تو پچھلے سال کے گناہ معاف اور اگلے سال کے بھی۔[1] ہے نا منفرد قانون؟......

فرمایا: اس دن سب سے زیادہ بندوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیا جاتا ہے۔[2]

فرمایا: اہل عرفات پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں۔[3]

اور فرمایا: سب سے بہترین دعاء عرفہ کے دن کی دعاء ہے۔[4]

یہ سارے فضائل مستند روایات میں آئے ہیں......اس لیے حجاج کرام کو چاہیے کہ...... وہ

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث: ١١٦٢، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٣٤٨، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٣٤٨، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

[4] سنن الترمذي، رقم الحديث: ٣٥٨٥، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

عرفہ کے دن خوب محنت کرکے......زیادہ سے زیادہ خیریں اورسعادتیں اپنے نامۂ اعمال میں شامل کرایا کریں......اورخوب جھولیاں بھرا کریں۔

حرمِ شریف کی دُعاء

حرم شریف کی ایک دعاء ایک لاکھ دعاؤں کے برابر ہے......آپ جو وقت بازار میں جا کر اپنی اولاد کے لیے تحفے خریدیں گے......یہی وقت آپ حرم میں بیٹھ کر ان کے لیے ''دعاء'' کردیں...... تحفے، سامان ہر جگہ مل جاتے ہیں......مگر حرم شریف کی دعاء تو ہر جگہ نہیں ملتی...... مثلاً آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد کو قرآن مجید نصیب ہو......آپ یہاں رہتے ہوئے ایک لاکھ بار اگر یہ دعاء کریں تو قبولیت کی کتنی اُمید ہوجائے گی......مگر ایک لاکھ بار دعاء کرنے میں کئی دن لگ جائیں گے......لیکن حرم شریف میں آپ نے یہ دعاء ایک بار کردی، تو یقیناً ایک لاکھ بار ہوگئی...... اس لیے حرمین شریفین کے سفر میں اپنے وقت کی بہت زیادہ حفاظت کریں...... اور دعائیں بھی خوب مانگیں۔

احترام اور شوق کم نہ ہو

اللہ تعالیٰ ''حرمین شریفین'' کی حفاظت فرمائیں...... ''حرمین شریفین'' سے ''محبت'' ایمان کا تقاضا ہے...... ''حرمین شریفین'' کی تعظیم اور زیارت کا شوق ہر ''مؤمن'' اور ''مؤمنہ'' کے لیے قیمتی سرمایہ ہے...... ''حرمین'' کا مطلب دو محترم مقامات:

۱ ''کعبہ شریف''، ''مسجد حرام'' اور اس کے آس پاس کا وہ مکی علاقہ جس کی حدود مقرر اور طے ہیں۔

۲ ''روضۂ اطہر''، ''مسجد نبوی'' اور اس کے آس پاس کا مدنی علاقہ۔

یہ دونوں ''مقامات'' روئے زمین بلکہ کائنات کے مقدس ترین مقامات ہیں...... یہاں ہر لمحہ ہدایت، رحمت اور نور کی بارش برستی ہے...... فرشتوں کا ہجوم یہاں مقرر ہے...... اولیاء اللہ یہاں ضرور موجود ہوتے ہیں اور شہدائے کرام کی ارواح یہاں حاضری دیتی ہیں...... یہاں ''آبِ حیات'' یعنی زمزم شریف نکلتا ہے...... یہیں جنت کا ٹکڑا ''رِیَاضُ الْجَنَّۃ'' بستا ہے...... اور سب سے بڑھ کر ''بیت اللہ''، ''کعبۃ اللہ''، اللہ تعالیٰ کا گھر یہاں موجود ہے...... ''سبحان اللہ''، ''سبحان اللہ''...... اللہ تعالیٰ کسی کو ہزار بار وہاں لے جائے تب بھی اس کے دل میں وہاں کی قدر، وہاں کا احترام اور وہاں کا شوق کم نہ ہو...... مگر جو شہرت اور مال کو مقصود بنا لے، وہ قدر اور احترام سے محروم ہو جاتا ہے...... اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے...... اس لیے جب بھی حرمین شریفین جائیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے جائیں...... اور دل میں حرمین شریفین کا شوق اور احترام کبھی بھی کم نہ ہونے دیں۔

حج سے واپسی پر

’’حرمین شریفین‘‘ کی حاضری اور زیارت ایک انمول نعمت ہے، انسانی زندگی کو بے حد قیمتی بنانے والی نعمت...... اللہ تعالیٰ جب بھی آپ کو ’’حرمین شریفین‘‘ کی زیارت نصیب فرمائیں...... اور پھر آپ وہاں سے خیر و عافیت کے ساتھ واپس لوٹ آئیں تو ایک کام اپنے ذمہ لے لیں...... وہ یہ کہ وہاں کی کوئی منفی بات کبھی بھی اپنی زبان پر نہ لائیں...... مثلاً کئی لوگ واپس آکر دوسروں کو وہاں سے ڈراتے ہیں کہ...... توبہ توبہ وہاں بہت رش ہوتا ہے...... بہت گرمی ہوتی ہے...... بہت مشکل ہوتی ہے...... مہنگائی ہوتی ہے...... وغیرہ وغیرہ...... اللہ کے بندو! ’’حرمین شریفین‘‘ سے لوگوں کو متنفر کرتے ہو؟...... وہاں رش نہیں ہوگا تو پھر کہاں رش ہونا چاہیے؟...... یوں کہا کرو! ’’وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ‘‘، ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ‘‘ وہاں ماشاء اللہ! بہت لوگ آتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو بھی لائے...... پھر بھی سب طواف کر لیتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں، نماز اداء کرتے ہیں، کوئی تنگی نہیں ہوتی...... ساری دنیا بھی وہاں چلی جائے تو اللہ تعالیٰ کا گھر اور حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد سب کو سمیٹ سکتی ہے...... ماشاء اللہ! وہاں کا موسم بھی عجیب ہے...... گرمی سے پسینہ، پھر ہوا سے ٹھنڈک، ٹھنڈے پانی خاص طور سے زمزم کا لطف...... حقیقت ہے بھی یہی...... یہ نہ کوئی مبالغہ ہے اور نہ جھوٹ...... جو بھی اخلاص و ایمان کے ساتھ جاتا ہے...... نہ محروم واپس آتا ہے اور نہ بھوکا...... نہ کوئی کعبہ کے طواف سے رہ جاتا ہے اور نہ کوئی وہاں کی نماز سے...... نہ کوئی زمزم سے پیاسا رہتا ہے...... اور نہ کوئی مسجد نبوی کی خوشبو سے...... ہر ایک کو اس کے ظرف کے مطابق بھر بھر کر جام ملتے ہیں...... بس کچھ کمزور طبیعت ناسمجھ لوگ وہاں کی بعض مشکلات کو ذہن پر سوار کر کے...... واپسی پر لاشعوری طور پر بتاتے رہتے ہیں...... جو کہ بہت بری بات ہے...... آپ جب

وہاں سے آئیں، تو وہاں کے ’’سفیر‘‘ بن کر آئیں...... جو بھی آپ کی مجلس میں بیٹھے چند منٹ میں اُس کو حرم کا دیوانہ بنا دیں اور شوق کی سوغات اُس تک پہنچائیں...... اور ہاں! وہاں سے اپنی تصویریں ہرگز ساتھ نہ لائیں بلکہ ’’حرمین شریفین‘‘ کی برکتیں اور یادیں ساتھ لائیں ...... اور انہیں مسلمانوں میں پھیلائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم



باب: ۴

اعمال و وظائف



سفرِ سعادت کے کچھ اہم اعمال و وظائف

دو اہم اعمال

''حج بیت اللہ'' اور عمرہ کے لیے جانے والے خوش نصیب وہاں ان اعمال کا خوب اہتمام کریں، بہت فائدہ ہوگا، ان شاء اللہ:

❶ ''مکہ معظّمہ'' قیام کے ایام میں طواف اور تیسرے کلمے کی کثرت کریں:

سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ایک لاکھ کا ہدف رکھیں......تا کہ کثرت سے یہ خزانہ نصیب ہو جائے۔

❷ ''مدینہ منورہ'' قیام کے ایام میں درود شریف کی کثرت کریں......ایک لاکھ کا ہدف رکھیں......زیادہ ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔

ان دو اعمال کی فضیلت اور فوائد اتنے زیادہ ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا وہ ان شاء اللہ کھلی آنکھوں سے دیکھے گا اور محسوس کرے گا......اور زندگی بھر محسوس کرتا رہے گا۔

طواف کا اعلیٰ ترین نصاب

(۱) چار چیزیں بنیاد ہیں...... کلمہ طیبہ، تیسرا کلمہ، درود شریف، استغفار...... اور اسم ذات ''اللہ'' کا ذکر...... اور محبوب کلمات ''سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ'' اور دعاء ''مُخُّ الْعِبَادَةِ'' ہے...... یہ کل سات چیزیں ہوگئیں...... اور یہ طواف کے سات چکروں کا اعلیٰ ترین نصاب ہے: (۱) کلمہ طیبہ (۲) تیسرا کلمہ (۳) درود شریف (۴) استغفار (۵) اسم ذات (۶) محبوب کلمات (۷) دعاء۔

درود شریف میں اعلیٰ ترین، افضل ترین ''درود ابراہیمی'' ہے...... اس کا ایک بار پڑھنا غیر مسنون درود کے سو بار پڑھنے سے زیادہ قیمتی و مؤثر ہے...... ''اسم ذات'' کے ذکر میں کلمۂ نداء لگ جائے تو افضل ہے یعنی ''یا اللہ''۔

(۲) اگر ایک طواف پورا کلمہ طیبہ، ایک پورا تیسرا کلمہ، اسی طرح درود شریف، استغفار وغیرہ کا اور ایک طواف پورا دعاء کا ہو تو اس میں بھی خوب رنگ چڑھتا ہے...... قلب کی اصلاح اور تعمیر زیادہ ہوتی ہے۔

نوٹ:

پہلی صورت اختیار کریں یا دوسری مگر ''رکن یمانی'' پر دعاء کبھی نہ بھولیں اور دعاء میں آغاز ''رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' والی دعاء سے کریں اور اگر دل لپک پڑے تو بس یہی دعاء ''حجرِ اَسود'' تک جاری رہے۔

یومِ عرفہ کا خاص وظیفہ

نو ذی الحجہ کا دن ''یوم عرفہ'' کہلاتا ہے...... یہ دن بہت افضل اور بے حد قیمتی ہے...... اسی دن حج کا سب سے اہم رکن ''وقوف عرفہ'' ادا کیا جاتا ہے...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ''عرفہ'' کے دن کی دعاء کو سب سے بہترین دعاء قرار دیا ہے، فرمایا:

خَیْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَوْمِ عَرَفَةَ۔[۱]

''بہترین دعاء عرفہ کے دن کی دعاء ہے۔''

یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ مغفرت فرماتے ہیں...... اور بے شمار افراد کو جہنم سے نجات کا پروانہ عطاء فرماتے ہیں...... صحیح مسلم کی روایت ہے:

مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یُّعْتِقَ اللهُ فِیْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَةَ۔[۲]

''یعنی دنوں میں سے کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اتنے بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہوں جتنے عرفہ کے دن فرماتے ہیں۔''

''عرفہ'' کے دن کا روزہ بڑا قیمتی ہے...... اس روزے پر دو سال کے گناہ معاف فرمائے جاتے ہیں، ایک پچھلے سال کے اور ایک اگلے سال کے...... بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے...... مگر حجاج کرام کے لیے یہ روزہ نہ رکھنا بہتر ہے، وہ دعاء اور عبادت میں محنت کریں۔

ہم سب کوشش کریں کہ ''عرفہ'' کا دن بہترین گذاریں اور اس میں اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا انعام حاصل کریں...... ''عرفہ'' کے دن کے بارے میں ''حجاج کرام'' کے لیے ایک قیمتی

---

[۱] سنن الترمذي، رقم الحديث: ۳۵۸۵، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

[۲] صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۳۴۸، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

وظیفہ حدیث شریف کی کتابوں میں آیا ہے...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۸ھ) نے ''شعب الایمان'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو بھی مسلمان عرفہ کے دن زوال کے بعد عرفات میں قبلہ رخ ہو کر سو مرتبہ:

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔''

پڑھے، پھر سو مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (پوری سورۃ اخلاص) پڑھے، پھر سو مرتبہ یہ درود پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ۔''

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے میرے فرشتو! میرے اس بندہ کی کیا جزا ہے؟ اس نے میری تسبیح اور تہلیل کی اور میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور میری مغفرت حاصل کی اور میری شان بیان کی اور میرے نبی پر درود بھیجا۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو، میں نے اس کو بخش دیا اور اس کے نفس کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی اور اگر میرا بندہ مجھ سے تمام عرفات والوں کے لیے سفارش کرے تو اس کی سفارش ان سب کے حق میں قبول کروں۔''[1]

بڑا مفید اور آسان وظیفہ ہے...... اس وظیفہ میں سورۂ اخلاص ہے جو کہ بے شمار فضائل رکھنے والی سورۃ ہے...... اور اس وظیفہ میں چوتھا کلمہ ہے، جس کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے بہتر جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہا وہ یہ ہے:

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔''[2]

---

[1] شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث: ۳۷۸۰، ط: مكتبة الرشد ۔رياض

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث: ۳۵۸۵، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

اوراس وظیفہ میں درود ابراہیمی ہے......سب سے افضل، سب سے اعلیٰ اور سب سے اُونچا درود شریف......لوگوں کو اگر ''درود ابراہیمی'' کے فضائل معلوم ہو جائیں تو دن رات اسی میں لگے رہیں......غیر مسنون درود شریف کے صیغے سینکڑوں بار پڑھنا ایک بار ''درود ابراہیمی'' پڑھنے کے برابر نہیں......اوراس وظیفے والے درود ابراہیمی کے آخر میں ''وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ'' کا جملہ ہے...... جس کا مطلب ہے......اور ہم پر بھی رحمت ہو اُن کے ساتھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب: ۵

جائیں گے کیسے؟؟؟

سفرِ حرمین کے اسباب کیسے مہیا ہوں؟

ایمان افروز نکات

یقین سے مانگیں

اللہ تعالیٰ کے خزانے بے شمار ہیں:

﴿وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [۱]

اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتے ہیں:

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [۲]

جو مسلمان حج کا شوق رکھتے ہوں، لیکن اسباب کی قلت کی وجہ سے پریشان ہوں...... وہ اپنے ارادے کو مضبوط کریں...... اپنے شوق کو بڑھائیں...... دل کی آواز سے تلبیہ پڑھیں......اور روزانہ دو رکعت ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگیں......اور مکمل یقین کے ساتھ مانگیں......ان شاء اللہ انتظام ہو جائے گا......اور اگر نہ بھی ہوا تو انہیں اس طلب، اس تڑپ، اس عشق اور اس شوق پر جو کچھ ملے گا، وہ بھی ان شاء اللہ حج مبرور سے کم نہیں ہوگا......ایک صاحب ہر نماز تکبیر اولیٰ سے ادا کرتے تھے......وہ تکبیر اولیٰ کی حقیقت کو جان چکے تھے...... دنیا میں بہت کم لوگ تکبیر اولیٰ اور صف اول کی حقیقت کو جانتے ہیں......ایک بار وہ کسی سخت عذر کی وجہ سے کچھ لیٹ ہو گئے...... مسجد پہنچے تو تکبیر اولیٰ نکل چکی تھی......ان کے دل سے حقیقی درد والی آہ نکلی......ایسی آہ جو کسی مالدار کے دل سے اس کا سارا سرمایہ ڈوب جانے پر نکلتی ہے......ایک اللہ والے بزرگ نے خواب میں ساری حقیقت دیکھ لی...... انہوں نے اس صاحب سے کہا کہ آپ میری ساری زندگی کی عبادت لے لو بس مجھے وہ دے دو جو تمہیں اس ''آہ'' پر ملا ہے......مقصد یہ کہ اہل دل کے لیے کسی حال میں محرومی نہیں ہے......اہل ایمان

---

[۱] المنافقون:۷ [۲] الحدید:۳

کے لیے کسی حالت میں خسارہ نہیں ہے...... اہل عشق کے لیے کسی حال میں نقصان نہیں ہے......اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی اہل ایمان میں سے بنائیں۔

سوال نہ کریں

حج کے لیے کسی سے سوال نہ کریں......حج کے لیے کسی سے توقع نہ رکھیں کہ وہ مجھے لے جائے گا......بس خود اپنے اندر اس کا شوق اور اہمیت لائیں ......اور ’’بیت‘‘ تک جانے کے لیے ’’رب البیت‘‘ سے ہی فریاد کریں......پھر دیکھیں! راستے کس طرح سے کھلتے ہیں، ان شاء اللہ۔

بابا! پیسے سے نہیں، شوق سے

ہمارا ''جلالین'' کا سبق تھا...... یہ تفسیر کی مشہور کتاب ہے...... خوش نصیبی کہ امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید، حضرت اقدس مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یہ کتاب پڑھا رہے تھے...... پیرانہ سالی کی وجہ سے نظر کمزور تھی، ان کی تشریف آوری سے پہلے ان کی تپائی پر کتاب کھول کر رکھ دی جاتی اور ساتھ برقی لیمپ جلا دیا جاتا...... اس لیمپ کا انہیں کوئی فائدہ تھا یا نہیں، کیونکہ انہیں تو پوری کتاب زبانی یاد تھی مگر ہمیں فائدہ تھا کہ...... ان کے چہرہ مبارک کو مزید چمکتا دمکتا دیکھ لیتے...... اس دن ''حج'' کا موضوع تھا...... اور وہ ''حج بیت اللہ'' کے شیدائی اور حرم شریف کے بے تاب عاشق تھے...... ہر سال دو بار جانے کا معمول تھا...... ''حج'' کا موضوع آیا تو لیمپ کی روشنی میں ان کے چہرے پر آنسوؤں کی آبشار جاری ہوگئی...... بار بار فرماتے: ''بابا! ''حج'' پیسے سے نہیں ہوتا، شوق سے ہوتا ہے۔ آہ! ہم، آپ طلبہ کے دلوں میں ''حج'' کا اور ''حرمین شریفین'' کا شوق نہیں دیکھ رہے''...... بس یہ چند آنسو اور دو جملے دل کی دنیا ہی بدل گئے...... روح کا کبوتر بے قرار ہو کر حرمین شریفین کی طرف اڑنے لگا...... ارے یہ کیا! اب تک روز زبانی تو ہم یہ کہتے کہ منہ قبلہ شریف کی طرف...... تو دل قبلہ شریف کو کیوں نہیں مچلتا؟...... سبق کے بعد دروازے پر حضرت استاذ سے عرض کیا: حضرت شوق پیدا ہو گیا ہے آپ دعاء فرما دیں...... بہت جلال سے فرمایا: ''جب شوق پیدا ہو گیا تو ضرور جاؤ گے''...... طالب علمی کا زمانہ تھا...... عمر ابھی اتنی نہیں تھی کہ پاسپورٹ بن سکے...... جیب میں رقم اتنی نہیں تھی کہ اس وقت کے پاسپورٹ کی فیس دو سو دس روپے اداء ہو سکے...... مگر یقین تھا کہ بس اب جانا ہے...... ایک دن عصر کے بعد تسبیحات میں تھے کہ ایک دوست نے آکر سلام کیا...... اور

فوراً کہا کہ عمرے کی تیاری کیجیے، ٹکٹ، خرچہ ہمارے ذمہ......حالانکہ نہ کبھی ان کو اشارہ کیا تھا اور نہ کسی اور کو......بس اسی سال اللہ تعالیٰ نے اپنا عظیم گھر دکھا دیا......پھر یہ نسخہ بانٹنے کی کئی سال تک عادت رہی......''بابا! حج پیسے سے نہیں، شوق سے ہوتا ہے''......جس کے دل میں اتر گیا وہ فوراً پہنچ گیا......شوق وہ ہوتا ہے جو دل اور دماغ پر حاوی ہو جائے......اور انسان کی طبعی طور پر پہلی ترجیح بن جائے......اور اس شوق کی خاطر کسی بھی چیز کو قربان کرنا بوجھ نہ لگے، بلکہ اچھا لگے۔

ناممکن کو ممکن بنانے والی چیز

’’حرم شریف‘‘ کا عشق واقعی بہت عجیب ہے...... مجھے یاد ہے کہ ایک بار کراچی میں ہمارے حج ویزے بند ہو گئے...... تو ہمارے بزرگ تڑپ اُٹھے...... یوں لگتا تھا کہ غم سے جان نکل جائے گی...... حضرت مفتی جمیل خان صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ صبح سے نکلتے اور رات تک کوشش میں لگے رہتے...... ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو چکا تھا...... آخری حج فلائٹ سات ذوالحجہ کو جانی تھی...... پانچ تاریخ تک ہر کوشش ناکام ہو گئی...... مگر کسی نے نہ دعاء روکی، نہ شوق کم ہونے دیا اور نہ محنت میں کمی کی...... چھ تاریخ دوپہر کے وقت اللہ تعالیٰ نے شوق کے آنسوؤں کو قبولیت دے دی...... اچانک سعودی قونصلیٹ اپنی کرسی سے اُٹھا اور اس نے چالیس ویزے جاری کر دیئے...... یوں لگا کہ عید پر عید آ گئی...... کوئی شاپر میں دو جوڑے رکھ کر بھاگا تو کوئی بغیر سامان ہی دوڑ پڑا...... اور بالآخر سات ذوالحجہ کو یہ قافلہ کعبۃ اللہ کے سامنے کھڑا تشکر کے آنسو بہا رہا تھا...... بے شک اچھی چیز کا شوق بے حد طاقتور روحانی نسخہ ہے...... یہ ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔

سچا شوق اور عزم راہ کو کھول دیتا ہے

ایک صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ’’قربانیوں‘‘ کا شوق نصیب فرمایا......فرائض کے بعد نفل عبادت کی کثرت یہ ’’محبت‘‘ کی علامت ہے......ایک سال ایسا ہوا کہ پیسے کم پڑ گئے......جتنی قربانیوں کا ارادہ تھا وہ تو بہت مشکل اپنی واجب قربانی کے معاملہ میں بھی تنگی آ رہی تھی......دل میں خوف آیا کہ اس سال عید کا موسم نہیں کما سکیں گے......مگر پھر بھی عزم باندھے رہے کہ دینے والا بھی اللہ......قبول فرمانے والا بھی اللہ......ایک دن مغرب کی نماز کے لیے مسجد میں حاضر ہوئے...... امام صاحب نے ’’سورۃ الکوثر‘‘ پڑھی...... جیسے ہی ’’وَانْحَرْ‘‘ کا لفظ آیا ان صاحب کے دل پر اُتر گیا...... ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾......’’پس آپ اپنے رب کے لیے نماز اداء کریں......’’وَانْحَرْ‘‘ اور قربانی کریں۔‘‘

’’وَانْحَرْ‘‘ کا لفظ اصل میں اونٹ کی قربانی کے لیے آتا ہے......ان صاحب کو لگا کہ انہیں اونٹ کی قربانی کی طرف متوجہ کیا گیا ہے......نماز کے بعد ہاتھ پھیلا دیئے کہ یا اللہ! ’’وَانْحَرْ‘‘ آپ کا حکم ہے، یہ حکم پورا کرنے کی توفیق عطاء فرما دیجیے......اب شیطان نے قہقہے لگائے کہ بکرے اور گائے کی رقم نہیں اور دعاء چل رہی ہے اونٹ کی......طرح طرح کے وسوسے اور خیالات......مگر عزم اللہ تعالیٰ کے لیے تھا......جو عزم اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے، اس کی ایک بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ......بندہ اس کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے......ایسا نہیں کہ حج کا شوق ہوا تو اب ہر کسی کے سامنے آہیں بھرتے رہیں تا کہ کوئی بھیج دے......قربانی کا شوق ہوا تو ہر کسی کو بتاتے پھریں تا کہ کوئی کرا دے......یہ شوق نہیں ہوتا، شوق فروشی ہوتی ہے......اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے......بہرحال اب ہر سال کی قربانیوں کے ساتھ......اُونٹ بھی جوڑ

لیا...... اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی ...... سارا انتظام فرما دیا...... تمام قربانیاں بھی ہو گئیں اور اونٹ بھی قربان ہوا...... بے شک اللہ تعالیٰ کے خزانے بے شمار ہیں ......اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو شیطان کے سامنے رسوا نہیں فرماتے ...... اس لیے جن حضرات کو حج کا شوق ہو...... وہ اپنے شوق کو مضبوط اور خالص کریں...... سچا عزم کریں اور پھر اللہ تعالیٰ سے مسلسل مانگیں، یقین سے مانگیں ......اللہ تعالیٰ بندوبست فرما دیں گے، ان شاء اللہ۔

مزا ہی تب ہے، جب....!

لوگوں کے پاس فضول پلاٹ، فضول زیورات اور فضول بینک بیلنس موجود ہوتا ہے...... فریضۂ حج کا مزا ہی تب ہے، جب اس کے لیے پلاٹ بیچے جائیں، زیورات فروخت کیے جائیں اور بینک بیلنس خالی کیا جائے...... پلاٹ، زیورات تو پریشان کرتے رہتے ہیں...... جبکہ ''حج بیت اللہ'' بہت کام آتا ہے اور بہت کام آئے گا...... وہ مسلمان مرد اور خواتین جنہوں نے ''فریضہ حج'' ادا نہیں کیا وہ دعاء کریں، فکر کریں، قربانی دیں اور یہ نعمت حاصل کرلیں...... کسی زمانے جب حج پر بیان کی توفیق ملتی تھی تو لوگوں سے عرض کرتا تھا کہ...... آپ اپنا سب کچھ خرچ کر کے چلے جائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو سب کچھ لوٹا دے گا...... بخل کر کے اپنی جان کا نقصان نہ کریں...... حج کے بغیر مر گئے تو زندگی ادھوری رہ جائے گی...... اپنا مال اپنے بچوں کے لیے بچا کر اگر آپ فریضہ حج سے محروم رہے، تو آپ نے خود پر بھی ظلم کیا اور اپنی اولاد پر بھی ظلم ڈھایا...... ممکن ہے آپ کے بعد آپ کی اولاد یہ سارا پیسہ چند راتوں کی عیاشی میں اُڑا دے...... لیکن اگر آپ پلاٹ، زمین بیچ کر حج پر گئے...... اور وہاں اپنی اولاد کے لیے دعاء کی، تو مال بھی واپس مل جائے گا...... اور آپ کی اولاد کو حرمین کی قیمتی دعائیں بھی بے حد نفع دیں گی۔ الحمد للہ! جس نے بھی اس گزارش پر عمل کیا...... وہ ہر طرح سے فائدہ میں رہا...... اور اسے تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب: ٦

طریقہ و احکام

عمرہ اور حج کا آسان طریقہ و احکام

عُمرہ

عُمرہ کے ضروری کام

۱ ’’احرام‘‘......یعنی ’’نیت‘‘، ’’تلبیہ‘‘ اور ’’احرام‘‘ کے احکامات کی پابندی

۲ ’’طواف‘‘......سات چکر

۳ طواف کے بعد دو رکعت...... یہ واجب ہے

۴ صفا، مروہ کی ’’سعی‘‘......سات چکر

۵ ’’حلق‘‘ یا ’’قصر‘‘......یعنی سعی سے فارغ ہو کر سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا

فرائضِ عُمرہ

مذکورہ بالا افعال میں سے دو چیزیں فرض ہیں

۱ عمرہ کا احرام باندھنا، جو احرام کی چادریں پہن لینے کے بعد عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنے سے اداء ہو جاتا ہے۔ ۲ طواف کرنا۔

واجباتِ عُمرہ

عمرہ میں دو چیزیں واجب ہیں:

۱ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ۲ سعی سے فارغ ہو کر سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا

(اور طوافِ عمرہ میں رمل اور اضطباع مسنون ہے)

عمرہ کا آسان طریقہ....قدم بہ قدم

روانگی و احرام

گھر سے روانہ ہونے سے پہلے، یا ائر پورٹ پر پہنچ کر درج ذیل کام کرنے ہیں:

۱ احرام باندھنا......اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے غسل کریں (غسل کرنا فرض یا واجب نہیں، احرام کی نیت، بغیر غسل اور بغیر وضو کے بھی ہو جاتی ہے، مگر بلا عذر غسل اور وضو کے بغیر احرام کی نیت کرنا مکروہ ہے)......بہتر یہ ہے کہ غسل اور وضو گھر میں کرلیں اور احرام کی چادریں پہن لیں......اگر اس میں دشواری ہو تو غسل گھر میں کرلیں اور پھر ائر پورٹ جا کر اگر وضو کی حاجت ہو تو وضو کر کے احرام کی چادریں پہن لیں......جب بورڈنگ ہو جائے تو دو رکعت نماز اداء کریں (پہلی رکعت میں ''سورۃ الکافرون'' اور دوسری میں ''سورۃ الاخلاص'' پڑھیں)۔ یہ دو رکعت بھی سنت ہے (فرض یا واجب نہیں۔ اس نماز کے بغیر بھی احرام کی نیت ہو جاتی ہے، مگر بلا عذر انہیں چھوڑنا مناسب نہیں)۔

۲ احرام کے لیے دو رکعت اداء کرتے وقت سر پر احرام کی چادر ڈال لیں، سلام پھیرتے ہی فوراً سر سے چادر ہٹا لیں اور عمرہ کی نیت کرلیں۔ (نیت کے الفاظ یہ ہیں)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡھَا لِیۡ، وَتَقَبَّلۡھَا مِنِّیۡ۔

''یا اللہ! میں عمرہ کا ارادہ کر رہا / رہی ہوں، اسے میرے لیے آسان فرما دیجیے اور مجھ سے قبول فرما لیجیے۔''

(عربی الفاظ ضروری نہیں، اُردو یا اپنی کسی بھی زبان میں یہ الفاظ اداء کر دینا کافی ہے)......اس کے بعد تلبیہ پڑھیں (مرد اُونچی آواز سے اور عورتیں پست آواز

میں)......اچھا ہے کہ تین بار ہو:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

احرام کی نیت کے ساتھ ''تلبیہ'' پڑھنا شرط ہے۔

پھر تکبیر پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا۔

''نیت'' کرتے ہی احرام شروع ہو گیا......اب طواف شروع ہونے تک ''تلبیہ''، ''تیسرا کلمہ''، ''چوتھا کلمہ'' اور ''تکبیرات'' پڑھتے رہیں......زبان کی حفاظت کریں اور احرام کی پابندیوں کا مکمل اہتمام کریں۔

۳ چونکہ ''میقات''یعنی وہ جگہ جہاں سے احرام شروع ہوتا ہے راستے میں آتی ہے، اس لیے جہاز میں سوار ہونے سے پہلے یا فوراً بعد احرام کی نیت کر لیں......اگر میقات سے بغیر احرام کے گزرے اور جدہ پہنچ گئے تو جرمانے میں دم دینا ہوگا۔

۴ عورت کا احرام مرد کے احرام کی طرح ہے۔یعنی احرام میں داخل ہونے کا جو طریقہ مرد کے لیے بیان ہوا، بعینہٖ وہی طریقہ عورت کے لیے ہے......بس فرق یہ ہے کہ عورت کو احرام کے لیے الگ سے کوئی چادریں وغیرہ نہیں پہننی ہوتیں، بلکہ عورت اپنے معمول کے سلے ہوئے کپڑوں میں ہی ملبوس رہے گی......البتہ سر اور تمام اعضاء ڈھانکے رکھے گی اور چہرہ کو کپڑا نہ لگنے دے گی......اور طریقۂ مذکورہ کے مطابق بس عمرہ کی نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے سے احرام میں داخل ہو جائے گی......اور احرام کی پابندیوں پر عمل کرنا اس پر لازم ہو جائے گا......مثلاً چہرے پر کپڑا نہ لگائے (کپڑا لٹکا کر پردہ کرے)، خوشبو استعمال کرنا، جسم سے بال کاٹنا یا توڑنا، ناخن کاٹنا وغیرہ یہ سب ممنوع ہو گئے۔

۵ اگر عورت پاکی کے ایام میں نہ ہو، تو اس کے لیے بھی اچھا ہے کہ نظافت اور صفائی کے لیے

غسل کرلے......اور پھر جب بورڈنگ ہوجائے تو احرام کی نیت کرلے......احرام ضروری ہے کیونکہ احرام کے بغیر میقات سے گذرنے سے دم واجب ہوجائے گا......اگر مکہ معظّمہ پہنچنے تک پاک نہ ہو تو پاک ہونے کا انتظار کرے، جب تک پاک نہ ہوجائے مسجد حرام میں نہ جائے......اور جب پاک ہوجائے تو غسل کرکے عمرہ اداء کرے۔

۶ عورتوں میں سر کے لیے جو ایک خاص کپڑا مشہور ہے، جس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کے بغیر احرام نہیں بندھتا یہ غلط ہے، شرعاً اس کپڑے کی کوئی حیثیت نہیں۔ ویسے اگر بالوں کی حفاظت کے لیے کوئی کپڑا باندھ لیا جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اس کو احرام کا جزو سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے بغیر احرام میں داخل نہیں ہوسکتی غلط ہے۔ اگر عورت نے سر پر کپڑا باندھا ہوا ہو تو وضو کرتے وقت اس کو ہٹا کر مسح کرے۔

۷ ''مکہ مکرمہ'' میں ہوٹل پہنچ کر اطمینان سے سامان سنبھالیں، آرام کی ضرورت ہو تو آرام کرلیں، پھر اچھی طرح محل وقوع کو سمجھیں، اور پھر حرم شریف روانہ ہوں۔

حرمِ شریف میں داخلہ

حرم شریف میں داخل ہوتے وقت چھ کام کرنے ہیں:

۱ سنت کے مطابق بایاں پاؤں جوتے سے نکال کر اس کے اوپر رکھیں۔

۲ دایاں پاؤں جوتے سے نکال کر مسجد کے اندر رکھیں۔

۳ درود شریف پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

۴ دعاء پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

۵ اعتکاف کی نیت کریں۔

۶ جوتا تھیلی میں ڈال لیں اور نظریں جھکا کر ''تلبیہ'' پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں،

جب گول صفیں آ جائیں تو ایک طرف ہو کر کھڑے ہو جائیں، آپ مطاف میں داخل ہو چکے ہیں۔

مطاف میں داخلہ

مطاف میں داخل ہو کر سات کام کرنے ہیں:

۱ نظریں اُٹھا کر ''بیت اللہ'' کو دیکھنا

۲ ہاتھ اُٹھانا

۳ تین دفعہ تکبیر کہنا...... ''اَللّٰہُ اَکۡبَرُ''، ''اَللّٰہُ اَکۡبَرُ''، ''اَللّٰہُ اَکۡبَرُ''

۴ تہلیل کہنا......یعنی پہلا کلمہ، تیسرا کلمہ، چوتھا کلمہ پڑھنا

۵ درود شریف پڑھنا

۶ دعاء کرنا (جو دل میں آئے، البتہ دعاء خوب لمبی ہو۔)

۷ اردگرد کا اچھی طرح جائزہ لینا۔ ''حجر اسود''، ''رکن یمانی''، ''ملتزم''، ''میزابِ رحمت''، ''حطیم''، ''مقام ابراہیم'' کو سمجھنا، پھر ''حجر اسود'' کے مقابل موجود سبز لائٹ کی سیدھ میں پہنچنا۔

طواف شروع کرنے سے پہلے

طواف شروع کرتے ہوئے سات کام کرنے ہیں:

۱ سبز لائٹ یعنی ''حجر اسود'' کی سیدھ میں پہنچنا

۲ ''تلبیہ'' ختم کرنا

۳ ''حجر اسود'' کی طرف رخ کرنا

۴ ''طواف'' کی نیت کرنا (میں عمرہ کے طواف کی نیت کرتا ہوں)

۵ ''اِضۡطِبَاع'' کرنا (یعنی احرام کی چادر کے داہنے پلو کو دائیں کندھے کے نیچے سے

نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا اور دایاں کندھا کھلا رکھنا، یہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ نیز ''اِضطِبَاع'' پورے طواف میں کیے رکھنا)۔

۶ استقبال ''حجرِ اَسودْ'' ......سینہ اور منہ حجر اسود کے سامنے کر کے دونوں ہاتھ نماز کی طرح کانوں تک لے جانا اور ''بِسمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکبَرُ وَلِلّٰہِ الحَمدُ'' کہنا۔

۷ استلام حجرِ اَسود......اور ''بِسمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکبَرُ وَلِلّٰہِ الحَمدُ'' کہنا۔

(حجرِ اَسود کو بوسہ دینے کو ''استلام'' کہتے ہیں۔ اس کے طریقۂ کار میں کچھ تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ ''استقبال حجرِ اَسودْ'' سے فارغ ہو کر حجرِ اَسود کے پاس آئیں اور اسے بوسہ دیں۔ اگر رش کی وجہ سے بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو پھر دونوں ہاتھ یا صرف دایاں ہاتھ حجرِ اَسود پر رکھ کر ہاتھ کو بوسہ دے لیں، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر کسی لکڑی وغیرہ سے حجرِ اَسود کو چھو کر اس لکڑی وغیرہ کا بوسہ لے لیا جائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر دونوں ہاتھ اس طرح اُٹھائے جائیں کہ ہتھیلیاں حجرِ اَسود کی طرف اور ان کی پشت چہرے کی طرف ہو اور پھر ان ہاتھوں کو بوسہ دے دیا جائے، اس سے ''استلام'' اداء ہو جائے گا۔

البتہ اس بات کا خیال رہے کہ حجرِ اَسود کو بوسہ دینا فرض یا واجب نہیں، اس لیے اس کی خاطر کسی مسلمان کو تکلیف دینا یا دھکم پیل کرنا ہرگز جائز نہیں، اور اسی طرح اس بات کا بھی خیال رہے کہ حجرِ اَسود پر عموماً خوشبو لگی ہوتی ہے، اس لیے حالت احرام میں حجرِ اَسود کو چھونے سے احتراز کیا جائے اور ''استلام'' کی ان صورتوں پر عمل کیا جائے جن میں حجر اسود کو چھونا نہیں پڑتا، جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوئی۔)

پھر بایاں کندھا ''بیت اللّٰہ'' کی طرف کر کے رخ سامنے کی طرف موڑ لیں اور طواف شروع کر دیں۔

دورانِ طواف کے دس کام

طواف کے دوران پانچ کام ''کرنے'' ہیں اور پانچ ''نہیں کرنے''۔

''کرنے'' والے پانچ کام یہ ہیں:

(۱) نظر کی حفاظت

(۲) دعاء، ذکر، تلاوت کا اہتمام

(۳) طواف کے پہلے تین چکروں میں مردوں کا رمل کرنا (''رمل'' کا مطلب ہے کندھے ہلا کر، اکڑتے ہوئے، تیز تیز چلنا، یہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے عورتیں رمل نہیں کریں گی)

(۴) ''رکن یمانی'' سے ''رکن حجر اسود'' تک:

''رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ''

دعاء پڑھنا (یہ مسنون عمل ہے)۔

(۵) ''استلام'' کرنا...... (جب حجر اسود کے سامنے پہنچیں تو صرف کندھا موڑ کر ہاتھ آگے کر کے استلام کرنا، پاؤں نہیں موڑنے)

''نہ کرنے'' والے پانچ کام یہ ہیں:

(۱) ''کعبۃ اللہ'' کو نہیں دیکھنا

(۲) ''کعبہ'' کی طرف منہ نہیں کرنا

(۳) ''کعبہ'' کی طرف سینہ نہیں کرنا

(۴) ''کعبہ'' کی طرف پاؤں نہیں کرنے

(۵) ''کعبہ'' کی طرف پیٹھ نہیں کرنی

طواف مکمل ہونے کے بعد

طواف کے سات چکر مکمل ہو جانے کے بعد سات کام کرنے ہیں:

(۱) ''اضطباع'' ختم کرنا

(۲) ''ملتزم'' کے سامنے دعاء کرنا

۳ ''مقام ابراہیم'' کے پیچھے دو رکعت واجب الطواف ادا کرنا (پہلی رکعت میں ''سورۃ الکافرون'' اور دوسری میں ''سورۃ الاخلاص'')، اگر ''مقام ابراہیم'' کے پیچھے جگہ نہ ملے تو حرم میں جس جگہ چاہیں پڑھ لیں۔ اگر مکروہ وقت ہو تو ٹھہر جائیں اور مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد پڑھیں۔

۴ تکبیر، تہلیل کہنا اور درود شریف پڑھنا

۵ دعاء کرنا

۶ دعاء کے بعد پیچھے جا کر زم زم پینا

۷ ''حجر اسود'' کے سامنے آ کر نواں استلام کرنا

سعی صفا مروہ

اس کے بعد سعی کرنی ہے۔ سعی کی ابتداء ''صفا'' سے ہو گی۔

''صفا'' پر چھ کام کرنے ہیں:

۱ تھوڑا سا آخر تک چلنا، یعنی صفا پہاڑی کے قریب تک جانا اور اگر نچلی منزل میں سعی کر رہے ہوں تو ''صفا'' کی چڑھائی پر چڑھنا

۲ ''بیت اللہ'' کی طرف منہ کرنا

۳ نیت کرنا (یا اللہ! میں عمرے کی سعی کی نیت کرتا ہوں)

۴ دونوں ہاتھ دعاء کے لیے اُٹھانا

۵ تکبیر، تہلیل، درود شریف اور دعاء

۶ آیت پڑھنا:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۗ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾[1]

---

[1] البقرة: ۱۵۸

اس کے بعد ''صفا'' سے ''مروہ'' کی طرف چل پڑیں، جب سبز لائٹ کے قریب پہنچیں تو تیز چلیں جو ہلکے سے دوڑنے کے مشابہ ہو۔ (خواتین نہیں دوڑیں گی، وہ معمول کی رفتار سے چلیں گی)

اس دوران یہ دعاء زبان پر جاری رہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ

''اے میرے پروردگار! میری بخشش فرما اور رحم فرما، بے شک آپ بہت زیادہ عزت واکرام والے ہیں۔''

جب سبز لائٹوں والی جگہ ختم ہو جائے تو ایک دو ہاتھ آگے ہو کر معمول کے مطابق چلیں۔

''مروہ'' پر پہنچ کر دو کام کرنے ہیں:

1. ''کعبۃ اللہ'' کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھانا
2. تکبیر، تہلیل، درود شریف پڑھنا اور دعاء مانگنا

''صفا'' سے ''مروہ'' تک ایک چکر، ''مروہ'' سے ''صفا'' تک دوسرا چکر شمار ہوگا۔ سات چکر ''صفاء'' سے شروع ہو کر ''مروہ'' پر پورے ہوں گے...... اس طرح سات چکر پورے کریں...... پھر دو رکعت ''صلوٰۃ شکرانہ سعی'' اداء کریں...... پھر ''حلق'' یا ''قصر'' کر کے غسل کریں اور عام کپڑے پہن لیں...... احرام ختم ہو گیا اور عمرہ بھی مکمل ہو گیا۔ الحمد للہ

ضروری گزارش

سعی کے دوران صفا، مروہ پر دعائیں بہت قیمتی اور مقبول عمل ہے، (اگرچہ شرعی حکم کے تحت ضروری نہیں) اس کو بلا عذر نہ چھوڑیں، بلکہ خوب دعائیں مانگیں۔

حج

حج کے فرائض

’’حج‘‘ کے تین فرائض ہیں۔ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے تو حج ادا نہیں ہوتا۔خواہ جان بوجھ کر چھوڑے خواہ بھول کر۔اوردم وغیرہ کسی چیز سے تلافی بھی نہیں ہوسکتی:

۱ حج کی نیت......یعنی احرام

۲ ’’وقوف عرفہ‘‘......نو[۹] ذی الحجہ کے زوال (دوپہر) سے لے کر دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں آنا خواہ ایک لمحہ کے لیے کیوں نہ ہو۔

۳ ’’طواف زیارت‘‘......جو’’وقوف عرفہ‘‘ کے بعد کیا جاتا ہے۔یہ طواف وقوف عرفات سے پہلے ہرگز نہیں ہوسکتا۔

حج کے واجبات

’’حج‘‘ کے سات واجبات ہیں......ان میں سے کسی بھی واجب کے چھوٹ جانے سے دم واجب ہوتا ہے سہواً چھوٹا ہو یا عمداً:

۱ ’’میقات‘‘ سے احرام باندھنا......’’حج قران‘‘ اور’’حج اِفراد‘‘ کرنے والوں کے لیے’’حج کا احرام‘‘ اور’’حج تمتع‘‘ کرنے والوں کے لیے’’عمرہ کا احرام‘‘۔’’حج تمتع‘‘ کرنے والا اپنے حج کا احرام مکہ مکرمہ سے باندھے گا۔[۱]

۲ ’’وقوف مزدلفہ‘‘......(اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہو)

۳ ’’رمی جمرات‘‘

---

۱ حج افراد، حج تمتع، اورحج قران کی تعریفات کے لیے باب’’فوائد دریسیہ‘‘ ملاحظہ کیجیے! ص: ۱۶۴

۴ ''حج افراد'' والے کے لیے دس ذوالحجہ کی ''رمی'' اور ''حلق'' میں ترتیب قائم رکھنا، یعنی ''رمی'' پہلے کرنا...... اور ''تمتع'' اور ''قران'' والے کے لیے ''رمی'' اور ''قربانی'' اور ''حلق'' یا ''قصر'' میں ترتیب قائم رکھنا، یعنی پہلے ''رمی'' پھر ''قربانی'' پھر ''حلق'' یا ''قصر'' کرنا۔

۵ ''حج تمتع'' اور ''حج قران'' کرنے والے کا بارہ ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے حج کی قربانی (یعنی دم شکر) کرنا۔

۶ ''سعی''......صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا حج میں ''واجب'' ہے۔ یہ سعی ''طوافِ قدوم'' کے بعد بھی ہوسکتی ہے اور ''طوافِ زیارت'' کے بعد بھی۔

۷ ''طواف وداع''......جو حاجی ''میقات'' کے باہر سے آیا ہو اس کے لیے ''طوافِ وداع'' کرنا واجب ہے۔ اس کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے، ''طوافِ زیارت'' کے بعد ''مکہ معظّمہ'' سے روانگی سے پہلے کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔

حج کی سُنّتیں

حج کی چھ سنتیں ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی سنت رہ جائے تو کوئی دم یا صدقہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا البتہ اس سنت کے ثواب سے محرومی ہو جاتی ہے:

۱ مردوں کے لیے اعتدال کے ساتھ ''تلبیہ'' بآواز بلند پڑھنا

۲ مکہ معظّمہ میں داخل ہو کر ''طواف قدوم'' کرنا

۳ آٹھ ذوالحجہ کو ''منیٰ'' کے لیے روانہ ہونا اور وہاں پانچ نمازیں پڑھنا

۴ نو ذوالحجہ کو جب سورج تھوڑا سا بلند ہو جائے تو ''عرفات'' کے لیے روانہ ہونا

۵ دس ذوالحجہ کو جب سورج نکلنے میں تھوڑی سی دیر رہ جائے تو ''مزدلفہ'' سے ''منیٰ'' کے لیے روانہ ہونا۔

(۶) پورے سر کا ''حلق'' یا ''قصر'' کرانا......(اس کی واجب مقدار چوتھائی سر کے بال منڈانا یا چوتھائی سر کے بال کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر کاٹ دینا ہے۔اور سارے سر کے بال منڈا دینا افضل ہے، اس کے بعد درجہ ہے سارے سر کے بال ایک پورے برابر کٹوانے کا۔)

حج کا آسان طریقہ......قدم بہ قدم

حج کا مبارک فریضہ ۵ دنوں میں اداء ہوتا ہے...... ۸/ذوالحجہ تا ۱۲ ذوالحجہ...... جبکہ ۱۳/ذوالحجہ کے دن بھی جو ''منیٰ'' میں رکنا چاہیں رک سکتے ہیں...... ان تمام دنوں میں کس ترتیب سے کیا کیا اعمال کرنے ہیں؟...... اور ان کے کیا کیا احکام ہیں؟...... یہ سب کچھ دن بہ دن کی ترتیب سے ملاحظہ فرمائیں:

حج کے دوران ہر دن کی صبح اُس دن کے اعمال کا مذاکرہ کرلیا کریں۔

۸ ذی الحجۃ

۱ آج طلوع آفتاب کے بعد حالت احرام میں سب حجاج کو ''منیٰ'' جانا ہے۔

۲ ''حج تمتع'' کرنے والے حضرات وخواتین اور اہل حرم آج ''حج کا احرام'' شروع کریں گے۔ جبکہ ''حج افراد'' اور ''حج قران'' کرنے والے پہلے سے احرام میں ہوں گے...... آج کے دن کے کاموں میں صرف یہ کام ''فرض'' ہے...... باقی سب کام سنت اور آداب ہیں۔

۳ اس ''احرام'' کے لیے کہیں جانے کی ضرورت نہیں...... ''مکہ مکرمہ'' ہی میں غسل یا وضو کرکے ''احرام'' کی چادریں پہن لیں۔

۴ ''احرام'' باندھنے کا طریقہ وہی ہے جو عمرہ کے بیان میں گذرا، بس یہاں نیت حج کے احرام کی ہوگی۔

۵ اگر وقت میسر ہو تو نفل ''طواف'' بھی کرلیں۔

(۶) پھر ''منٰی'' روانہ ہوجائیں...... ''منٰی'' میں پانچ نمازیں اداء کرنی ہیں......ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ تاریخ کی فجر......اور رات کا قیام بھی ''منٰی'' میں کرنا ہے...... یہ سب کام سنت ہیں......اس رات ''مکہ مکرمہ'' میں رہنا یا ''عرفات'' چلے جانا مکروہ ہے۔

(**مسئلہ** حج کے دنوں میں اگر کوئی خاتون ''ایام'' میں ہو تو وہ حج کے احرام کی نیت کرلے اور ''منٰی'' چلی جائے اور حج کے تمام اعمال اداء کرتی رہے، صرف ''طواف'' نہیں کرسکتی۔ جب پاک ہوجائے تو ''طواف'' کرکے اپنا حج مکمل کرلے۔)

۹ ذی الحجۃ

(۱) آج حج کا ''رکن اعظم'' یعنی سب سے بڑا فرض اداء کرنا ہے اور وہ ہے ''وقوف عرفہ''......اس کے بغیر حج اداء نہیں ہوتا۔

وقوفِ عرفہ

(۲) فجر کی نماز ''منٰی'' میں اداء کریں اور سورج نکلنے کے بعد عرفات روانہ ہوجائیں۔

(۳) ۹ ذوالحجہ کو زوال کے بعد سے صبح صادق تک کے درمیانی حصے میں ''احرام حج'' کی حالت میں تھوڑی دیر کے لیے بھی عرفات میں ٹھہرنے یا گذرجانے سے ''وقوف'' اداء ہوجائے گا......اور زوال کے بعد سے غروب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے......جو شخص اس وقت میں نہ پہنچ سکے وہ آنے والی رات میں کسی وقت بھی پہنچ جائے تو اس کا حج ہوجائے گا۔

(۴) مستحب یہ ہے کہ زوال کے بعد غسل کرلیا جائے اور اگر غسل ممکن نہ ہو تو پھر وضو کرلیا جائے......اور اول وقت میں نماز ظہر و عصر اداء کرکے ''وقوف'' شروع کردیا جائے۔

ل وقوف عرفہ کے دن کا ایک خاص بابرکت وظیفہ ہے، جو ماقبل میں گزر چکا ہے، صفحہ نمبر (۸۴) پر ملاحظہ فرمائیں۔

۵ سنت طریقہ یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی امیر حج کی اقتداء میں پڑھی جائے، یعنی عصر کو بھی ظہر ہی کے وقت میں پڑھا جائے۔

۶ جو لوگ امام کے ساتھ نماز پڑھیں گے وہ تو ظہر، عصر اکٹھی پڑھیں گے اور سنتیں نہیں پڑھیں گے۔ اور جو امام کے ساتھ نہ پڑھ سکیں وہ ظہر، عصر اپنے اپنے وقت میں اپنے اپنے خیموں میں با جماعت پڑھیں گے۔

۷ امام کے ساتھ با جماعت اکٹھی دو نمازیں پڑھنے کی ترتیب یہ ہے...... سب سے پہلے زوال کے بعد اذان ہوگی...... پھر ''امام حج'' خطبۂ حج دے گا...... پھر مکبر اقامت کہے گا...... پھر ظہر کی نماز اداء کی جائے گی...... اس کے بعد مکبر دوسری بار اقامت کہے گا...... پھر نماز عصر اداء کی جائے گی...... عرفات میں دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ اقامت کہی جائے گی۔

۸ افضل یہ ہے کہ باوضو قبلہ رخ کھڑے ہو کر وقوف کریں اور ذکر و دعاء میں مشغول رہیں...... اگر ہمت ہو تو مغرب تک کھڑے رہیں...... درمیان میں عصر کی نماز اداء کریں اگر امام حج کے ساتھ اداء نہ کی ہو...... اور اگر ہمت، طاقت نہ ہو تو جتنی دیر کھڑے رہ سکیں کھڑے رہیں باقی وقت بیٹھ کر عبادت و دعاء میں لگے رہیں...... یا وقفے وقفے سے کھڑے ہوتے رہیں...... اس وقت بلا ضرورت بات چیت سے پرہیز کریں۔

۹ ویسے تو پورے میدان عرفات میں جہاں چاہیں ''وقوف'' کر سکتے ہیں...... لیکن افضل یہ ہے کہ ''جبل رحمت'' کے قریب اس جگہ وقوف کریں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ''موقِف'' ہے۔

۱۰ مغرب کا وقت داخل ہوتے ہی ''مزدلفہ'' روانہ ہو جائیں۔ راستے میں ''تلبیہ'' پڑھتے جائیں۔ مغرب کی نماز ''عرفات'' یا راستے میں نہ پڑھیں۔ اگر پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی۔ آج کی مغرب ''مزدلفہ'' میں جا کر پڑھنی ہے خواہ کتنی تاخیر ہو جائے،

اگر راستے میں پڑھ لی تو لوٹانا ضروری ہے۔

⑪ ''مزدلفہ'' پہنچ کر مغرب اور عشاء اکٹھی اداء کریں۔ پہلے مغرب کے فرض، پھر عشاء کے فرض، پھر مغرب اور عشاء کی سنتیں اور وتر اداء کریں۔

⑫ ''مزدلفہ'' میں مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت سے اداء کی جائیں گی......ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لیے ''جماعت'' شرط نہیں ہے، تنہا ہونے کی صورت میں بھی اکٹھی پڑھنی ہیں۔

⑬ ''مزدلفہ'' میں یہ دونوں نمازیں عشاء کے وقت میں پڑھنی ہیں......اگر عشاء سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو مغرب کی نماز نہ پڑھیں...... بلکہ عشاء کی نماز کے وقت کا انتظار کریں......وقت شروع ہونے کے بعد دونوں نمازیں اکٹھی اداء کریں۔

⑭ آج کی رات ''مزدلفہ'' میں قیام سنت مؤکدہ ہے۔

⑮ ''مزدلفہ'' کی رات میں جاگنا اور عبادت میں مشغول رہنا مستحب ہے۔

⑯ بہت سے لوگ وقت سے پہلے ہی فجر کی اذان دے کر نماز فجر ''مزدلفہ'' میں پڑھ کر ''منیٰ'' چلے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں۔ اول تو اس لیے کہ وہ فرض نماز ترک کر کے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، کیونکہ وقت سے پہلے نماز نہیں ہوتی اور دوسرا اس لیے کہ ''وقوف مزدلفہ'' چھوڑنے کا گناہ ہوتا ہے جو کہ واجب ہے اور دم بھی واجب ہو جاتا ہے۔

⑰ ایک بات جو اکثر حجاج بھول جاتے ہیں وہ ہے ''تکبیر تشریق''......۹ ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک بار تکبیر تشریق کہنا واجب ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

مرد حضرات قدرے بلند آواز سے اور خواتین پست آواز سے کہیں......حج کے دوران یہ عمل ہرگز نہ بھولیں۔

۱۰ ذِی الحجّہ

۱۰ ذوالحجہ حج کا تیسرا دن ہے......اس دن میں حج کے بہت سے احکام ہیں۔

وقوفِ مُزدَلفہ

(۱) ''وقوف مزدلفہ''......آج صبح صادق یعنی فجر کا وقت داخل ہونے کے بعد ''وقوف مزدلفہ'' واجب ہے۔اس کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک ہے۔اگر کوئی شخص صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر ''منٰی'' چلا جائے اور طلوع آفتاب کا انتظار نہ کرے تو بھی واجب وقوف اداء ہو جائے گا۔مگر سنت یہ ہے کہ طلوع آفتاب تک وقوف کیا جائے۔

(۲) ''مزدلفہ'' کے پورے میدان میں وقوف کیا جا سکتا ہے سوائے ''وادیٔ محسّر'' کے۔یہ وادی ''منٰی'' کی جانب ''مزدلفہ'' سے خارج وہ مقام ہے، جہاں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔افضل یہ ہے کہ ''جبل قزح'' کے قریب وقوف کیا جائے۔

(۳) افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر ''وقوف'' کریں اور ''تلبیہ و دعاء''، ''تکبیر و تہلیل'' اور ''استغفار و توبہ'' میں مشغول رہیں۔

(۴) ''مزدلفہ'' سے ''جمرات'' کے لیے ستر کنکریاں جمع کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیں، کنکریاں نہ بہت بڑی ہوں نہ چھوٹی (اگر احتیاطاً ستر سے کچھ زیادہ ہوں تو بہتر ہے)

مُزدَلفہ سے منٰی روانگی

(۵) جب سورج طلوع ہونے میں دو رکعت اداء کرنے کے بقدر وقت رہ جائے تو ''مزدلفہ'' سے ''منٰی'' روانہ ہو جائیں۔اس کے بعد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔

(۶) ''منٰی'' پہنچ کر اطمینان سے خیمہ میں سامان وغیرہ رکھیں۔

جمرۂ عقبہ کی رمی

۷ ''منیٰ'' میں تین اونچے ستون بنے ہوئے ہیں۔ ان کو ''جمرات'' اور ''جمار'' کہتے ہیں اور ایک کو ''جمرہ''۔ ان میں سے جو ''مسجد خیف'' کے قریب ہے اسے ''جمرۂ اولیٰ'' (چھوٹا شیطان) اور اس کے بعد والے کو ''جمرۂ وسطیٰ'' (درمیانہ شیطان) اور اس کے بعد والے کو جو سب سے آخر میں ہے اسے ''جمرۂ عقبہ'' اور ''جمرہ کبریٰ'' (بڑا شیطان) کہتے ہیں۔ ان جمرات کو کنکریاں مارنے کو ''رمی'' کہتے ہیں۔

۸ آج کے دن صرف ''جمرہ عقبہ'' (بڑے شیطان) کو سات کنکریاں مارنی ہیں، باقی دو کو نہیں مارنی۔

۹ جب ''رمی'' کرنے جائیں تو احتیاطاً دس (۱۰) کنکریاں لے کر جائیں۔ سات ہاتھ میں ہوں اور تین تھیلی وغیرہ میں، تا کہ اگر کوئی کنکری گر جائے تو پریشانی نہ ہو۔

۱۰ ''جمرہ عقبہ'' کو پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی ''تلبیہ'' پڑھنا بند کر دیں۔

۱۱ ''رمی'' کرتے ہوئے ہر کنکری مارتے وقت تکبیر پڑھیں۔

۱۲ اس ''رمی'' کے بعد دعا نہیں کرنی۔

۱۳ اس ''رمی'' کا ''مسنون وقت'' سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک ہے اور زوال سے غروب تک ''وقت مباح'' ہے اور غروب شمس سے اگلے دن کی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک ''وقت مکروہ'' ہے۔ البتہ بوڑھے، بیمار اور خواتین اس وقت میں ''رمی'' کر سکتے ہیں، ان کے لیے یہ وقت مکروہ نہیں۔

۱۴ جو لوگ خود ''رمی'' کر سکتے ہوں ان کی طرف سے کسی اور کا ''رمی'' کرنا درست نہیں۔ اس طرح کرنے سے ترک ''رمی'' کا گناہ بھی ہوتا ہے اور دم بھی واجب ہوتا ہے۔

۱۵ اگر کسی نے صبح صادق تک بھی ''رمی'' نہیں کی تو اب ''رمی'' قضاء ہو گئی۔ ۱۱ ذوالحجہ کو اس ''رمی'' کی قضاء بھی کرنی ہوگی اور دم بھی دینا پڑے گا۔

قربانی

۱۶ ’’جمرۂ عقبہ‘‘ کی ’’رمی‘‘ سے فارغ ہوکر بطورِ شکر یہ حج کی قربانی کریں۔

۱۷ یہ قربانی ’’حجِ افراد‘‘ کرنے والے کے لیے مستحب اور ’’حجِ قران‘‘ و ’’حجِ تمتع‘‘ کرنے والوں پر واجب ہے۔

۱۸ اس قربانی کا حدودِ حرم کے اندر ہونا واجب ہے اور ’’منیٰ‘‘ میں ہونا افضل ہے۔

۱۹ اگر کوئی ’’قارن‘‘ یا ’’متمتع‘‘ قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو پھر اس پر قربانی کے بدلے دس روزے رکھنا واجب ہے، اس شرط پر کہ ان میں سے تین روزے دس ذوالحجہ سے پہلے اور احرام عمرہ کے بعد حج کے مہینوں (یعنی شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ) میں رکھے جائیں اور باقی سات روزے ایامِ تشریق کے بعد، خواہ ’’مکہ مکرمہ‘‘ میں خواہ کسی اور جگہ، لیکن گھر آکر رکھنا افضل ہے۔ اگر دس ذوالحجہ سے پہلے پہلے تین روزے نہ رکھے تو پھر قربانی ہی کرنی پڑے گی۔ اگر اس وقت قربانی کا بندوبست نہ ہو سکے تو فی الحال ’’حلق‘‘ یا ’’قصر‘‘ کرا کر ’’احرام‘‘ سے نکل جائے اور بعد میں جب بندوبست ہو جائے تو ایک قربانی ’’قران‘‘ یا ’’تمتع‘‘ کی اور ایک دم ذبح سے پہلے حلال ہونے کی وجہ سے دے دے، یعنی دو قربانیاں دینا ہوں گی۔

۲۰ ’’قران‘‘ اور ’’تمتع‘‘ کی قربانی دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کے تین دنوں میں سے کسی دن میں کرنا لازم ہے۔ بارہ ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے قربانی کر دی جائے۔

۲۱ قربانی کر لینے سے پہلے ’’قارن‘‘ اور ’’متمتع‘‘ کے لیے ’’حلق‘‘ یا ’’قصر‘‘ کرانا جائز نہیں۔ اگر کرا لیا تو دم واجب ہوگا، جو کہ ’’حج‘‘ کی قربانی کے علاوہ ہوگا۔

۲۲ ’’حجِ قران‘‘ اور ’’حجِ تمتع‘‘ کرنے والے پر ’’رمی‘‘ اور ’’قربانی‘‘ حلق یا قصر سے پہلے کرنا واجب ہے۔

۲۳ ''حج افراد'' کرنے والا اگر قربانی سے پہلے حلق یا قصر کرا لے تو اس پر دم واجب نہیں۔ البتہ اس کے لیے ''رمی'' قربانی سے پہلے کرنا اور ''قربانی'' حلق یا قصر سے پہلے کرنا مستحب ہے، اور ''رمی'' حلق یا قصر سے پہلے واجب ہے۔

۲۴ یہ تفصیل اس قربانی کی ہے جو ''شکریۂ حج'' کے طور پر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ عید الاضحیٰ کی وہ قربانی جو صاحب نصاب پر ہر سال واجب ہوتی ہے، حاجی کے لیے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو حاجی مکہ مکرمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ مقیم رہ کر ''منیٰ'' اور ''عرفات'' گیا ہے اس پر تو وہ قربانی واجب ہے اور جو پندرہ دن ''مکہ مکرمہ'' میں مقیم رہے بغیر ''منیٰ'' چلا گیا اس پر یہ قربانی واجب نہیں۔ اور اس قربانی کا حرم میں ہونا بھی ضروری نہیں، بلکہ اپنے وطن یا حرم سے باہر کہیں بھی کی جاسکتی ہے۔

۲۵ پھر ''حلق'' کرالیں۔

حلق یا قصر

۲۶ ''حلق'' سر منڈانے کو اور ''قصر'' بال کٹانے کو کہتے ہیں۔

۲۷ احرام عمرہ کا ہو یا حج کا یا دونوں کا ایک ساتھ، ہر صورت میں احرام سے نکلنے کے لیے حلق اور قصر ہی متعین ہے، حلق یا قصر کیے بغیر احرام سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں اور جب تک احرام باقی ہو ممنوعات احرام میں سے کسی بھی چیز کے ارتکاب سے جزاء واجب ہوگی۔

۲۸ عمرہ کرنے والا شخص سعی سے فارغ ہونے کے بعد حلق یا قصر کرائے...... اور حج کرنے والا دس ذوالحجہ کو ''منیٰ'' میں رمی اور قربانی کے بعد حلق یا قصر کرائے، خواہ ''حج افراد'' ہو یا ''تمتع'' یا ''قران''...... ۱۲ ذوالحجہ کے سورج غروب ہونے تک ''حلق'' یا ''قصر'' کو مؤخر کرنا جائز ہے...... لیکن اس سے آگے لے جانا جائز نہیں...... اگر

۱۲/ذوالحجہ کے غروب آفتاب کے بعد ’’حلق‘‘ یا ’’قصر‘‘ کرایا تو دم واجب ہوگا۔

حلق یا قصر کا طریقہ

۲۹ قبلہ رخ بیٹھ کر سر کے بال منڈوائے یا کٹوائے۔

۳۰ اپنی دائیں جانب سے سر منڈوانا یا کتروانا شروع کرے۔

۳۱ کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر چوتھائی سر کے بال کاٹ دینا احرام سے نکلنے کے لیے واجب ہے، اس سے کم مونڈنے یا کاٹنے سے احرام سے نہیں نکلے گا، عمرہ والا ہو یا حج والا سب کا یہی حکم ہے۔

۳۲ پورے سر کے بال منڈوا دینا افضل ہے۔

۳۳ عورت کا سر منڈوانا حرام ہے، اس لیے وہ ایک پورے کے برابر پورے سر کے بال کٹوا کر احرام سے نکلے گی۔

۳۴ حلق یا قصر کراتے وقت بھی تکبیر کہنی چاہیے اور کرا لینے کے بعد بھی۔

۳۵ حلق یا قصر کا حرم ہی میں ہونا واجب ہے، اگر حرم سے باہر حلق یا قصر کیا تو دم واجب ہوگا۔

۳۶ ’’حلق‘‘ و ’’قصر‘‘ کے بعد حاجی کے لیے احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں، یعنی خوشبو لگانا، ناخن کاٹنا، سلے ہوئے کپڑے پہننا وغیرہ......البتہ میاں بیوی والے خاص تعلقات حلال نہیں ہوتے، وہ ’’طواف زیارت‘‘ کے بعد حلال ہوتے ہیں۔

طوافِ زیارت

۳۷ ’’منیٰ‘‘ میں ’’رمی‘‘ اور ’’ذبح‘‘ اور ’’حلق‘‘ یا ’’قصر‘‘ کرانے کے بعد ’’مکہ معظّمہ‘‘ جا کر طواف کرے۔ یہ طواف حج کے فرائض میں سے ہے۔ اسے ’’طواف رکن‘‘ اور ’’طواف افاضہ‘‘ اور ’’طواف زیارت‘‘ کہتے ہیں۔

۳۸ اس طواف کا اول وقت ۱۰ ذوالحجہ کی صبح صادق طلوع ہوتے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ اس سے پہلے جائز نہیں ہے۔ اور طواف زیارت دس، گیارہ، بارہ تینوں دنوں میں ہو سکتا ہے۔ البتہ دس ذوالحجہ کو اداء کر لینا افضل ہے۔

۳۹ ۱۲/ذوالحجہ کے غروب آفتاب کے بعد طواف زیارت کیا تو طواف تو ہوجائے گا لیکن ایک دم واجب ہوگا۔

۴۰ طواف زیارت کرنے کے بعد میاں بیوی والے تعلقات حلال ہوجائیں گے۔

۴۱ اگر کسی نے ''طواف قدوم'' کے ساتھ حج کی سعی کر لی تھی تو اب ''طواف زیارت'' میں ''رمل'' نہ کرے۔ اور اگر اس وقت ''سعی'' نہیں کی تھی تو اب ''طواف زیارت'' کے بعد ''سعی'' کرلے اور ''طواف زیارت'' کے شروع کے تین چکروں میں ''رمل'' بھی کرے۔

۴۲ اگر حاجی نے ابھی تک ''حلق'' یا ''قصر'' کرا کر سلے ہوئے کپڑے نہیں پہنے تو طواف زیارت میں ''اضطباع'' بھی کرے اور اگر ''حلق'' یا ''قصر'' کرا کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیے ہیں تو پھر بغیر ''اضطباع'' کے ہی ''طواف زیارت'' کرے۔

۴۳ اگر دس ذوالحجہ کو ''طواف زیارت'' نہ کر سکے تو پھر گیارہ یا بارہ ذوالحجہ کو رات یا دن میں کسی بھی وقت ''طواف زیارت'' کرلے۔

مِنیٰ واپسی

۴۴ ''طواف زیارت'' کے بعد ''منیٰ'' واپس آجائے۔ اور گیارہ، بارہ ذوالحجہ کی رات ''منیٰ'' میں گزارے۔

۱۱ ذِی الحجّۃ

۱ آج کے دن تینوں ''جمرات'' کی ''رمی'' کرنی ہے۔

۲ آج کی ''رمی'' کا مستحب وقت زوال کے بعد سے شروع ہوکر غروب آفتاب تک

ہے، غروب کے بعد مکروہ ہے، مگر بارہویں تاریخ کی صبح طلوع ہونے سے پہلے پہلے رمی کرلی جائے تو اداء ہوجاتی ہے، دم لازم نہیں ہوتا۔

۳ اگر بارہ ذوالحجہ کی صبح طلوع ہوگئی تو اب گیارہ ذوالحجہ کی ''رمی'' کا وقت فوت ہو گیا، اس کی قضاء اور جزاء دونوں لازم ہوں گی۔ یعنی بارہویں تاریخ کو بارہ کی ''رمی'' بھی کرے گا اور گیارہ کی فوت شدہ ''رمی'' کی قضاء بھی کرنی ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا۔

رَمی کا طریقہ

آج کے دن کی ''رمی'' کا طریقہ یہ ہے:

الف جمرۂ اولیٰ (چھوٹے شیطان) پر سات کنکریاں اسی طرح ماریں، جس طرح دس تاریخ کو ''جمرہ عقبہ'' کو ماری تھیں۔

ب اس کی ''رمی'' سے فارغ ہونے کے بعد مجمع سے ہٹ کر، قبلہ رخ ہوکر، ہاتھ اٹھا کر دعاء کریں۔ کم سے کم اتنی دیر ٹھہریں جتنی دیر میں بیس آیات پڑھی جاسکیں۔ اور اس وقفے میں تکبیر، تہلیل، استغفار اور درود شریف میں مشغول رہیں اور دلجمعی سے دعاء کریں، یہ بھی قبولیت دعاء کا مقام ہے۔

ج اس کے بعد ''جمرۂ وسطیٰ'' (درمیانی شیطان) پر آئیں اور ویسے ہی سات کنکریاں ماریں جیسے پہلے مار چکے ہیں۔

د پھر اوپر مذکور طریقے کے مطابق دعاء واستغفار وغیرہ میں کچھ دیر مشغول رہیں۔

ر پھر ''جمرۂ عقبہ'' (بڑے شیطان) پر آئیں اور اسے بھی حسب سابق سات کنکریاں ماریں۔ اور اس کے بعد دعاء کے لیے نہ ٹھہریں، کیونکہ اس کے بعد دعاء کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ وہاں سے واپس ہوکر چلتے ہوئے دعاء مانگ لیں۔

۴ اپنے خیمہ میں واپس آجائیں۔آج کے دن بس اتنا ہی کام تھا۔بقیہ وقت تلاوت، ذکراللہ اوردعاؤں میں مشغول رہیں،غفلت اورفضول کاموں میں وقت ضائع نہ کریں۔کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کے لیے ''مکہ مکرمہ'' جاسکتے ہیں لیکن رات ''منیٰ'' میں ہی گزارنی ہے۔

۱۲ ذی الحجۃ

۱ آج کا کام ''تینوں جمرات'' کی ''رمی'' کرنا ہے۔زوال کے بعد ''تینوں جمرات'' کی ''رمی'' اسی ترتیب کے مطابق کریں،جس ترتیب سے گیارہویں تاریخ کی ''رمی'' کی تھی۔

۲ بارہویں تاریخ کی ''رمی'' کا مسنون وقت زوال سے غروب تک ہے،اورغروب سے لے کر صبح صادق تک وقت مکروہ ہے،مگرعورتوں اورضعیفوں کے لیے مکروہ نہیں ہے۔

۱۳ ذی الحجۃ

۱ ۱۲ ذوالحجہ کی ''رمی'' کرنے کے بعد اب ۱۳ ذوالحجہ کی ''رمی'' کے لیے ''منیٰ'' میں مزید قیام کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔اگر چاہیں تو ۱۲ تاریخ کی ''رمی'' کرنے کے بعد مکہ مکرمہ چلے جائیں،بشرطیکہ غروب آفتاب سے پہلے ''منیٰ'' سے نکل جائیں۔اگر غروب آفتاب ہوگیا تو اب ''منیٰ'' سے نکلنا مکروہ ہے۔اب ''منیٰ'' میں قیام کرنا چاہیے اور ۱۳ تاریخ کی ''رمی'' کرکے ''مکہ مکرمہ'' جانا چاہیے۔اوراگر ''منیٰ'' میں ۱۳ تاریخ کی صبح صادق ہوگئی تو اب ۱۳ تاریخ کی ''رمی'' بھی واجب ہوگئی۔''رمی'' کیے بغیر جانا جائزنہیں ہے،اگررمی کیے بغیر چلے گئے تو دم واجب ہوگا۔

۲ افضل یہی ہے کہ ۱۳ تاریخ کی ''رمی'' کرنے کے بعد ''مکہ مکرمہ'' جائیں۔

۳ اس دن کی ''رمی'' کا طریقہ وہی ہے جو گیارہ اور بارہ تاریخ کی ''رمی'' کا ہے۔

۴ اس ''رمی'' کا وقت زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔آنے والی رات اس دن کے تابع نہیں ہے، اس لیے اس دن کی ''رمی'' صرف غروب سے پہلے پہلے ہوسکتی ہے۔رات میں نہیں ہوسکتی۔اگر غروب آفتاب تک ''رمی'' نہ کی تو ''رمی'' کا وقت ختم ہوگیا۔اگر اس دن کی ''رمی'' واجب ہو چکی تھی اور غروب آفتاب تک نہ کی تو اس کے ترک کرنے سے ایک دم واجب ہوگا۔

۵ اگر کسی نے ۱۳ تاریخ کی ''رمی'' زوال سے پہلے کرلی تو کراہت کے ساتھ ''رمی'' اداء ہوجائے گی، لیکن دم واجب نہیں ہوگا۔

طوافِ وداع

۱ ''میقات'' سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ وطن واپسی کے وقت یا ''مدینہ منورہ'' روانگی سے پہلے ''الوداعی طواف'' کریں، اسے ''طواف وداع'' اور ''طواف صدر'' کہا جاتا ہے۔اور یہ حج کا آخری واجب ہے۔اور اس میں حج کی تینوں قسمیں برابر ہیں۔یعنی ہر قسم کا حج کرنے والے پر یہ طواف واجب ہے۔

۲ یہ طواف اہل حرم اور حدود میقات کے اندر رہنے والوں پر واجب نہیں۔

۳ اگر حج کے تمام ارکان وواجبات اداء کرنے اور ''طواف زیارت'' کرلینے کے بعد عورت کی ناپاکی کے ایام شروع ہوجائیں اور پاکی سے پہلے پہلے روانگی کا وقت آگیا تو ''طواف وداع'' اس کے ذمے واجب نہیں ہے۔وہ طواف وداع کے بغیر جاسکتی ہے۔

۴ ''طواف وداع'' کے لیے نیت بھی ضروری نہیں۔

۵ اگر ''طواف زیارت'' کے بعد کوئی نفلی طواف کرلیا جائے تو وہ بھی ''طواف وداع'' کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔اور ''طواف وداع'' اداء ہوجاتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ مستقل نیت سے عین واپسی کے وقت ''طواف وداع'' کیا جائے۔

۶ اگر ''طواف وداع'' کر لینے کے بعد کسی ضرورت سے ''مکہ مکرمہ'' رکنا پڑ جائے تو پھر روانگی کے وقت دوبارہ ''طواف وداع'' کرنا مستحب ہے۔

واپسی

''طواف وداع'' سے فارغ ہو کر دو رکعت واجب الطواف اداء کریں، پھر قبلہ رخ ہو کر زمزم پئیں، پھر حرم سے رخصت ہوں، اس موقع کی کوئی خاص دعاء مسنون نہیں ہے، جو چاہیں دعاء مانگیں، حج کی سعادت پر اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کریں اور واپسی پر حسرت اور افسوس کا اظہار کریں اور بار بار آنے کی دعاء کریں۔

حج مکمل ہو گیا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب: ۷

ادعیہ

حج وعمرہ کے مختلف مراحل کی دعائیں

”احرام“ کی دعاء

”احرام“ کی نیت کرنے سے پہلے حمد وثنا اور تسبیح وتکبیر کہنی چاہیے، پھر حج یا عمرہ یا دونوں جس کا ارادہ ہو اس کی نیت کر کے ”تلبیہ“ پڑھنا چاہیے۔ ”تلبیہ“ کے صحیح الفاظ یہ ہیں:

”لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔“

”میں حاضر ہوں یا اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک سب تعریف اور نعمت آپ ہی کے لیے ہے اور سارا جہان آپ کا ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔“

روایت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ”تلبیہ“ یہ تھا:

”لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔“[1]

---

[1] صحيح البخارى، رقم الحديث: ۱۵۴۹، ط: دارالكتب العلمية ۔ بيروت

’’مکہ مکرمہ‘‘ میں داخل ہوتے وقت کی دعاء

’’مکہ مکرمہ‘‘ میں داخل ہوتے وقت یہ دعاء پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ الْبَلَدُ بَلَدُكَ وَالْبَيْتُ بَيْتُكَ جِئْتُ أَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَأَؤُمُّ طَاعَتَكَ مُتَّبِعًا لِأَمْرِكَ رَاضِيًا بِقَدَرِكَ مُبَلِّغًا لِأَمْرِكَ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمُضْطَرِّ إِلَيْكَ الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِكَ أَنْ تَسْتَقْبِلَنِي وَ أَنْ تَتَجَاوَزَ عَنِّي بِرَحْمَتِكَ وَأَنْ تُدْخِلَنِي جَنَّتَكَ۔

’’یا اللہ! یہ شہر آپ کا شہر ہے اور یہ گھر آپ کا گھر ہے، میں آیا ہوں تاکہ آپ کی رحمت مانگوں، اور آپ کی عبادت کا قصد کروں، آپ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے، آپ کی تقدیر پر راضی رہتے ہوئے (اور) آپ کے حکم کی تبلیغ کرتے ہوئے۔ میں آپ سے ویسے ہی سوال کرتا ہوں جیسے وہ شخص سوال کرتا ہے جو آپ کی طرف محتاج و مجبور ہو، آپ کے عذاب سے ڈرتا ہو کہ آپ مجھے قبول فرمالیجیے اور اپنی رحمت کے صدقے مجھ سے درگذر فرمایئے اور مجھے اپنی جنت میں داخل فرمادیجیے۔‘‘

روایت

رَوَاهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ دُخُولٍ:

اَللّٰهُمَّ الْبَلَدُ بَلَدُكَ وَالْبَيْتُ بَيْتُكَ جِئْتُ أَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَأَؤُمُّ طَاعَتَكَ مُتَّبِعًا لِأَمْرِكَ رَاضِيًا بِقَدَرِكَ مُبَلِّغًا لِأَمْرِكَ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ

الْمُضْطَرِّ إِلَيْكَ الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِكَ أَنْ تَسْتَقْبِلَنِيْ وَأَنْ تَتَجَاوَزَ عَنِّيْ بِرَحْمَتِكَ وَأَنْ تُدْخِلَنِيْ جَنَّتَكَ۔[1]

خلاصہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''مکہ مکرمہ'' داخل ہوتے وقت یہ دعاء فرمائی۔

[1] المجموع شرح المهذب۔ج:۸، ص:۷، ط:دار الفكر

”بیت اللہ“ کو دیکھنے کی دعائیں

- جب بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑے تو یہ دعاء پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّبِرًّا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَعَظَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّبِرًّا وَّمَهَابَةً۔

”یا اللہ! اپنے اس گھر کی شرافت، عظمت، بزرگی، بھلائی اور ہیبت کو بڑھا دیجیے! اور جو اس کی عزت واحترام کرنے والا ہو خواہ حاجی ہو یا عمرہ کرنے والا اس کی بھی عظمت، شرافت، بھلائی اور ہیبت کو زیادہ فرمادیں۔“

- اور یہ دعاء بھی منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ، وَ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى أَعْلَمَ أَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ۔

”یا اللہ! آپ میری ظاہری اور باطنی سب حالتوں سے واقف ہیں، آپ میری معذرت کو قبول فرما لیجیے! اور آپ میری حاجت کو جانتے ہیں پس میری حاجت کو پورا فرما دیجیے! اور جو کچھ میرے دل میں ہے آپ اسے بھی جانتے ہیں پس میری مغفرت فرما دیجیے!۔ یا اللہ! میں آپ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل میں رچ جائے اور سچے یقین کا سوال کرتا ہوں یہاں تک کہ مجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ جو کچھ آپ نے میرے لیے لکھ دیا ہے مجھے صرف وہی پہنچ سکتا ہے اور جو

کچھ آپ نے میرے لیے مقدر فرما دیا ہے اس پر راضی رہوں۔"

روایت

❶ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ:
اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّبِرًّا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَعَظَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّبِرًّا وَّمَهَابَةً۔[1]

خلاصہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف کو دیکھ کر یہ دعاء پڑھتے تھے۔

❷ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا أَهْبَطَ اللهُ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ قَامَ وِجَاهَ الْكَعْبَةِ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَأَلْهَمَهُ اللهُ هٰذَا الدُّعَاءَ:
اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ، وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى أَعْلَمَ أَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ۔
فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: يَا آدَمُ! إِنِّيْ قَدْ قَبِلْتُ تَوْبَتَكَ وَغَفَرْتُ لَكَ ذَنْبَكَ، وَلَنْ يَّدْعُوَنِيْ أَحَدٌ بِهٰذَا الدُّعَاءِ إِلَّا غَفَرْتُ لَهٗ ذَنْبَهٗ وَ كَفَيْتُهُ الْمُهِمَّ مِنْ أَمْرِهٖ وَزَجَرْتُ عَنْهُ الشَّيْطَانَ وَاتَّجَرْتُ لَهٗ مِنْ وَّرَاءِ كُلِّ تَاجِرٍ وَأَقْبَلَتْ إِلَيْهِ الدُّنْيَا رَاغِمَةً وَإِنْ لَمْ يُرِدْهَا۔[2]

خلاصہ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ دعاء الہام فرمائی اور انھوں نے کعبہ شریف میں حاضر ہو کر یہ دعاء مانگی تو ان کی توبہ قبول ہوئی...... اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ الخ

---

[1] الدعاء للطبراني، رقم الحديث: ٨٥٤، ط: دارالكتب العلمية ـ بيروت
[2] المعجم الأوسط، رقم الحديث: ٥٩٧٤، ط: دارالحرمين ، القاهرة

”دورانِ طواف“ کی دعائیں

❁ طواف کے دوران کثرت کے ساتھ یہ کلمات پڑھیں:

”سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔“

”اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کوئی بچاؤ اور طاقت نہیں۔“

❁ اور یہ دعاء بھی پڑھنی چاہیے:

”اَللّٰهُمَّ اَلْبَيْتُ بَيْتُكَ وَنَحْنُ عَبِيْدُكَ وَنَوَاصِيْنَا بِيَدِكَ وَتَقَلُّبُنَا فِي قَبْضَتِكَ فَإِنْ تُعَذِّبْنَا فَبِذُنُوْبِنَا وَإِنْ تَغْفِرْلَنَا فَبِرَحْمَتِكَ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! فَرَضْتَ حَجَّهُ لِمَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا. فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا جَعَلْتَ لَنَا مِنَ السَّبِيْلِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ثَوَابَ الشَّاكِرِيْنَ۔“

”یا اللہ! یہ گھر آپ کا گھر ہے اور ہم آپ کے غلام ہیں، ہماری پیشانیاں آپ کے دست قدرت میں ہیں اور ہمارا آنا جانا آپ کے قبضہ قدرت میں ہے، اگر آپ ہمیں عذاب دیں تو یہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہے اور اگر آپ ہمیں معاف فرما دیں تو یہ آپ کی رحمت ہوگی اے ارحم الراحمین! آپ نے بیت اللہ کا حج فرض فرمایا ہر اس شخص پر جو اس کے راستے کی قدرت رکھتا ہو، پس آپ ہی کے لیے ساری تعریفیں اس نعمت پر کہ آپ نے ہمارے لیے راستہ بنایا، یا اللہ! ہمیں شکر گذاروں والا ثواب عطاء فرما دیجیے۔“

روایت

۱ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِي سَوِيَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ هِشَامٍ يَسْأَلُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وُكِّلَ بِهِ سَبْعُونَ مَلَكًا، فَمَنْ قَالَ: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' قَالُوْا: آمِيْنَ! فَلَمَّا بَلَغَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ، قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! مَا بَلَغَكَ فِي هٰذَا الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ؟ فَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ فَاوَضَهُ فَإِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ، قَالَ لَهُ ابْنُ هِشَامٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فَالطَّوَافُ؟ قَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ، إِلَّا بِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشَرَةُ دَرَجَاتٍ وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ، خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ۔[1]

حضرت حمید بن ابوسویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں نے ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے ''رکن یمانی'' کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا، اس وقت حضرت عطاء بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا: ''مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رکن یمانی'' پر ستر فرشتے مقرر ہیں، جو شخص بھی (اس کے پاس یہ دعاء) مانگتا ہے:

---

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۹۵۷، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔''

تو وہ فرشتے کہتے ہیں: ''آمین''۔ پھر جب حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ ''رکن حجر اسود'' پر پہنچے تو ابن ہشام نے کہا: ''اے ابو محمد! (یہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے) آپ کو اس ''رکن حجر اسود'' کے بارے میں کیا حدیث پہنچی ہے؟'' حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ ارشاد سنا: ''جو شخص ''حجر اسود'' کے سامنے آ گیا، گویا وہ رحمٰن کے ہاتھ کے سامنے آ گیا۔'' ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اے ابو محمد! اور طواف۔'' حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے اور (اس دوران):

''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔''

کے سوا اور کچھ نہ بولے تو اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جو شخص طواف کرتے ہوئے بات چیت کرے تو وہ صرف اپنے پاؤں کے ساتھ رحمت میں ایسے داخل ہوا جیسے کوئی پانی میں صرف اپنے پاؤں داخل کرے۔''

۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا طَافَ بِالْبَيْتِ: ''اَللّٰھُمَّ اَلْبَيْتُ بَيْتُكَ وَنَحْنُ عَبِيْدُكَ وَنَوَاصِيْنَا بِيَدِكَ وَتَقَلُّبُنَا فِيْ قَبْضَتِكَ فَإِنْ تُعَذِّبْنَا فَبِذُنُوْبِنَا وَإِنْ تَغْفِرْ لَنَا فَبِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! فَرَضْتَ حَجَّهُ لِمَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا جَعَلْتَ لَنَا مِنَ السَّبِيْلِ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ثَوَابَ الشَّاكِرِيْنَ''[1]

خلاصہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طواف کے دوران یہ دُعا بھی پڑھا کرتے تھے۔

---

[1] مسند الفردوس للديلمي، رقم الحديث: ۵۹۲، ط: دارالكتب المصرية

''رُکنِ یمانی'' کی دعاء

طواف کرتے ہوئے جب ''رکن یمانی'' کے پاس پہنچیں تو اس وقت یہ دعاء پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِيْ الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

''یا اللہ! میں آپ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطاء فرمائیے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لیجیے۔''

روایت

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِيْ سَوِيَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ هِشَامٍ، يَسْأَلُ عَطَاءَ بْنَ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَ هُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْهُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وُكِّلَ بِهٖ سَبْعُوْنَ مَلَكًا، فَمَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ، قَالُوْا: آمِينَ...الخ۔[1]

---

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۹۵۷، ط: دارالكتب العلمية۔ بيروت

"رُکنِ یمانی" اور "رُکنِ حجرِ اسود" کے درمیان کی دعائیں

"رکن یمانی" اور "رکن حجر اسود" کے درمیان یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے۔اس کی بہت فضیلت ہے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطاء فرمایئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لیجیے!۔"

اور یہ دعاء پڑھنا بھی منقول ہے:

رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ، وَاخْلُفْ عَلَى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّي بِخَيْرٍ۔

"اے میرے پروردگار! جو کچھ آپ نے مجھے عنایت فرمایا ہے مجھے اس پر قناعت عطاء فرما دیجیے اور میرے لیے اس میں برکت ڈال دیجیے اور میری جو چیزیں میرے سامنے نہیں ہیں میری غیر موجودگی میں ان کی حفاظت فرمایئے!۔"

روایات

1. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔[1]

---

[1] سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ١٨٩٢، ط: دارالكتب العلمية ـ بيروت

خُلاصَہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکن یمانی اور رکن حجر اسود کے درمیان یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔

۲ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ:

اِحْفَظُوا هٰذَا الْحَدِيْثَ وَكَانَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ يَدْعُو بِهِ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ، وَاخْلُفْ عَلَى كُلِّ غَائِبَةٍ لِي بِخَيْرٍ"[1]

خُلاصَہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکن یمانی اور رکن حجر اَسود کے درمیان یہ دُعاء بھی پڑھا کرتے تھے۔

---

[1] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ٢٧٢٨، ط: المكتب الإسلامي

’’مقامِ ابراہیم‘‘ کی دعاء

طواف سے فارغ ہوکر دو رکعت واجب الطواف اداء کرنے کے لیے جب مقام ابراہیم کے پاس جائیں تو یہ آیت مبارکہ پڑھیں:

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾

’’اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو۔‘‘

روایت

ثُمَّ نَفَذَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام، فَقَرَأَ:

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ [1]

خلاصہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم کے پاس تشریف لے گئے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمارہے تھے۔

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۲۱۸، ط: دارالكتب العلمية، بيروت

”سعی“ کی دعائیں

❁ سعی شروع کرتے وقت یہ آیت مبارکہ اور دعاء پڑھنی چاہیے:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ، أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهٖ۔

”بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، میں اُسی سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا ہے (یعنی صفا سے)۔“

❁ ہر چکر میں صفا اور مروہ پر قبلہ رُخ کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں، تسبیح تہلیل پڑھیں اور دعاء پڑھیں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور لشکروں کو تنہا اس نے شکست دی۔“

❁ اور صفا مروہ کے درمیان چلتے ہوئے یہ دعاء پڑھیں (خصوصاً دوڑنے کی جگہ پر):

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ۔

”یا اللہ! معاف فرما دیجیے اور رحم فرمائیے، آپ بہت عزت و اکرام والے ہیں۔“

روایت

۱ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ: (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ) أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ، فَبَدَأَ بِالصَّفَا، فَرَقِيَ عَلَيْهِ، حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَوَحَّدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ، وَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ، قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔[1]

خُلاصہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف سے فارغ ہوکر جب سعی کے لیے تشریف لائے تو اولاً ''صفا'' پر آئے اور قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا: ہم ''سعی'' اسی پہاڑی سے شروع کریں گے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلے فرمایا ہے یعنی ''صفا'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا پر چڑھے اور بیت اللہ شریف کی طرف رخ فرما کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور تکبیر بیان فرمائی اور پھر یہ کلمات پڑھے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ الخ، پھر دعاء فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عمل تین بار فرمایا۔

۲ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا سَعٰى فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ قَالَ: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ''[2]

خُلاصہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا مروہ کی سعی فرماتے ہوئے یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٢١٨، دارالكتب العلمية، بيروت

[2] الدعاء للطبراني، رقم الحديث:٨٦٩، دارالكتب العلمية ـ بيروت

”عرفات“ جاتے وقت کی دعاء

”منیٰ“ سے ”عرفات“ جاتے ہوئے ”تکبیر“ یا ”تلبیہ“ پڑھیں۔

روایت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ۔[1]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ”منیٰ“ سے ”عرفات“ کو روانہ ہوئے تو ہم میں سے کوئی تلبیہ پڑھ رہا تھا اور کوئی اللہ اکبر کہہ رہا تھا۔

[1] سنن أبی داؤد، رقم الحدیث: ۱۸۱۶، دارالکتب العلمیة۔ بیروت

"عرفات" کی دعائیں

- میدان عرفات میں یہ دعاء کثرت سے پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِیْ تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِمَّا نَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ وَإِلَیْكَ مَآبِیْ، وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِیْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَ شَتَاتِ الْأَمْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ۔

"یا اللہ! ساری تعریف آپ کے لیے ہے ویسی تعریف جیسی آپ نے فرمائی اور اس سے بہتر تعریف جو ہم کرتے ہیں، یا اللہ! میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت آپ کے لیے ہے اور آپ کے ہاں میرا ٹھکانہ ہے اور میری ساری مدح آپ کے لیے ہے، یا اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، دل کے وسوسہ سے اور معاملات کے بکھرنے سے، یا اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ان چیزوں کے شر سے جو ہوا لے کر آتی ہے۔"

- اور یہ دعاء پڑھنا بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَرٰی مَكَانِیْ وَتَسْمَعُ كَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ، لَا یَخْفٰی عَلَیْكَ شَیْءٌ مِنْ أَمْرِیْ وَأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِیْنِ وَأَبْتَهِلُ إِلَیْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَأَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَذَلَّ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ أَنْفُهٗ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ

بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَ كُنْ بِيْ رَؤُوْفًا رَّحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ!۔

"یا اللہ! بے شک آپ میری جگہ دیکھ رہے ہیں اور میری بات سن رہے ہیں اور آپ میرا ظاہر اور باطن سب جانتے ہیں، میرے امور میں سے آپ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور میں مصیبت زدہ ہوں، محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ کا طلب گار ہوں، خوف زدہ ہوں، گناہوں کا اقراری اور معترف ہوں، آپ سے سوال کرتا ہوں مسکین کی طرح اور آپ کے سامنے گڑگڑاتا ہوں گنہگار ذلیل کی طرح اور میں آپ کو پکارتا ہوں جیسا کہ خوف زدہ، مصیبت زدہ پکارتا ہے، جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی ہوئی ہے اور جس کا جسم آپ کے لیے مسخر و مطیع ہے اور جس کی ناک آپ کے لیے خاک آلودہ ہے، اے میرے رب! مجھے اپنے سے مانگنے سے محروم نہ فرما اور میرے لیے بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہوجا، اے سب سے بہتر مطلوب اور سب سے بہتر عطاء فرمانے والے!۔"

- اور یہ دعاء بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ۔

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! میرے دل میں نور ڈال

دیجیے اور میرے کانوں میں نور ڈال دیجیے اور میری آنکھوں میں نور ڈال دیجیے۔ یا اللہ! میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے کاموں کو آسان فرما دیجیے اور میں دل کے وسوسوں سے اور کاموں کی بدنظمی سے اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس چیز کے شر سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں اور زمانے کی مصیبتوں کے شر سے۔''

روایات

❶ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي الْمَوْقِفِ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَ إِلَيْكَ مَآبِيْ، وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيحُ۔[1]

خلاصہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں یہ دعاء بکثرت پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ الخ۔

❷ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ مِمَّا دَعَا بِهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَشِيَّةَ عَرَفَةَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَرٰى مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ كَلَامِيْ وتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ، لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِيْ وَأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِيْ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَ أَبْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَ أَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ، وَذَلَّ جَسَدُهٗ، وَرَغِمَ أَنْفُهٗ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ

[1] سنن الترمذي۔ رقم الحديث: ۳۵۲۰، دارالكتب العلمية۔ بيروت

بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ بِيْ رَؤُوْفًا رَّحِيْمًا يَاخَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَاخَيْرَ الْمُعْطِيْنَ۔[1]

خلاصہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان میں یہ دعا بھی شامل ہے۔

۳ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَكْثَرُ دُعَائِيْ وَدُعَاءِ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ بِعَرَفَةَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ۔[2]

خلاصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عرفات کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے۔

---

[1] المعجم الصغير، رقم الحديث: ٦٩٦، المكتب الإسلامي، دار عمار، بيروت

[2] مصنّف ابن أبي شيبة، رقم الحديث: ٢٩٦٥٦، مكتبة الرشد، الرياض

"یوم النحر" کی دعاء

دس ذوالحجہ کو "منیٰ" میں اس دعاء کا بھی اہتمام کرنا چاہیے:

- يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ فَاكْفِنِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ.

"یا حی یا قیوم! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ کی رحمت کے سہارے میں فریاد کرتا ہوں کہ آپ میرے تمام احوال کی کفایت فرما دیجیے اور مجھے آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی میرے نفس کے حوالے نہ کیجیے۔"

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْقَرْنِ يَعْنِيْ قَرْنَ الثَّعَالِبِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ فَاكْفِنِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔[1]

خلاصہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ذوالحجہ کو "منیٰ" میں یہ دعاء فرمایا کرتے تھے۔

---

[1] الدعاء للطبراني، رقم الحديث: ۸۸۰، دارالكتب العلمية - بيروت

”زم زم“ پینے کی ماثور دعاء

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب آبِ زمزم پیتے تو یہ دعاء فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔

”یا اللہ! میں آپ سے نفع مند علم، کشادہ رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔“

روایت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ، فَإِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِي بِهِ شَفَاكَ اللهُ، وَإِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيْذًا عَاذَكَ اللهُ، وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِيَقْطَعَ ظَمَأَكَ قَطَعَهُ، قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”آبِ زمزم ہر اس مقصد (کی تکمیل) کے لیے کافی ہے جس کے لیے پیا جائے، (یعنی انسان جس مقصد کے لیے بھی زمزم پیئے اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتے ہیں) چنانچہ اگر آپ اسے حصولِ شفاء کے لیے پئیں تو اللہ تعالیٰ شفاء عطاء فرما دیں گے اور آپ کسی چیز سے حفاظت اور پناہ کے لیے زمزم پئیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو حفاظت اور پناہ عطاء فرما دیں گے اور اگر آپ پیاس مٹانے کے لیے پئیں گے تو اللہ تعالیٰ پیاس ختم فرما دیں گے۔“

راوی کہتے ہیں: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب زمزم پیتے تو یہ دعاء فرماتے:

اَللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔

---

[1] المستدرک للحاکم، رقم الحدیث: ۱۷۳۹، دارالکتب العلمیة - بیروت

سعی ابن عمر رضی اللہ عنہما

یعنی سعی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا طرزِ عمل اور دعائیں

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ حَتّٰى يَبْدُوَ لَهُ الْبَيْتُ وَكَانَ يُكَبِّرُ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' يَفْعَلُ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَذٰلِكَ إِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ تَكْبِيْرَةً وَسَبْعُ تَهْلِيْلَاتٍ، وَيَدْعُوْ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وَيَسْأَلُ اللهَ تَعَالٰى ثُمَّ يَهْبِطُ فَيَمْشِيْ حَتّٰى إِذَا جَاءَ بَطْنَ الْمَسِيْلِ سَعٰى حَتّٰى يَظْهَرَ مِنْهُ، ثُمَّ يَمْشِيْ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَرْقٰى فَيَصْنَعَ عَلَيْهَا مِثْلَ مَا صَنَعَ عَلَى الصَّفَا، يَصْنَعُ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ سَعْيِهِ، وَسَمِعْتُهُ يَدْعُوْ عَلَى الصَّفَا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَإِنِّيْ أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَّا تَنْزِعَهُ مِنِّيْ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَأَنَا مُسْلِمٌ[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ جب صفا، مروہ کی سعی فرماتے تو ابتداء صفا سے فرماتے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ صفا پر چڑھتے، جب بیت اللہ شریف نظر آتا تو تین بار ''اللہ اکبر'' کہتے اور پھر یہ کلمات پڑھتے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

---

[1] الموطا للإمام مالك، رقم الحديث: ٤٧٤، المكتبة العلمي

یہ کام آپ رضی اللہ عنہ سات بار کرتے، یوں اکیس بار تکبیر اور سات بار تہلیل (یعنی یہ مذکورہ بالا کلمات) ہو جاتی، اور اس دوران آپ (اللہ تعالیٰ سے) دعاء وسوال بھی فرماتے، پھر (صفا سے) اتر آتے اور (مروہ کی جانب) چل پڑتے یہاں تک کہ جب ''بطن مسیل'' (صفا مروہ کے درمیان وہ مقام جہاں دوڑنا ہوتا ہے) پہنچتے تو دوڑتے، جب (اس مقام سے) گذر جاتے تو پھر آہستہ چلتے یہاں تک کہ مروہ پہنچ جاتے، پھر مروہ پر چڑھتے اور وہی کام فرماتے جو صفا پر فرمائے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سات مرتبہ ایسا فرماتے (یعنی سعی کے سات چکروں میں سے ہر چکر میں ایسے فرماتے) یہاں تک کہ سعی سے فارغ ہو جاتے راوی فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صفا پر یہ دعاء فرماتے ہوئے بھی سنا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ: ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَإِنِّيْ أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَّا تَنْزِعَهُ مِنِّيْ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَأَنَا مُسْلِمٌ۔

''یا اللہ! بے شک آپ نے فرمایا ہے ''مجھے پکارو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا'' اور بے شک آپ وعدہ خلافی نہیں فرماتے، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ (یا اللہ!) جیسے آپ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اب اس کو مجھ سے نہ چھینئے گا یہاں تک کہ آپ مجھے اسلام کی حالت میں موت دے دیں۔''

وقوفِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما

یعنی ''وقوف عرفہ'' کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا طرزِ عمل اور دعائیں

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى الْعَصْرَ وَقَفَ بِعَرَفَةَ، فَجَعَلَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوْ قَالَ: يَمُدُّ، قَالَ: وَلَا أَدْرِي لَعَلَّهُ قَدْ قَالَ: دُونَ أُذُنَيْهِ وَجَعَلَ يَقُولُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي بِالْهُدٰى وَوَفِّقْنِي بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِي فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى ثُمَّ يَرُدُّ يَدَيْهِ، فَيَسْكُتُ كَقَدْرِ مَا كَانَ إِنْسَانٌ قَارِئًا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، ثُمَّ يَعُودُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَيَقُولُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔[1]

حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ عرفات میں عصر کی نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر وقوف میں مشغول ہو جاتے اور یہ کلمات اور دعاء پڑھتے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي بِالْهُدٰى وَوَفِّقْنِي بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِي فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى۔

''یا اللہ! مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور تقویٰ کے ذریعہ مجھے توفیق دے اور مجھے دنیا و آخرت میں بخش دے۔''

''اس کے بعد ہاتھ نیچے کر لیتے اور جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اتنی دیر خاموش رہ کر پھر ہاتھ اُٹھاتے اور اسی طرح دعاء فرماتے جس طرح اُوپر بیان ہوئی ہے۔''

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث: ١٦٧٠٦ ، مكتبة الرشد، الرياض

بسم اللہ الرحمن الرحیم



باب: ۸

چیدہ چیدہ مسائل



”تلبیہ“

(۱) ”احرام“ شروع کرتے وقت زبان سے ”تلبیہ“ کہنا شرط ہے، اگر صرف دل میں کہا تو ”احرام“ میں داخل نہ ہوگا۔

(۲) ”احرام“ باندھ لینے کے بعد ”تلبیہ“ کثرت سے پڑھنا مستحب ہے۔ خصوصاً ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتے وقت مثلاً صبح وشام، اٹھتے بیٹھتے، باہر جاتے وقت، اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سوکر اٹھتے وقت، سوار ہونے کے وقت، سواری سے اترتے وقت، بلندی پر چڑھتے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے، ان حالات میں زیادہ مستحب ومؤکد ہے۔

(۳) ”تلبیہ“ کے درمیان کلام نہ کیا جائے، جو شخص ”تلبیہ“ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(۴) اگر ”تلبیہ“ پڑھتے وقت کوئی سلام کرے تو ”تلبیہ“ کے درمیان جواب دینا جائز ہے، مگر ”تلبیہ“ مکمل کر کے جواب دینا بہتر ہے بشرطیکہ سلام کرنے والا چلا نہ جائے۔

(۵) فرض اور نفل نمازوں کے بعد بھی ”تلبیہ“ پڑھنا چاہیے۔

(۶) ”ایام تشریق“ میں نماز کے بعد پہلے ”تکبیر تشریق“ کہنی چاہیے اس کے بعد ”تلبیہ“، اگر ”تلبیہ“ پہلے پڑھ لیا تو ”تکبیر تشریق“ ساقط ہوجائے گی۔

(۷) اگر ”مسبوق“ نے امام کے ساتھ ”تلبیہ“ کہہ لیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

۸ ''تلبیہ'' کے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے۔

۹ جب کوئی عجیب چیز نظر آئے تو کہیں:

لَبَّیۡكَ اِنَّ الۡعَیۡشَ عَیۡشُ الۡاٰخِرَةِ۔

۱۰ مرد ''تلبیہ'' بلند آواز سے پڑھیں، مگر آواز بہت زیادہ بلند نہ ہو۔

۱۱ عورت کو بلند آواز سے ''تلبیہ'' پڑھنا منع ہے۔

۱۲ حج میں ''تلبیہ'' دسویں تاریخ کی رمی شروع کرنے کے وقت تک پڑھا جاتا ہے۔ ''جمرۂ عقبہ'' کی رمی شروع کرتے ہی ''تلبیہ'' بند کردیا جائے۔

۱۳ عمرہ میں ''تلبیہ'' طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے۔ طواف شروع کرتے ہی ''تلبیہ'' پڑھنا بند کردیا جائے۔

”طواف“
طریقہ اور اہم مسائل

- ”طواف“ بغیر نیت کے ادا نہیں ہوتا۔ طواف کی نیت دل سے کر لینا بھی کافی ہے اور زبان سے کہہ لینا بھی درست ہے۔
- جب ”طواف“ کرنے کا ارادہ ہو تو ”کعبہ شریف“ کے اس کونے کے قریب آجائیں جس میں ”حجر اسود“ لگا ہوا ہے۔ وہاں اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ آپ کا دایاں کندھا ”حجر اسود“ کے بائیں کنارے کے مقابل ہو اور پورا ”حجر اسود“ آپ کے دائیں طرف رہے۔ اس طرح کھڑے ہو کر دل میں ”طواف“ کی نیت کریں اور اگر زبان سے یہ الفاظ بھی کہہ لیں تو بہتر ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

”یا اللہ! میں آپ کے گھر کا طواف کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں، اس کو میرے لیے آسان فرما اور اس کو مجھ سے قبول فرما۔“

نیت کر کے اسی حالت میں اب ذرا دائیں طرف ہو جائیں تا کہ ”حجر اسود“ کے بالکل سامنے آجائیں۔ پھر جس طرح ”تکبیر تحریمہ“ کے وقت ہاتھ اُٹھاتے ہیں اسی طرح کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر یہ دعاء پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی

رَسُوْلِ اللہِ، اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَتَصْدِیْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔

’’اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ساری حمد صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے اور درود وسلام نازل ہو اللہ تعالیٰ کے رسول پر۔ یا اللہ! میں آپ پر ایمان رکھتے ہوئے اور آپ کی کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے (طواف کرتا ہوں)۔‘‘

اگر پوری دعاء نہ پڑھ سکیں تو ’’بِسْمِ اللہِ، اَللہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ‘‘ کہہ لیں۔ اور پھر ہاتھ نیچے کرلیں۔ اس کے بعد پورے ادب اور انکساری کے ساتھ ’’حجر اسود‘‘ کے پاس آئیں اور اس کو بوسہ دیں۔ اگر رش کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکیں تو دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ ’’حجر اسود‘‘ پر رکھ کر اسے چوم لیں اور اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تو کسی لکڑی وغیرہ سے ’’حجر اسود‘‘ کو چھو کر اس چیز کو بوسہ دے لیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ اس طرح اُٹھائیں کہ ہتھیلیاں ’’حجر اسود‘‘ کی طرف ہوں اور پشت چہرہ کی طرف اور پھر انہی ہاتھوں کو بوسہ دے لیں۔ یہ ہاتھ اٹھانا دوسری بار ہے (اس کو ’’استلام حجر اسود‘‘ کہتے ہیں اور پہلی بار ہاتھ اٹھانے کو ’’استقبال حجر اسود‘‘)۔ ’’استلام‘‘ کرنے کے بعد داہنے ہاتھ کی طرف آگے بڑھیں اور ’’کعبہ شریف‘‘ کو اپنی بائیں طرف رکھتے ہوئے چلنا شروع کر دیں اور ’’حطیم‘‘ کے باہر باہر چلیں۔ جب ’’رُکن یمانی‘‘ پر آئیں جو کہ ’’رُکن حجرِ اَسود‘‘ کے برابر والا کونہ ہے تو اس کو دونوں ہاتھ یا دایاں ہاتھ لگا کر آگے بڑھیں۔ اور ’’رُکن یمانی‘‘ اور ’’رُکن حجرِ اَسود‘‘ کے درمیان یہ دعاء پڑھتے رہیں:

’’رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ‘‘۔

جب حجر اسود پر پہنچیں تو ’’اَللہُ اَکْبَرُ‘‘ کہیں اور اسی طرح ’’استلام‘‘ کریں جس طرح بیان ہو چکا۔ یہ ایک چکر مکمل ہو گیا۔ اسی طرح سات چکر پورے کرنے ہیں۔

- ''حجر اسود'' کو بوسہ دینے کے لیے دھکم پیل کرنا اور دوسروں کو تکلیف دینا حرام ہے۔
- ''حجر اسود'' کو بوسہ دیتے وقت چاندی کے اس حلقہ کو ہاتھ نہ لگائیں جو اس کے چاروں طرف لگا ہوا ہے۔
- اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ بعض لوگ ''حجر اسود'' کو خوشبو لگا دیتے ہیں۔ اگر اسے خوشبو لگی ہوئی ہو تو حالت احرام میں اسے منہ یا ہاتھ لگا کر ''استلام'' نہ کریں۔
- ''طواف'' کے لیے کوئی ایسی دعاء مقرر نہیں ہے جس کا پڑھنا فرض یا واجب ہو اور اس کے بغیر طواف نہ ہوتا ہو۔ بلکہ طواف کے درمیان اگر کچھ نہ بھی پڑھیں تب بھی طواف ہو جاتا ہے۔ البتہ دوران طواف ذکر اور دعاء میں مشغول رہنا افضل ہے۔ جس دعاء میں دل لگے یا جس دعاء کی اپنے لیے ضرورت محسوس ہو، وہ خشوع و خضوع اور خلوص سے پڑھتے رہیں۔ کسی کتاب سے دیکھ کر دعاء پڑھنا بھی جائز ہے۔ عام طور پر کتابوں میں ساتوں چکروں کی الگ الگ دعائیں لکھی ہوتی ہیں، وہ دعائیں بھی اچھی ہیں۔ اگر انہیں پڑھنا چاہیں تو طواف کی سنت سمجھ کر نہ پڑھیں، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طواف میں ان سب دعاؤں کا پڑھنا منقول نہیں ہے۔ البتہ احادیث طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طواف کے دوران بعض دعاؤں کا پڑھنا یا پڑھنے کی ترغیب دینا ثابت ہے، (ان دعاؤں کو طواف میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ یہ دعائیں اس کتاب میں آپ کو مل جائیں گی)۔[۱]
- ''طواف'' سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نماز ''واجب الطواف'' پڑھیں۔ ان دو رکعتوں کا پڑھنا واجب ہے، اگر چہ نفلی طواف کیا ہو۔ اور ان کا ''مقامِ ابراہیم'' کے پیچھے اداء کرنا سنت ہے۔ ''مقامِ ابراہیم'' کے پیچھے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ''مقام ابراہیم''، نمازی اور ''بیت اللہ شریف'' کے درمیان آجائے۔ پہلی رکعت

---

[۱] دوران طواف کی دعاؤں کے لیے ملاحظہ کیجیے! ص: ۱۲۷

میں ﴿قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھنا مسنون ہے۔ مقام ابراہیم کی طرف جاتے ہوئے آیت مبارکہ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ پڑھیں۔ اگر ''مقام ابراہیم'' کے پیچھے نہ پڑھ سکیں تو پھر حرم میں جہاں چاہیں پڑھ لیں۔

- دو رکعت ''واجب الطواف'' پڑھنے کے لیے سب سے افضل جگہ ''مقام ابراہیم'' ہے، پھر ''حطیم'' کے اندر، پھر ''بیت اللہ'' کے قریب جہاں موقع مل جائے، اس کے بعد حرم میں، اگر حرم میں نہ پڑھی اور جدّہ پہنچ گئے یا وطن واپس چلے گئے تو جہاں یاد آجائے وہیں اداء کرلیں، اداء کیے بغیر یہ ذمہ سے ساقط نہ ہوں گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب: ۹

حضرت اُستاذ محترم مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد رشید حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

حج وعمرہ کا عجیب ذوق رکھتے تھے...... انہوں نے چوبیس سے زائد حج اور بے شمار عمرے اداء کیے...... وہ حرمین شریفین کی محبت میں فناء تھے...... انہوں نے حج کے موضوع پر ایک مفید کتاب بھی تصنیف فرمائی ...... یہ کتاب اب ''رفیق حج'' کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔

ملاحظہ فرمائیے اس کتاب سے چند اہم اور ضروری مسائل بنام

فوائدِ ادریسیہ

از

حضرت الاستاذ مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

حج کیسا ہونا چاہیے
اور
حج کس شان سے کیا جائے؟

پیغمبر اسلام فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاجی کے حلیہ اور حج کی شان سے اپنی اُمت کو آگاہ فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ: مَا يُوجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ: اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ، ثُمَّ قَالَ: فَمَا الْحَاجُّ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: الشَّعِثُ التَّفِلُ، وَقَامَ آخَرُ وَقَالَ: فَمَا الْحَجُّ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: الْعَجُّ وَالثَّجُّ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اور دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا چیز حج کو واجب کر دیتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''زادِراہ اور سواری''، پھر عرض کیا، حاجی کیسا ہونا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حاجی کے سر کے بال (راستہ کے گرد وغبار سے) گرد آلود ہوں اور وہ خود میلا کچیلا ہونا چاہیے''۔ ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: حج کی شان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''بلند آواز سے (دیوانہ وار) تلبیہ کہتے جانا اور (''منیٰ'' میں) قربانی کے جانور کا خون بہانا (ذبح کرنا)''۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس شان سے حج کیا ہے، اس کا حال سنیے!

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى رَحْلٍ رَثٍّ وَقَطِيفَةٍ

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٨٩٦، دارالكتب العلمية، بيروت

تُسَاوِیْ أَرْبَعَۃَ دَرَاهِمَ، أَوْلَا تُسَاوِیْ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ حَجَّۃً لَا رِیَاءَ فِیهَا وَلَا سُمْعَةَ۔ ؎۱

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسیدہ کاٹھی اور ایسے کمبل کے ساتھ سفر کیا ہے، جو چار درہم کا بھی تھا یا نہیں (مجھے تردد ہے)، پھر ارشاد فرمایا:

''یا اللہ! یہ حج ہے، جس میں نہ دکھاوا ہے، نہ شہرت طلبی''۔

حاصل یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ صرف احکم الحاکمین کے حکم کی تعمیل کی نیت سے، ''حج'' کرنے والے مسلمان کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ خستہ حال، پراگندہ بال، سراپا عجز و نیاز بن کر، میلے کچیلے بدن اور لباس (''احرام'' کی دو چادروں) میں اپنے آقا و مالک رب العالمین کے بلاوے پر، والہانہ و عاشقانہ انداز میں بآواز بلند'' حاضر ہوں، حاضر ہوں'' کا نعرہ لگاتا، اپنے گردو پیش کی تمام مخلوق، انسان وحیوان، حجر وشجر کو گواہ بناتا ہوا، اپنے آقا و مالک کے دربار میں حاضر ہو اور اپنی بندگی و بیچارگی کے اظہار کے لیے، اپنی شان وشوکت کے تمام سامان اور بیش قیمت ملبوسات کو بالائے طاق رکھ کر صرف معمولی سی دو چادروں میں ملبوس (گویا کفن بردوش) پیش ہو۔

یہ چادریں اگر میلی بھی ہو جائیں تو جب تک پاک رہیں نہ بدلے، گویا نظافت اور صفائی وستھرائی کے اہتمام کو بھی بندگی وغلامی کے اظہار کے منافی سمجھ کر خیر باد کہہ دے اور تہیہ کر لے کہ آقا کے دربار میں حاضری دینے اور رضاءِ الٰہی کا پروانہ اور اگلے پچھلے تمام گناہوں کی مغفرت کا انعامِ خسروانہ حاصل کر کے سرفراز ہونے کے بعد ہی، بطور شکرانہ یہ شان وشوکت کے سامان اور آرائش وزیبائش کے ملبوسات پہن کر سرخرو بنوں گا۔

؎۱ سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۸۹۰، دارالكتب العلمية، بيروت

درحقیقت ’’حج‘‘ اوراس کے متعلق تمام احکام وآداب اور ہدایات کی تفصیلات کی روح کا، بنظر غائر مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ’’حج‘‘ ایسی مقدس عبادت ہے،جس میں حاجی اول سے آخر تک عشق،سرمستی ، بندگی و نیازمندی کا اظہار کرتا ہے اورکوشش کرتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی عظمت وکبریائی کا اپنے مقدور کے مطابق قولاً وفعلاً اعتراف کرے، کہ یہی عبدیت کا تقاضا ہے۔

”حج مبرور“ کونسا حج ہے؟

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ﴾[1]

”حج“ کے مقرر ومعروف (چار) مہینے ہیں، پس ان میں جس نے اپنے اوپر ”حج“ فرض کرلیا (”احرام“ باندھ لیا) تو نہ کسی بھی قسم کی بے حیائی اور نہ کسی بھی طرح کی نافرمانی اور نہ کسی بھی صورت میں لڑائی جھگڑا (ہونا چاہیے) اور جو بھی نیک کام تم کروگے اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

اسی طرح اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ[2]

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ”حج“ کیا، چنانچہ نہ اس نے کسی بھی قسم کی بے حیائی اختیار کی اور نہ ہی کسی بھی نافرمانی کا ارتکاب کیا، تو وہ (”حج“ کرکے تمام گناہوں سے) ایسا پاک وصاف ہوکر واپس آئے گا، جیسا اس دن تھا، جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔“

---

[1] سورة البقرة: ۱۹۷

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث: ۱۵۲۱، دار الكتب العلمية، بيروت

قرآن کریم کی آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ ''حج'' میں تین چیزیں نہ ہونی چاہئیں، ہم ان کی الگ الگ تشریح کرتے ہیں:

رفث

بیوی کے ساتھ جماع یا بوس وکنار اور اس کے علاوہ بے حیائی کے کام یا باتیں کرنا، جو اگر ''احرام'' کی حالت نہ ہو تو اپنی بیوی کے ساتھ مباح اور جائز ہیں، مگر ''احرام'' کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ بھی ممنوع ہیں، باقی اجنبی عورتوں کے ساتھ تو ہر حالت میں ممنوع اور گناہ کبیرہ ہیں اور ''احرام'' کی حالت میں تو اور بھی سخت اور شدید گناہ کبیرہ ہوں گے۔

فسوق

ہر قسم کی قولاً یا فعلاً نافرمانی اور گناہ کا ارتکاب کرنا، خصوصاً وہ نافرمانیاں جو خاص طور پر ''احرام'' کی وجہ سے گناہ یا نافرمانیاں بن جاتی ہیں، اگر ''احرام'' کی حالت نہ ہو تو مباح اور جائز ہیں، جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو استعمال کرنا، خواہ بدن پر یا کپڑوں پر لگانا یا کھانے میں استعمال کرنا، کہ حالت ''احرام'' میں ممنوع ہے، ورنہ عام حالات میں جائز ہے بلکہ بعض حالات میں مسنون اور مستحسن ہے۔ اس کے برخلاف غیبت کرنا، تہمت لگانا، جھوٹ بولنا کہ ہر حالت میں حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اور حالت ''احرام'' میں تو سخت ترین کبیرہ گناہ ہیں۔

یاد رکھیے! جس طرح اچھے اور نیک کاموں کا ثواب حالت احرام میں بہت زیادہ اور دگنا تگنا ملتا ہے، اسی طرح برے کاموں اور گناہوں پر عذاب بھی بہت زیادہ سخت اور دوچند، سہ چند ہوتا ہے۔

جدال

کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا، برا بھلا کہنا، ہاتھا پائی، مار پیٹ کرنا ''احرام'' کی حالت میں قطعاً ممنوع ہے، ورنہ عام حالات میں پہل کرنے والے یا زیادتی کرنے والے کے جواب میں اور اپنے دفاع اور بچاؤ کے لیے جائز اور مباح ہے، لیکن حالت ''احرام'' میں بہر صورت ممنوع اور معصیت ہے۔

حالت احرام میں یہ بڑی ہی حوصلہ شکن اور صبر آزما پابندی ہے، اس لیے کہ سفر خواہ مختصر ہو یا طویل، ہوائی جہاز کا ہو یا بحری جہاز کا بہر حال ہم سفر ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، خوش اخلاق بھی، بداخلاق بھی، غیر مہذب بھی، معقول بھی، اس لیے اپنی یا دوسرے مسافر کی بدمزاجی کی وجہ سے اس قسم کے حالات وواقعات عموماً پیش آتے ہیں، جن میں تو تو، میں میں، بلکہ ہاتھا پائی تک نوبت آہی جاتی ہے، مگر حاجی کو حکم ہے کہ کچھ بھی ہو، کسی صورت میں بھی کسی کے ساتھ جھگڑا نہ کرے، اسے غصہ قطعاً نہ آئے، مشتعل ہرگز نہ ہو، بڑا ہی مشکل اور دشوار کام ہے، مگر اللہ تعالیٰ بڑے مہربان ہیں، بعد کے جملے سے اس مشکل کام کو آسان فرمادیا، ارشاد ہے:

﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾

”اور جو بھی تم کارِ خیر کروگے اللہ اس کو جانتا ہے۔“

مطلب یہ ہے کہ تم کسی کی طرف متوجہ ہی نہ ہو، اپنے کام میں لگے رہو، کسی بھی قولی یا فعلی عبادت میں مشغول رہو، ”نفلیں“ پڑھتے رہو، ”ذکر اللہ“ کرتے رہو، ”تلاوتِ کلام اللہ“ کرتے رہو، ”روزے“ رکھو، غرض! اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی طرف متوجہ ہی مت ہو، کہ کوئی کیا کررہا ہے، کیا کہہ رہا ہے، دیکھو ہی مت، دھیان ہی نہ دو، اپنے اللہ سے لو لگائے رہو، کہ اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تم یہ سفر کررہے ہو، اسی کی دربار میں جارہے ہو، اسی کے بلائے ہوئے مہمان ہو، اس کے ”احرام“ کا تقاضا ہے کہ اس کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہو۔

دیکھا آپ نے! یہ ہے ”حج مبرور“، جس کی جزاء جنت کے سوا کچھ ہو بھی نہیں سکتی اور حاجی تمام گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے، جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

آثار ''حج مبرور''

انتہائی اہتمام، احتیاط اور احکام کی پابندی کے ساتھ ''حج'' اداء کرنے کے بعد، آپ خود اپنی دینی زندگی کا جائزہ لیجیے، کہ اس ''حج'' کرنے کے بعد آپ کی خدا پرستی، دینداری اور دیانتداری میں کوئی نمایاں فرق آیا ہے یا نہیں؟ اپنے اہل خانہ، اقربا اور احباب، جن سے آپ کا میل جول ہے، ان سے دریافت کیجیے کہ آپ لوگوں کو میری ''حج'' سے پہلے کی زندگی اور بعد کی زندگی میں کوئی نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر خدانخواستہ کوئی فرق نہیں آیا، وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی، سو اب بھی ہے تو سمجھ لیجیے کہ سب کیا دھرا بیکار اور برباد گیا، ایسی صورت میں بارگاہِ رب العالمین میں گریہ وزاری کے ساتھ شب و روز توبہ واستغفار کیجیے، اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں، آپ کی گریہ وزاری پر ضرور رحم فرمائیں گے اور آپ کی زندگی میں بہتر انقلاب اور ''حج مبرور'' کے ثمرات وبرکات نمایاں فرمادیں گے۔

اور اگر آپ خود بھی اور دیکھنے والے بھی فرق محسوس کرتے ہیں، مثلاً پہلے آپ بے ترتیب نماز پڑھتے تھے یا بالکل ہی نہیں پڑھتے تھے، اب ''حج'' کے بعد سے آپ پانچوں وقت کی پابندی سے نماز پڑھتے ہیں، پہلے آپ رمضان کے روزے نہیں رکھتے تھے، یا ادھورے سدھورے رکھتے تھے، اب پورے رمضان کے روزے پابندی کے ساتھ رکھتے ہیں، پہلے آپ مال کی زکوٰۃ بالکل نہیں نکالتے تھے یا یونہی کچھ تھوڑا بہت فقیروں، محتاجوں کو اللہ نام کا دے دیا کرتے تھے، ''حج'' کے بعد سے، سال پورا ہونے پر اپنے تمام مال کا حساب لگا کر پورا چالیسواں حصہ، زکوٰۃ کے مستحق لوگوں کو پورے اہتمام کے ساتھ دیتے ہیں، پہلے آپ معاملات اور لین دَین میں حرام وحلال اور جائز وناجائز کی بالکل پروا نہیں کرتے تھے، ''حج'' کے بعد آپ کی پوری کوشش ہوتی

ہے کہ حرام اور ناجائز معاملات سے حتی الامکان بچیں اور حلال روزی پیدا کریں۔

تو اس بہتر انقلاب پر شب و روز اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور سمجھ لیں کہ آپ کی محنت بارآور ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگیں کہ وہ آپ کو پورا دیندار، احکام شریعت کا پابند اور پرہیزگار بنادے۔

اقسامِ حج

"حجِ اِفراد" اور "مُفرِد"

جو شخص ''میقات'' سے صرف ''حج'' کی نیت سے ''حج'' کا ''احرام'' باندھے اور دس ذی الحجہ تک ''حج'' کے ''احرام'' ہی میں رہے، ایسے شخص کو ''منفرد'' اور ایسے حج کو ''حجِ افراد'' کہتے ہیں۔

"حجِ قران" اور "قارن"

جو شخص ''حج'' کے مہینوں میں ''حج'' اور ''عمرہ'' دونوں کا ''احرام'' ایک ساتھ باندھے اور دس ذی الحجہ تک دونوں کے ''احرام'' میں رہے، ایسے حج کو ''قران'' اور ایسے حاجی کو ''قارن'' کہتے ہیں۔

"حجِ تمتع" اور "متمتع"

جو شخص ''اشہرِ حج'' میں ''حج'' کے ارادہ سے آئے لیکن ''میقات'' سے صرف عمرہ کا ''احرام'' باندھے اور '' مکہ'' پہنچ کر ''عمرہ'' کر کے حلال ہو جائے، یعنی عمرہ کا ''احرام'' ختم کر دے اور '' مکہ'' ہی میں حلال ہو کر مقیم رہے اور ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو '' مکہ مکرمہ'' سے ہی ''حج'' کا ''احرام'' باندھے، ایسے حاجی کو ''متمتع'' اور ایسے حج کو ''تمتع'' کہتے ہیں۔

ممنوعاتِ احرام

۱ بدن کی ہیئت پر سلا ہوا یا بنا ہوا یا بُنا ہوا کپڑا، مثلاً کرتہ، پائجامہ، شیروانی یا کوٹ، سوئٹر یا بنیان پہننا

۲ ایسے جوتے یا چپل پہننا، جن سے پاؤں کی پشت کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے

۳ سر اور چہرے کو سوتے میں یا جاگتے میں قصداً یا بلا قصد ڈھکنا۔

۴ سر یا چہرے پر ایسی پٹیاں باندھنا جن سے سر یا چہرہ ڈھک جائے۔

۵ جسم یا کپڑوں پر خوشبو لگانا یا کوئی بھی خوشبو دار چیز بغیر پکی ہوئی کھانا یا پینا۔

۶ جسم کے کسی بھی حصہ کے بال مونڈنا، کاٹنا یا اکھاڑنا یا کسی دوسرے شخص سے منڈوانا، کٹوانا یا اکھڑوانا، ہاتھ پاؤں کے ناخن تراشنا یا ترشوانا۔

۷ کسی بھی شخص کے ساتھ کسی بھی حالت میں جھگڑا یا ہاتھا پائی کرنا یا اس میں شریک ہونا۔

۸ کسی بھی طرح کی نافرمانی یا گناہ کا ارتکاب کرنا۔

۹ بیوی سے جماع یا بوس و کنار اور بے حیائی کی باتیں یا حرکتیں کرنا۔

۱۰ خشکی کا شکار کرنا یا شکار کرنے کی دوسرے شخص کو ترغیب دینا یا شکار کرنے میں کسی بھی صورت میں اس کی مدد کرنا، یا اشارہ کرنا، خشکی کے شکار کو بھگانا، دوڑانا یا شکاری پرندوں کے انڈے توڑنا

۱۱ حرم کے سرسبز درخت یا ان کی ٹہنیاں یا ہری گھاس کا کاٹنا

۱۲ جسم یا کپڑوں سے جوئیں وغیرہ مارنا یا جوئیں مارنے کی غرض سے دھوپ میں کپڑے پھیلانا یا کوئی اور دوا استعمال کرنا

مکروہاتِ احرام

۱ خوشبو دار پھول یا پھل کا سونگھنا یا کسی جگہ خوشبو سونگھنے کی غرض سے بیٹھنا یا ٹھہرنا

۲ تکیہ پر پیشانی رکھ کر الٹا لیٹنا، صرف ٹھوڑی یا رخسار کو کپڑے یا رومال سے چھپانا

۳ ”کعبہ“ کے پردے کے نیچے اس طرح سر داخل کرنا کہ سر یا چہرہ چھپ جائے

۴ بدن سے میل دور کرنا، سر یا بدن کو بغیر خوشبو کے صابون وغیرہ سے میل دور کرنے کی غرض سے دھونا یا نہانا۔

۵ سر یا داڑھی کو اس طرح کھجانا کہ بال یا جوں گرنے کا اندیشہ ہو یا اس طرح خلال

یا کنگھا کرنا کہ بال وغیرہ جھڑنے کا اندیشہ ہو

۶ ''احرام'' کی چادر میں گرہ لگا کر گردن میں باندھنا، تہبند میں گرہیں لگانا، ڈوری سے باندھنا یا تہبند کا کنارہ نیفہ کی طرح موڑ کر اس میں ازار بند ڈال کر باندھنا

مباحاتِ احرام

۱ ''احرام'' کی چادر کہیں سے پھٹ جائے تو اسے سینا، پیوند لگانا یا چادر یا لنگی بیچ میں سے سلی ہوئی ہو، اسے پہننا

۲ ضرورت کی وجہ سے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے غسل کرنا یا پانی میں غوطہ لگانا

۳ وضو میں اس طرح ڈاڑھی کا خلال کرنا کہ بال گرنے کا اندیشہ نہ ہو

۴ ہمیانی یا پیٹی تہبند کے اوپر یا نیچے باندھنا

۵ کلائی پر گھڑی باندھنا ۶ گردن میں چھوٹا بیگ لٹکانا

۷ کسی چھت والے مکان یا خیمہ میں داخل ہونا یا رہنا

۸ چھتری لگانا، کسی چیز کے سائے میں بیٹھنا

۹ کعبہ کے پردے کے نیچے اس طرح کھڑا ہونا کہ سر یا چہرہ کو نہ لگے

۱۰ سوتے وقت تکیہ پر سر اور رخسار رکھ کر سونا

۱۱ بغیر خوشبو کا سرمہ لگانا ۱۲ بغیر خوشبو کا تیل سر یا بدن پر لگانا

۱۳ چوٹ پر مرہم لگانا، انجکشن لگوانا

۱۴ کھانے کے ساتھ پکی ہوئی خوشبو دار چیز کھانا، اگرچہ اس میں خوشبو آتی ہو

۱۵ بغیر خوشبو کا شربت یا سوڈا پینا

عورتوں کا احرام

عورتوں کے لیے بھی ''احرام'' کی وہی تمام پابندیاں ہیں جو مردوں کے لیے ہیں، فرق

صرف اتنا ہے کہ وہ سلے ہوئے کپڑے، موزے، دستانے، ہر قسم کے جوتے، چپل پہن سکتی ہیں، ''زعفران'' یا ''کسم'' میں رنگا ہوا کپڑا بھی خوب اچھی طرح دھوکر پہن سکتی ہیں۔

تمام بدن کی طرح ان کو سر بھی چھپانا چاہیے، صرف چہرہ کھلا رہنا ضروری ہے، اجنبی مردوں کے سامنے ہونے کے وقت کوئی کپڑا یا نقاب اس طرح ڈالیں کہ وہ چہرہ کو نہ لگے، اسی لیے مشہور ہے کہ عورت کا ''احرام'' صرف چہرہ میں ہے، یعنی ان کو صرف چہرہ کھلا رکھنا چاہیے اور مردوں کا ''احرام'' چہرے اور سر دونوں میں ہے، یعنی دونوں کو کھلا رکھنا چاہیے۔

باقی سر کے بال ٹوٹنے کے اندیشہ سے سر پر سفید رومال باندھ لینا چاہیے، مگر وضو کے وقت مسح رومال کھول کر کرنا چاہیے، اگر بغیر سر کھولے رومال پر ہی مسح کر لیا تو وضو نہ ہوگا۔

اگر حالت حیض ونفاس ہو تو دوگانہ ''احرام'' نہ پڑھیں، مسجد میں نہ جائیں اور نظافت کے لیے غسل کر کے یا وضو کر کے گھر پر ہی ''قبلہ'' رو بیٹھ کر زبان سے نیت کر لیں اور تلبیہ کہہ لیں۔

نابالغ بچوں کا احرام

نابالغ بچہ پر ''حج'' فرض نہیں ہے، ان کا ''حج'' نفلی ہوگا اور اس کا ثواب والدین یا ''حج'' کرانے والوں کو ملے گا، بالغ ہونے کے بعد جب وہ بدنی اور مالی استطاعت کے مالک ہوں گے، اس وقت ان پر ''حج'' فرض ہوگا اور جلد از جلد اداء کرنا ضروری ہوگا، یہ نابالغی کا کیا ہوا ''حج''، اس ''حج'' فرض کے قائم مقام نہ ہوگا۔

بہر حال اگر نابالغ لڑکے یا لڑکیاں سمجھدار ہوں تو ان سے ''احرام'' خود ہی بندھوائیں، نیت بھی کرائیں اور تمام ''مناسکِ حج'' انہی سے کرائیں، لیکن اگر ناسمجھ ہوں تو والدین یا ''حج'' کرانے والے ان کی طرف سے نیت بھی کریں، ''تلبیہ'' بھی کہیں اور تمام مناسک بھی ان کی طرف سے اداء کریں۔ سمجھدار بچے نے اگر ''ممنوعاتِ احرام'' کا ارتکاب کیا تو اس کی کوئی جزاء دَم وغیرہ نہ بچے پر آئے گی، نہ ولی پر، گویا یہ ''حج'' ان بچوں کی ایک طرح کی عملی تربیت (ٹریننگ) ہے۔

''رمی'' سے متعلق بعض اہم مسائل

مرد وعورت، بوڑھے، بیمار، کمزور، غرض ہر شخص کو اپنے ہاتھ سے ''رمی'' کرنا لازم ہے، کسی دوسرے کو اپنا نائب بنانا یا دوسرے شخص کا از خود کسی کی طرف سے ''رمی'' کر دینا جائز نہیں، سوائے اس بیمار یا معذور شخص کے، جس کو اگر کمر پر لاد کر جمرے کے پاس لے جائیں، تب بھی اپنے ہاتھ سے کنکر نہ مار سکے، ایسے معذور کے لیے جائز ہے کہ وہ دوسرے شخص کو اپنی ''رمی'' کا نائب بنالے۔

آج کل لوگ اس مسئلہ میں انتہائی غفلت اور کوتاہی برتتے ہیں، ذرا ذرا سے مرض یا ہجوم کو بھی خود ''رمی'' نہ کر سکنے کا عذر سمجھ کر نائب بنا دیتے ہیں، حالانکہ ایسے لوگ رات میں جا کر باطمینان ''رمی'' کر سکتے ہیں، اگر انہوں نے خود ''رمی'' نہ کی اور وقت گزر گیا تو ان پر قضا بھی لازم ہوگی اور تاخیر کا دَم بھی۔

مذکورہ بالا معذور شخص کی طرف سے کسی دوسرے آدمی کا ''رمی'' کرنا، اسی وقت درست ہے جبکہ وہ اس کو اپنا نائب بنا کر بھیجے، اگر دوسرے شخص نے از خود معذور کی طرف سے ''رمی'' کر لی تو وہ ''رمی'' معتبر نہ ہوگی، البتہ بیہوش، مجنون یا چھوٹے بچے کی طرف سے ان کے اولیاء ''رمی'' کر سکتے ہیں، اس مسئلہ میں بھی لوگ انتہائی تساہل برتتے ہیں، جو شخص چاہتا ہے، دوسرے کی طرف سے ''رمی'' کر دیتا ہے۔

جو شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے ''رمی'' کرے، اس کے لیے افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے تینوں جمروں کی ترتیب وار ''رمی'' سے فارغ ہو جائے، اس کے بعد دوسرے شخص کی طرف سے از سرِ نو ترتیب وار ''رمی'' کرے، لیکن اگر ہر جمرہ پر پہلے اپنی ''رمی'' پوری کی، اس کے بعد ہی دوسرے شخص کی جانب سے بھی ''رمی'' کر لی تو یہ بھی جائز ہے، لیکن ایسا ہرگز نہ کرے کہ ایک

کنکری اپنی طرف سے اور دوسری کنکری، دوسرے شخص کی طرف سے مارے، بلکہ پہلے اپنی سات کنکریاں پوری کرلے، پھر دوسرے شخص کی طرف سے سات کنکریاں مارے، دوسرے شخص کی طرف سے کنکریاں مارتے وقت زبان سے بھی کہے:

أَرْمِیْ نِیَابَةً مِّنْ فُلَانٍ۔ ’’(میں فلاں شخص کا نائب بن کر کنکریاں مارتا ہوں)‘‘

دوسرے شخص کی طرف سے حج ادا کرنا

طریقہ، احکام اور شرائط

’’حج‘‘ مالی اور جسمانی دونوں قسم کی عبادتوں سے مرکب عبادت ہے، جس میں مال بھی کافی مقدار میں خرچ کرنا پڑتا ہے، اور جسمانی مشقت بھی عموماً بہت زیادہ اٹھانی پڑتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان: مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡهِ سَبِیۡلًا [1] ’’(جو کہ مکہ جانے کی استطاعت رکھتا ہو)‘‘ میں مالی اور جسمانی دونوں قسم کی استطاعت وقدرت داخل ہے۔

لہٰذا کوئی مسلمان جب ’’سفرِ حج‘‘ کے اخراجات اور مصارف برداشت کرسکتا ہو اور جسمانی طاقت وقدرت بھی رکھتا ہو تو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے، لیکن اگر حج فرض ہوجانے کے بعد وہ کسی بیماری میں مبتلاء ہوجائے، اور اس میں سفر کرنے، چلنے پھرنے کی قدرت ہی نہ رہے، یا بینائی چلی جائے یا کسی ایسے لاعلاج مرض میں مبتلاء ہوجائے، جس سے عموماً کوئی نہیں بچتا تو اس معذور کو چاہیے کہ کسی متقی پرہیزگار شخص کو آمادہ کرے کہ تم میرے مال سے، میری طرف سے ’’مکہ مکرمہ‘‘ جا کر میرا حج اداء کردو اور وہ شخص آمادہ بھی ہوجائے، اس کو شریعت کی اصطلاح میں ’’نیابت‘‘ کہتے ہیں، یہ خالص شرعی اصطلاح ہے، جس کے لیے چند شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

[1] آل عمران: ۹۷

شرائطِ نیابت

پہلی شرط:

پہلی شرط یہ ہے کہ اس معذور شخص پر معذور ہونے سے پہلے حج فرض ہو چکا ہو، اس کے بعد معذور ہوا ہو، اور مرتے دم تک معذور ہی رہے۔

دوسری شرط:

دوسری شرط یہ ہے کہ جو شخص ''حج'' فرض ہونے کے بعد معذور ہو جائے، وہ بذاتِ خود، براہِ راست اس نائب سے کہے کہ تم میری جانب سے اور میرے پیسہ سے میرا ''حج'' اداء کردو، یا وہ مرتے وقت وصیت کردے کہ میرے مال سے حج کروایا جائے اور اس کی وراثت کے تہائی حصہ میں اس قدر مال بھی ہو، جس سے بآسانی حج کے اخراجات مکمل ہو سکیں، تب ورثاء براہِ راست اس نائب سے خود کہیں، لیکن اگر کوئی شخص ان کے کہے بغیر از خود اپنے پیسوں سے حج کرلے تو معذور شخص کا ''فرض حج'' اداء نہیں ہوگا۔

لیکن اگر مرنے والا معذور شخص مرتے وقت وصیت نہ کر سکا، جبکہ ''حج'' اس پر فرض ہو چکا تھا تو اگر کسی وارث یا غیر وارث نے تبرعاً (بطورِ احسان) از خود اس معذور کا حج فرض اداء کردیا تو اللہ تعالیٰ کی کریمی سے امید ہے کہ وہ اس کی جانب سے یہ حج قبول کریں گے۔ لیکن اگر مرنے والے معذور نے وصیت تو کی، لیکن اس کے چھوڑے ہوئے تہائی مال میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس کے وطن سے سوار ہو کر سفر کیا جائے، تو جہاں سے سوار ہو کر سفر کرنے کی گنجائش ہو وہاں سے سوار ہو جائے۔ اور اگر بالکل گنجائش نہ ہو تو وصیت زائل ہو جائے گی، اب اگر ورثا میں سے کوئی اپنے

حصہ سے تبرعاً (بطورِ احسان) معذور کا ''حج'' کرادے تو ان شاءاللہ اس کا حج اداء ہو جائے گا۔

تیسری شرط:

تیسری شرط یہ ہے کہ جس سے حج کرائے، وہ حج کرنے کا اہل ہو، یعنی مسلمان، عاقل، بالغ اور سمجھدار ہو، مجنون یا نابالغ لڑکا نہ ہو۔

چوتھی شرط:

چوتھی شرط یہ ہے کہ حج کرنے والا، نائب بنانے والے کے وطن سے سفر کرے، اسی کے میقات سے حج کا احرام باندھے اور اس کی ہدایات پر عمل کرے۔ اس میں احتیاط کرنی چاہیے کیوں کہ بسا اوقات نائب بنانے والے کی مخالفت کرنے سے اس کی طرف سے حج نہیں ہوتا، جیسے کہ صرف حج کرنے کا کہا جائے اور وہ میقات سے تمتع کا احرام باندھ لے، تو نائب بنانے والے کی طرف سے حج نہیں ہو پائے گا، بلکہ اس کی اپنی طرف سے ہو جائے گا، اور نائب کو اس کے ''حج'' کی رقم واپس دینی ہوگی۔

پانچویں شرط:

پانچویں شرط یہ ہے کہ ''حج'' کا احرام باندھتے وقت نائب بنانے والے کا نام لے اور کہے: ''لَبَّیْكَ بِحَجٍّ عَنْ فُلَانٍ'' البتہ دل میں نیت کر لینا بھی کافی ہے۔

چھٹی شرط:

چھٹی شرط یہ ہے کہ جس کو نائب بنایا ہے، وہ بذاتِ خود اس کی جانب سے حج کرے، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی دوسرے شخص کو حج کرنے بھیج دیا تو اگر نائب بنانے والے نے اس کی اجازت دے دی تھی تو اس کا حج ہوگا ورنہ اس کا حج نہ ہوگا، اور روپیہ واپس کرنا پڑے گا۔

نوٹ

مرد، عورت کی طرف سے حج کر سکتا ہے، اور عورت، مرد کی طرف سے نائب بن سکتی ہے، مگر

خلاف اولیٰ ہے۔

نیز جس کو نائب بنایا جارہا ہے، اس نے پہلے سے اپنا حج کیا ہوا ہو، لیکن اگر اس نے اب تک حج نہیں کیا تو بھی نائب بنایا جاسکتا ہے، لیکن مکروہ ہے۔

مزید شرائط وتفصیلات ضرورت پیش آنے کے وقت فقہاء اور معلمین سے معلوم کی جائیں۔

حجِ بدل

آج کل جس کو ''حجِ بدل'' کہا جاتا ہے، اس میں تو اتنی تحقیق نہیں کی جاتی کہ جس کی جانب سے نائب حج کررہا ہے، خود اس پر حج فرض بھی تھا یا نہیں؟

درحقیقت یہ حج خود حج کرنے والے کا ہوتا ہے، اور وہ اپنے حج کا ثواب کسی بھی دوسرے زندہ یا مردہ شخص کو پہنچا سکتا ہے، جیسا کہ اور عبادات بدنیہ کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچانا جائز ہے، اس کو شریعت کی اصطلاح کے مطابق نیابت نہیں کہہ سکتے، بلکہ اس کو ''اثابت'' کہتے ہیں، یہ بلا کسی شرط کے جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

جنایت کا بیان

واجباتِ حج میں سے کسی کو چھوڑنا یا احرام کی حالت میں جو کام منع ہیں، ان میں سے کسی کو کرلینا شریعت کی اصطلاح میں ''جنایت'' کہلاتا ہے۔

جنایاتِ حج کی دو قسمیں ہیں:

۱ ممنوعات احرام میں سے کسی کام کا ارتکاب کرنا

۲ واجباتِ حج میں سے کسی واجب کو چھوڑنا یا اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا

جنایاتِ احرام آٹھ ہیں:

۱ خوشبو لگانا

۲ مرد کا سلا ہوا کپڑا پہننا

۳ مرد کا سر یا چہرہ ڈھانکنا اور عورت کا صرف چہرہ ڈھانکنا

۴ جسم کے کسی بھی حصہ کے بال دور کرنا

۵ ناخن کاٹنا

۶ اپنے بدن سے جوں مارنا یا جدا کرنا

۷ جماع یا شہوت کے ساتھ بوس وکنار کرنا

۸ خشکی کے جانور کا شکار کرنا

ذیل میں ان جنایات کے احکام فہرست کے انداز میں مختصراً لکھے جاتے ہیں، فہرست بیان کرنے سے قبل چند ضروری باتیں ذہن نشین کرلی جائیں:

① جنایت کے نتیجہ میں جو جزائیں واجب ہوتیں ہیں، وہ تین طرح کی ہیں:

①	دَم	②	بدنہ	③	صدقہ

دَم

دم سے مراد ایک بکری یا ایک بھیڑ یا گائے اور اونٹ کا ساتواں حصہ ہے، یہ کامل جنایت کی وجہ سے لازم ہوتا ہے۔

بدنہ

بدنہ سے مراد پوری گائے یا پورا اونٹ ہے۔ یہ تب لازم ہوتا ہے، جب حیض یا جنابت کی حالت میں ''طواف زیارت'' کیا جائے، یا ''وقوف عرفہ'' کے بعد حلق سے پہلے جماع کرلیا جائے۔

صدقہ

صدقہ سے ''صدقۃ الفطر'' کی مقدار مراد ہے یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت، یہ ناقص جنایت کی صورت میں لازم ہوتا ہے، مگر ممنوعات احرام میں سے خوشبو لگانے، ناخن کاٹنے، اور بال مونڈنے کی جزاء میں جس صدقہ کا ذکر آئے، اس سے چھ مسکینوں کو تین صاع گندم دینا مراد ہے، اور یہ جزاء تب لازم ہوتی ہے جب کہ ان صورتوں میں عذر کی وجہ سے کامل جنایت ہو جائے۔

اور جہاں ''کچھ صدقہ'' دینے کا ذکر ہو اس سے مراد مٹھی بھر غلہ یا اس کی قیمت یا ایک روٹی یا ایک قرش کی نقد ہوتا ہے۔

② حالتِ احرام میں جنایت کرنے کی وجہ سے ہر صورت میں جزاء لازم ہوتی ہے، چاہے وہ بھول کر ہو یا غلطی سے ہو جائے یا جان بوجھ کر کی جائے، البتہ غلطی اور بھولے سے ہو جانے پر گناہ نہیں، جبکہ قصداً کرنے سے جزاء واجب ہونے کے ساتھ ساتھ گناہ بھی ہے۔

٣ جنایت کی دو قسمیں ہیں:

١	کامل	٢	ناقص

بلا عذر کامل جنایت ہو جائے تو صرف دم ہی واجب ہوگا، اور اگر ناقص جنایت ہو جائے تو صرف صدقہ لازم ہوگا، البتہ عذر کی وجہ سے کامل جنایت ہو جائے تو تین چیزوں میں سے ایک چیز کو اختیار کیا جا سکتا ہے:

١ دَم دینا

٢ تین روزے رکھنا

٣ چھ مسکینوں کو بقدر صدقۃ الفطر کھانا کھلانا

عذر کی وجہ سے ناقص جنایت ہو جائے تو دو چیزوں میں اختیار ہے:

١ تین روزے رکھے

٢ یا چھ مسکینوں کو صدقہ دے

کامل اور ناقص جنایت کے اعتبار سے جنایات کی فہرست

بدن پر خوشبو استعمال کرنے کی جنایت

۱ اگر جسم کے کسی بڑے عضو مثلاً سر یا داڑھی یا ہتھیلی یا ران یا پنڈلی پر پورے عضو کو خوشبو لگ جائے تو جنایت کامل ہوگی۔

۲ اگر کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، مونچھ، انگلی کو خوشبو لگ جائے یا بڑے عضو کے کچھ حصہ پر لگ جائے تو جنایت ناقص ہوگی۔

کپڑے پر خوشبو استعمال کرنے کی جنایت

۱ اگر کپڑے پر زیادہ خوشبو لگ جائے تو پورے دن یا پوری رات پہننا کامل جنایت ہے، جس سے دم واجب ہوگا، اگر تھوڑی خوشبو لگ جائے یا ایک دن یا ایک رات سے کم وقت تک لگی رہے تو ناقص جنایت ہوگی اور صدقہ واجب ہوگا۔

۲ اگر خوشبو کسی کھانے میں ڈال کر پکالی گئی تو کچھ لازم نہیں ہوتا۔

۳ اگر ایسی خوشبو والی چیز زیادہ مقدار میں کھائی جسے پکایا نہ گیا ہو جیسے چٹنی، اچار وغیرہ تو اس سے دم واجب ہو جائے گا، لیکن اگر کم مقدار میں کھائی تو صدقہ لازم ہوگا۔

۴ جس نے منہ بھر کر خالص خوشبو کھالی جیسے زعفران وغیرہ تو اس پر دم واجب ہوگا، اور اگر تھوڑی کھائی تو صدقہ دینا ہوگا۔

۵ ایسی بوتل یا شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو تو اسے حالت احرام میں پینا جائز ہے، اور جس بوتل میں معمولی خوشبو ملی ہوئی ہو تو صدقہ اور زیادہ ہونے کی صورت میں دم واجب ہوگا۔

۶ ''حجرِ اسود'' پر اگر خوشبو لگی ہوئی ہو اور استلام کی وجہ سے منہ یا ہاتھ پر زیادہ خوشبو لگ جائے تو دم واجب ہوگا، اور اگر کم خوشبو لگ جائے تو صدقہ لازم ہوگا۔

۷ خوشبو والے بستر پر لیٹنا جائز نہیں، اس کی جزاء کی وہی تفصیل ہے، جو خوشبو والے کپڑے میں گزر چکی ہے۔

۸ حالت احرام میں پورے سر یا مکمل داڑھی یا چوتھائی داڑھی کو پورے دن تک پتلی مہندی لگائی رکھی تو ایک دم واجب ہوگا، کم وقت تک لگائی تو صدقہ ہوگا، جبکہ پورے دن تک گاڑھی مہندی لگائی تو دو دم واجب ہوں گے، لیکن اگر گاڑھی مہندی کم وقت تک لگائی تو ایک دم اور صدقہ واجب ہوگا۔

(نوٹ: یہ حکم مردوں کے لیے ہے، عورتوں پر ایک ہی دم واجب ہوگا۔)

۹ پوری ہتھیلی پر مہندی لگانے سے بھی دم واجب ہوتا ہے۔

۱۰ پان میں خوشبودار تمبا کو یا الائچی ڈال کر کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے، ایسا کرنے کی صورت میں کتب فقہ میں دم لازم ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

۱۱ خوشبودار سرمہ ایک دو بار لگانے سے صدقہ دینا ہوگا، اور زیادہ بار لگانے سے دم واجب ہوتا ہے، جبکہ بلا خوشبو والا سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۲ احرام کی حالت میں گلے میں ہار ڈالنا مکروہ ہے، لیکن دم واجب نہیں ہوتا۔

۱۳ اگر چند اعضاء پر تھوڑی تھوڑی خوشبو لگائی اور وہ سب مل کر ایک بڑے عضو کے برابر ہو جائے تو دم لازم ہوگا ورنہ صدقہ۔

سلے ہوئے کپڑوں کی جنایت:

بدن کی ہیئت پر سِلا ہوا یا بُنا ہوا کپڑا پورا دن یا پوری رات تک پہنا تو جنایت کامل ہوگی، ایک دن یا رات سے کم وقت تک پہنے رکھا تو جنایت ناقص ہوگی اور صدقہ واجب ہوگا۔

موزے، بوٹ اور جوتے پہننے کی جنایت:

موزے یا ایسا جوتا جو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کو چھپالے پورے دن یا پوری رات تک پہننے سے دم واجب ہوتا ہے، اور اس سے کم وقت پہن لینے سے صدقہ واجب ہے۔

سر یا چہرہ ڈھانپنے کی جنایت:

مرد اپنا سر یا چہرہ اور عورت صرف اپنا چہرہ ایک دن یا ایک رات تک کسی کپڑے سے چھپائے رکھے تو کامل جنایت ہوگی اور دم واجب ہوگا، اور اس سے کم عرصہ استعمال کرنے پر ناقص جنایت ہوگی، جس سے صدقہ دینا لازم ہوگا۔

بال منڈوانے یا کٹوانے کی جنایت:

۱. چوتھائی سر یا چوتھائی داڑھی یا اس سے زائد بال منڈوانے، کتروانے، اور اکھیڑنے سے جنایت کامل ہوگی۔

۲. پوری بغل کے بال، یا زیر ناف بال، یا پوری گردن کے بال صاف کروانے پر جنایت کامل ہوگی۔

۳. چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹنے سے جنایت کامل ہوگی اور دم واجب ہوگا، اسی طرح ایک ہاتھ یا پاؤں کے مکمل ناخن کاٹنے سے بھی جنایت کامل ہوگی۔

۴. دو تین بال کاٹنے یا منڈوانے پر ہر بال کے بدلے ایک مٹھی کے برابر گندم دینی ہوگی، اور اگر تین بال سے زائد کاٹے ہوں تو صدقۃ الفطر واجب ہوگا۔

۵ وضو وغیرہ کرتے ہوئے جتنے بال گر جائیں تو ایک مٹھی برابر گندم صدقہ کر دینا کافی ہے۔

۶ ایک مُحرِم دوسرے مُحرِم کا چوتھائی یا اس سے زائد سر مونڈے تو مونڈنے والے پر صدقہ واجب ہوگا، اور منڈوانے والے پر دم۔

جوئیں مارنے کی جنایت:

۱ اگر ایک جوں ماری یا کپڑا دھوپ میں اس غرض سے ڈالا تا کہ جوئیں مر جائیں یا کپڑا جوں مارنے کے لیے دھویا تو ایک جوں کے عوض روٹی کا ٹکڑا اور دو تین کے بدلے میں ایک مٹھی گندم اور تین سے زیادہ کے عوض اگر چہ کتنی ہی ہوں، پورا صدقہ یعنی نصف صاع دینا ہوگا۔

۲ اپنے بدن کی جوں کو کسی دوسرے سے مروانا یا پکڑ کر زمین میں ڈال دینا یا خود پکڑ کر کسی دوسرے کو مارنے کے لیے دے دینا سب برابر ہے، سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔

جنسی خواہشات کے متعلق جنایات:

۱ کسی عورت یا مرد کا شہوت کے ساتھ بوسہ لینے یا شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے سے دم واجب ہوتا ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔

۲ وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر لینے سے حج فاسد ہو جاتا ہے، اگلے سال یا اس کے بعد، اس کی قضا بھی لازم ہے اور دم یعنی بکری ذبح کرنا بھی واجب ہے، اگر دونوں احرام میں تھے تو دونوں پر ایک ایک دم واجب ہوگا۔

نوٹ

’’حج‘‘ کے فاسد ہونے کی وجہ سے ’’افعالِ حج‘‘ کو ترک کر دینا جائز نہیں، بلکہ عام حجاج کی طرح تمام ’’افعالِ حج‘‘ پورے اداء کرنا واجب ہیں، مگر اس سے اس کا حج اداء نہ ہوگا، بلکہ اگلے

سال قضا واجب ہوگی۔

٣ اگر وقوف عرفات کے بعد سر منڈانے سے پہلے، جماع کرلیا تو حج فاسد نہیں ہوا، مگر ایک ’’بدنہ‘‘ یعنی سالم گائے یا سالم اونٹ ذبح کرنا لازم ہوگا۔

احرام میں شکار مارنے کی جنایت:

١ احرام کی حالت میں خشکی کا شکار مارنا، زخمی کرنا، اس کے پاؤں توڑنا، پر کاٹنا، انڈا توڑنا، دُودھ نکالنا، شکار کی طرف مارنے کے لیے اشارہ کرنا اور اس کے متعلق بتلانا سب منع ہے اور ان سب پر جزاء واجب ہوتی ہے، جن کی تفصیلات بڑی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

٢ احرام میں بکری، گائے، اُونٹ، بھینس، مرغی اور گھریلو جانوروں کا ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے۔

٣ احرام میں ٹڈی مارنا بھی منع ہے، ایک، دو، تین ٹڈی مارنے میں تھوڑا بہت جتنا ہوسکے صدقہ دے دیا جائے، اور تین سے زیادہ میں نصف صاع گندم۔

٤ حرم میں شکار کرنا ’’محرم‘‘ اور ’’غیر محرم‘‘ دونوں کے لیے حرام ہے اور حرم کی گھاس اور درخت کاٹنا بھی ممنوع ہے، اس میں جزاء لازم ہوتی ہے، اگر ایسا واقعہ ہوجائے تو کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرلیں۔

٥ ’’منیٰ‘‘، ’’مزدلفہ‘‘ حدود حرم میں داخل ہیں، یہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے پرہیز لازم ہے، عرفات کا میدان حدود حرم سے باہر ہے، اس کی گھاس کاٹنے میں مضائقہ نہیں۔

واجباتِ حج کے متعلق جنایات

اگر کوئی شخص عاقل، بالغ جو ''میقات'' سے باہر رہنے والا ہے اور ''مکہ مکرمہ'' میں داخل ہونے کا خیال رکھتا ہے، خواہ ''حج وعمرہ'' کی نیت سے جانا چاہتا ہو یا کسی اور غرض سے تو ''میقات'' سے بلا احرام باندھے آگے ''مکہ مکرمہ'' کی طرف جائے گا تو گناہ گار ہوگا اور ''میقات'' کی طرف لوٹنا واجب ہوگا اور اگر لوٹ کر ''میقات'' پر نہیں آیا اور ''میقات'' سے آگے ہی احرام باندھ لیا تو ایک دم دینا واجب ہوگا اور اگر ''میقات'' پر واپس آکر احرام باندھا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

نوٹ

فقہاء نے معاشی مجبوری کے تحت بیرونِ میقات سے روزانہ ''حدودِ حرم'' یا ''مکہ مکرمہ'' میں آنے جانے والوں کو بغیر احرام کے ''میقات'' سے گزرنے کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، آج کل اس کا مصداق ڈرائیور اور ملازم پیشہ لوگ ہیں جو روزانہ بیرون میقات (طائف، ریاض، مدینہ وغیرہ) سے ''حدودحرم'' یا ''مکہ مکرمہ'' میں آنے جانے پر مجبور ہیں، نہ ان پر دم واجب ہوتا ہے نہ گناہ۔

بے وضو، جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں طواف کرنا یا طواف کے چکروں میں کمی کرنا:

۱ اگر بدن یا کپڑے پر ''طوافِ فرض'' یا ''طواف نفل'' کرتے وقت نجاست لگی ہوئی ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن مکروہ ہے۔

۲ اگر پورا یا اکثر ''طواف زیارت'' بے وضو کیا تو دم واجب ہوجائے گا اور اگر ''طواف قدوم'' یا ''طواف وداع'' یا ''طواف نفل'' یا نصف سے کم ''طواف زیارت'' بلا وضو کیا تو ہر پھیرے کے بدلے بقدر صدقۃ الفطر صدقہ واجب ہے۔ اور اگر ان تمام صورتوں میں وضو کر کے طواف کا اعادہ کرلیا تو کفارہ اور دم ساقط ہوجائے گا۔

۳ اگر پورا یا اکثر ''طواف زیارت'' جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں ہوجائے تو ''بدنہ'' (یعنی ایک مکمل اونٹ یا سالم گائے) واجب ہوگا۔

۴ اور اگر ''طواف قدوم'' یا ''طواف وداع'' یا ''طواف نفل'' ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری واجب ہوگی اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف کا اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہوجائے گا۔

۵ جو ''طواف'' جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا ہو، اس کا اعادہ واجب ہے اور جو بے وضو کیا ہو، اس کا اعادہ مستحب ہے۔ لیکن اگر اعادہ نہ کیا تو مذکورہ بالا جزاء دینا لازم ہے۔

۶ اگر سعی پہلے طواف کے بعد کر چکا ہو تو سعی کا اعادہ نہ کرے، کیونکہ پہلا طواف معتبر ہو گیا، لیکن ناقص ہونے کی وجہ سے اعادہ کیا گیا ہے اور دوسرا طواف صرف اس نقصان کی تلافی کے لیے ہے۔

۷ ''طواف زیارت'' ایام نحر میں بے وضو کرلیا تو اگر اس کے بعد ''طواف وداع'' ایام نحر میں باوضو کرلیا تو یہ ''طواف زیارت'' بن جائے گا اور اگر ایام نحر کے بعد کیا تو ''طواف زیارت'' کے قائم مقام نہ ہوگا بلکہ دم واجب ہوگا، اور اگر طواف کا اعادہ کر لیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔

۸ ''طواف عمرہ'' پورا، اکثر یا تھوڑا اگر جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا، اور اگر طواف کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔

۹ عمرہ کے کسی واجب کے ترک کرنے سے ''بدنہ'' یا ''صدقہ'' واجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف دم (یعنی ایک بکری یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ) واجب ہے، لیکن عمرہ کے احرام میں ممنوعات احرام کے ارتکاب سے احرام حج کی طرح ''دَم'' یا ''صدقہ'' واجب ہوتا ہے۔

۱۰ اگر ''طواف قدوم'' یا ''طواف وداع'' کا ایک چکر یا دو تین چکر چھوڑ دیے، تو ہر چکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا اور چار یا زیادہ چکر چھوڑنے پر دم واجب ہوگا اور ''طواف قدوم'' بالکل چھوڑنے کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا لیکن چھوڑنا مکروہ اور برا ہے۔

۱۱ اگر ''طواف قدوم'' شروع کرنے کے بعد چھوڑ دیا تو اکثر چکروں میں دم اور کم چھوڑنے میں ہر چکر کے بدلے صدقہ واجب ہوگا۔

سعی کی جنایت

اگر پوری سعی یا سعی کے اکثر پھیرے بلا عذر چھوڑ دیے یا بلا عذر سوار ہو کر کر لیے، تو حج ہو جائے گا لیکن دم دینا پڑے گا، اور پیدل اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا، اور اگر عذر کی وجہ سے سوار ہو کر سعی کی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر ایک یا دو یا تین پھیرے سعی کے چھوڑ دیئے یا بلا عذر سوار ہو کر کیے تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ لازم ہوگا۔

غروبِ آفتاب سے قبل عرفات سے نکل آنے کی جنایت

اگر ''عرفات'' سے غروب آفتاب سے پہلے نکل گیا تو دم واجب ہوگا، اگر چہ بھاگے ہوئے اونٹ کو پکڑنے کے لیے یا کسی شخص کو تلاش کرنے کے لیے نکلا ہو، البتہ غروب سے پہلے ''عرفات'' میں واپس آ گیا تو دم ساقط ہو جائے گا، اور اگر غروب کے بعد آیا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

بِلاعُذر وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی جنایت

اگر ''وقوف مزدلفہ'' بلا عذر ترک کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر عذر کی وجہ سے ترک کیا، مثلاً عورت یا بہت بوڑھے ضعیف مرد نے ہجوم کے خوف سے ترک کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

دسویں تاریخ کے اَفعال خِلاف ترتیب ادا کرنے کی جنایت

اگر ''مفرد'' یا ''قارن'' یا ''متمتع'' نے رمی سے پہلے سر منڈایا، یا ''قارن'' اور ''متمتع'' نے ذبح سے پہلے سر منڈایا، یا ''قارن'' اور ''متمتع'' نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا، کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔ ''مفرد'' کے لیے صرف رمی اور سر منڈانے میں ترتیب واجب ہے، کیونکہ ذبح اس پر واجب نہیں اور قارن پر تینوں میں (یعنی رمی اور ذبح اور سر منڈانے) میں ترتیب واجب ہے، پہلے رمی کرے، اس کے بعد ذبح کرے، اس کے بعد سر منڈائے، اگر تقدیم وتاخیر کی تو دم واجب ہوگا۔

رمی کے متعلق جنایت

۱. ایک دن کی رمی پوری ترک کرنے یا اکثر کنکریاں چھوڑ دینے سے دم واجب ہوتا ہے، مثلاً ایک دن کی رمی میں گیارہ کنکریاں چھوڑ دیں اور دس سے رمی کی تو دم واجب ہوگا۔
۲. اگر ایک دن سے زیادہ دنوں کی یا پورے چاروں دنوں کی رمی چھوڑ دی تب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔
۳. تیرھویں تاریخ کی رمی واجب ہوتی ہے، جبکہ تیرھویں تاریخ کی صبح ''منیٰ'' میں ہو جائے، اس صورت میں اگر کسی نے صرف تیرھویں تاریخ کی رمی چھوڑ دی، تب بھی ''دم'' واجب ہوگا۔

اہم تنبیہات

(۱) جتنے مسائل میں دم واجب ہونے کا ذکر ہے، ان سب میں ضروری ہے کہ جانور ''حدودِ حرم'' کے اندر ذبح کیا جائے، حرم سے باہر ذبح کرنا کافی نہیں، اور ذبح شدہ جانور ''صدقہ'' کرنا لازم ہے، اس میں سے خود کھانا یا اغنیاء کو کھلانا جائز نہیں۔

(۲) اگر غربت کی وجہ سے دم یا صدقہ میسر نہ ہو تو یہ کفارہ اس کے ذمہ واجب رہتا ہے، جب میسر ہو ادا کر دے، یعنی جس نے بغیر عذر کے کوئی ایسی جنایت کی جس پر دم یا صدقہ واجب ہے تو کفارہ اس پر ہمیشہ رہے گا، جب تک ادا نہ کر دے، اور اس کے بدلے میں روزے رکھنے کا اختیار نہیں ہے۔

ہاں! اگر عذر سے جنایت کا ارتکاب کیا ہے تو ''دم'' اور ''صدقہ'' کے بجائے تین روزے بھی کافی ہیں۔

(۳) جنایاتِ احرام میں قارن پر دو جزائیں واجب ہوتی ہیں، خواہ دم واجب ہو، یا صدقہ، کیونکہ اس کے دو احرام ہوتے ہیں، البتہ اگر قارن ''میقات'' سے بلا احرام گزر جائے تو ایک ہی دم واجب ہوگا، نیز واجبات حج میں ''قارن'' سے جو جنایت ہوگی، اس پر بھی ایک ہی جزاء واجب ہوگی۔

(۴) دمِ جنایت کی قیمت دینا جائز نہیں، جانور کی قربانی حرم میں کرنا واجب ہے، البتہ جہاں دم اور اطعام (کھانا دینے) میں اختیار دیا گیا ہے، اس میں دم کی قیمت ادا کرنے سے ادائیگی ہو جائے گی۔

(۵) جنایت کی جزاء فوری طور پر لازم نہیں، کسی بھی وقت اداء کی جا سکتی لیکن اگر اسی وقت اداء کر دیں تو بہتر ہے۔

زیارتِ مدینہ منوّرہ

''حج'' کے بعد سب سے افضل اور سب سے بڑی سعادت سیّد الانبیاء، رحمۃ للعالمین، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ''روضہ اقدس'' کی زیارت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت وعظمت وہ چیز ہے، جس کے بغیر ایمان ہی درست نہیں ہوتا۔ اس کا تقاضا فطری طور سے یہی ہونا چاہیے کہ دیار مقدس میں پہنچنے کے بعد ''روضہ اقدس'' کی زیارت کے بغیر واپسی نہ ہو اور اس پر مزید یہ ہے کہ ''روضہ اقدس'' کے سامنے حاضری اور حاضر ہو کر درود وسلام بھیجنے کے وہ عظیم الشان ثمرات اور برکات ہیں جو دور سے درود وسلام پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئ''۔[1]

حدیث: اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کو آئے اور اس کا مقصود میری زیارت ہی ہو اور کوئی حاجت نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ قیامت میں اس کی شفاعت کروں۔[2]

حدیث: اور فرمایا کہ اگر کوئی میرے انتقال کے بعد، میری قبر کی زیارت کرے تو ایسا ہے، جیسے میری حیات میں میری زیارت کی۔[3]

کونسا مسلمان ہے جو بغیر کسی مجبوری کے اس ''سعادت کبریٰ'' سے محروم واپس آجائے۔

---

[1] سنن الدراقطني، رقم الحديث: ٢٦٩٥، مؤسسة الرسالة، بيروت

[2] المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٤٥٤٦، دار الحرمين القاهرة

[3] المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٢٨٧، دار الحرمين القاهرة

مسئلہ جس شخص پر ''حج'' فرض ہے، اس کے لیے پہلے ''حج'' کر لینا اور'' زیارت مدینہ'' کے لیے بعد میں جانا بہتر ہے، ورنہ اختیار ہے، پہلے ''مدینہ منورہ'' حاضر ہو، بعد میں ''حج'' کرے یا ''حج'' کرنے کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہو۔

حاضریٔ مدینہ منورہ کے بعض آداب

جب آپ ''مدینہ منورہ'' کی طرف چلیں تو راستہ میں کثرت سے درود شریف پڑھتے رہیے اور جب مدینہ طیبہ کے درخت نظر پڑیں تو اور زیادہ کثرت کر دیجیے اور جب وہاں کی عمارتیں نظر پڑیں، تو درود شریف پڑھ کر یہ دعا بھی پڑھیے:

۞ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّكَ فَاجْعَلْهُ وِقَایَةً لِّیْ مِنَ النَّارِ وَ أَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ۔[1]

یا اللہ! یہ آپ کے نبی کا حرم ہے، اس کو میرے لیے جہنم سے پردہ اور عذاب سے اور برے حساب سے امان بنا دیجیے۔

مستحب ہے کہ مدینہ منورہ میں داخلے سے پہلے غسل کیجیے اور وضو بھی کافی ہے اور پاک صاف کپڑے اور اچھا لباس جو اپنے پاس موجود ہو پہنیے، اگر نئے کپڑے ہوں تو بہتر ہے اور خوشبو لگائیے۔ اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے پیادہ چلنے لگیے، اس ''شہرِ مقدس'' کی عظمت کا خیال کرتے ہوئے نہایت خشوع خضوع اور تواضع کے ساتھ شہر میں آئیے۔

اور جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوں تو یہ دعائیں پڑھیے:

۞ ﴿وَقُلْ رَّبِّ أَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا﴾[2]

۞ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ ﷺ مَارَزَقْتَ أَوْلِیَاءَكَ وَأَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ۔

وَأَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِیَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ وَقَبْرِیْ۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ

---

[1] الفتاوى الهندية، خاتمة في زيارة قبر النبي ﷺ، ١: ٢٦٥، دارالفكر

[2] سورة الإسراء: ٨٠

أَعْلَمُ وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّرِ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمُ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمْرِيْ وَاجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِيْ آخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِيْمَهٗ وَخَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ فِيْهِ۔

''اے میرے پروردگار! مجھے (مدینہ میں) سچائی (اور خلوص) کے ساتھ داخل کیجیے اور سچائی (واخلاص) کے ساتھ ہی (یہاں سے) نکالیے (اور وطن پہنچائیے) اور اپنے پاس سے مجھے وہ قوت وغلبہ عطاء فرمائیے جو (دین ودنیا میں) میرا مددگار ہو۔

یا اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجیے! اور مجھے اپنے رسول کی زیارت سے وہ فائدہ عطاء فرمائیے، جو آپ اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کو عطاء فرماتے ہیں۔ اور میری مغفرت فرمائیے! اور مجھ پر رحم فرمائیے! اے ان سب سے بہتر (عطاء کرنے والے)! جن سے سوال کیا جاتا ہے اور مجھے اپنے حلال کے ذریعہ اپنے حرام سے اور اپنی اطاعت کے ذریعہ اپنی معصیت سے اور اپنے فضل کے ذریعہ اپنے غیر سے مستغنی کر دیجیے اور میرے دل اور قبر کو نور سے بھر دیجیے!۔

یا اللہ! میں تجھ سے ہر بھلائی مانگتا ہوں جلدی آنے والی بھی، اور دیر سے آنے والی بھی، وہ بھلائی بھی جو میرے علم میں ہے اور وہ بھلائی بھی جو میرے علم میں نہیں ہے اور ہر برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اس برائی سے بھی جو میرے علم میں ہے اور اس سے بھی جو میرے علم میں نہیں ہے۔

یا اللہ! تو مجھ پر اپنا سب سے زیادہ رزق میرے بڑھاپے اور اختتام عمر کے قریب عطا فرما اور میری بہترین زندگی آخری عمر کو، اور بہترین عمل آخری اعمال کو، اور بہترین دن اپنی ملاقات کے دن کو بنا دے''۔

ادب اور حضور قلب کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہوئے داخل ہو جائیے اور یہ پیش نظر رکھیے کہ یہ وہ زمین ہے جس پر جابجا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پڑے ہیں۔

مسجد نبوی میں داخلہ

جب مسجد نبوی میں داخل ہوں تو داہنا پاؤں پہلے رکھیے، اور:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

کہیے اور درود شریف پڑھیے اور باب جبریل سے داخل ہونا بہتر ہے۔

داخل ہوکر پہلے ''ریاض الجنۃ'' میں آیئے، جو ''قبر شریف'' اور ''منبر شریف'' کے درمیان کی جگہ ہے، اس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ قطعہ جنت کا ہے، ''ریاض الجنۃ'' میں ''تحیۃ المسجد'' کی دو رکعت پڑھیے۔ اس کے بعد ''روضہ اقدس'' کے پاس حاضر ہوجایئے اور سرہانے کی دیوار کے کونے میں جو ستون ہے، اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑے ہوجایئے، نہ بالکل جالیوں کے پاس جایئے اور نہ بہت دور بلا ضرورت کھڑے ہو جایئے، رخ ''روضہ اقدس'' کی طرف کر کے یہ تصور کیجیے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''لحد شریف'' میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کیے ہوئے لیٹے ہیں۔

اور پھر نہایت ادب کے ساتھ درمیانہ آواز سے نہ بہت پکار کر اور نہ بالکل آہستہ سلام عرض کرے، یہاں بھی سلام کے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں ہیں لیکن نیچے لکھے ہوئے الفاظ میں درود و سلام عرض کرے تو بہتر ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ پر درود و سلام

❁ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيْرَةَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ! يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، أَشْهَدُ أَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ

وَ كَشَفْتَ الْغُمَّةَ ، فَجَزَاكَ اللهُ خَيْرًا، جَزَاكَ اللهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهٖ۔ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ سَيِّدَنَا عَبْدَكَ وَرَسُوْلَكَ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِيْ وَعَدْتَهٗ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَأَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ، إِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔[1]

اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو، اے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ! آپ پر سلام ہو، اے اللہ تعالیٰ کے حبیب! آپ پر سلام ہو، اے اولاد آدم کے سردار! آپ پر سلام ہو، اور اے نبی! آپ پر سلامتی، رحمت اور برکت ہو۔ یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت پہنچادی اور امانت اداء کر دی اور امت کی خیر خواہی کی، اور بے چینی کو دور کر دیا، پس اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزاء دے، اللہ آپ کو ہماری طرف سے ان جزاؤں سے بھی بہتر جزاء دے، جو اس نے کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے دی ہو۔ اے اللہ! ہمارے سردار اور آپ کے بندے اور رسول محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطاء فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور ان کو اپنے نزدیک مقرب کا درجہ عطاء فرما، بے شک تو پاک ہے اور عظیم احسان والا ہے''۔

اور پھر حضور ﷺ کے واسطے سے دعاء کیجیے اور شفاعت چاہیے، کہیے:

---

[1] وقد ذكره النووي بتغير يسير في الأذكار، ص: ٢٠٤، دار الفكر

❁ يَارَسُوْلَ اللهِ! أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ، وَأَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللهِ فِيْ أَنْ أَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلَى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔

''یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کا طلب گار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف آپ کا وسیلہ چاہتا ہوں، اس بات کے لیے کہ میں اسلام اور آپ کی ملت وسنت پر مروں''۔

اور ان الفاظ میں جس قدر چاہیں زیادہ کیجیے، مگر ادب اور عجز کے کلمات ہوں، لیکن سلف یہاں جہاں تک اختصار ممکن ہو مستحسن رکھتے ہیں اور بہت پکار کر نہ بولیے، بلکہ آہستہ، خضوع اور ادب سے عرض کریئے اور جس کسی کا سلام کہنا ہو، عرض کیجیے:

❁ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفَعُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام

پھر بقدر ایک ہاتھ کے ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام کہیے:

❁ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ وَثَانِيَهُ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهُ فِي الْأَسْفَارِ وَأَمِيْنَهُ عَلَى الْأَسْرَارِ أَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ۔ جَزَاكَ اللهُ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا۔

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! غار میں ان کے ساتھی اور سفروں میں ان کے رفیق! اور ان کے رازوں کے امین ابوبکر صدیق! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو اُمت محمدیہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام

پھر بقدر ایک ہاتھ کے اور ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام کہیے:

❁ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِي أَعَزَّ اللهُ بِهِ الْإِسْلَامَ إِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَمَيِّتًا جَزَاكَ اللهُ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا۔

''اے امیر المؤمنین عمر فاروق! جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطاء

فرمائی، آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا امام بنایا اور زندہ و مردہ پسندیدہ فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو امت محمدیہ کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے''۔

اور یہاں بھی الفاظ کی کمی زیادتی میں اختیار ہے اور جس نے کہہ دیا ہو اس کا سلام پہنچا دیجیے، پھر ذرا پیچھے ہٹ کر کہیے:

❁ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللهِ، وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ، جَزَاكُمَا اللهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوَ لَنَا رَبَّنَا أَنْ يُحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهِ وَسُنَّتِهِ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهِ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لیٹنے والو! اور ان کے رفیقو اور وزیرو! اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو بہترین جزاء عطاء فرمائے، ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اپنا وسیلہ بنائیں تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری شفاعت کریں اور ہمارے لیے پروردگار سے یہ دعاء کریں کہ وہ ہمیں ان کی ملت اور سنت پر زندہ رکھے اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو حشر میں ان کے زمرہ میں اُٹھائے۔''

پھر آگے بڑھ کر چہرہ مبارک کے مقابل کھڑے ہو کر جو کچھ ہو سکے، دعاء مانگیے، خصوصاً اپنے لیے، والدین اور عام مسلمانوں کے واسطے، پھر وہاں سے نکل کر ستون ''اسطوانہ ابولبابہ'' کے پاس آ کر دو رکعت پڑھ کر دعاء کیجیے، پھر ''ریاض الجنہ'' میں آ کر نفلیں پڑھیے، اگر وقت مکروہ ہو تو اذکار واستغفار اور دعاء کرتے رہیے۔

جب تک ہو سکے سب جگہ درود شریف پڑھیے اور دعاء سے غافل نہ رہیے، جس قدر اس میں کثرت ہو سکے، بہتر ہے اور جب تک ''مدینہ منورہ'' میں رہیے تلاوت اور ذکر کرتے رہیے اور صلوۃ اور سلام خوب عرض کرتے رہیے اور راتوں میں بہت جاگتے رہیے اور وقت بالکل ضائع نہ کیجیے، اور حتی الوسع نماز مسجد نبوی میں پڑھیے۔

اور زیارت قبر مبارک کے بعد ہر روز یا جمعہ کو زیارت ''مزارات بقیع'' کی بھی ضرور کیجیے کہ حضرت عثمان اور حضرت عباس اور حضرت حسن اور حضرت ابراہیم اور ازواج مطہرات اور اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم وہاں تشریف رکھتے ہیں۔

اور ''اُحد'' جا کر حضرت امیر حمزہ اور شہدائے اُحد رضی اللہ عنہم کی بھی زیارت کیجیے اور مسجد فاطمہ رضی اللہ عنہا میں جا کر نماز پڑھیے اور ہفتہ کے روز ''مسجد قبا'' میں جا کر نماز پڑھ کر دعاء کیجیے۔

جب تک ''مدینہ منورہ'' میں قیام ہو، کثرت سے ''روضہ اقدس'' کے سامنے حاضر ہو کر سلام عرض کیا کیجیے، خصوصاً پانچ نمازوں کے بعد۔

مسئلہ اگر کسی وقت خاص مواجہہ شریف پر حاضری کا موقع نہ ملے تو ''روضہ اقدس'' کے کسی طرف بھی کھڑے ہو کر یا مسجد نبوی میں کسی جگہ سے سلام عرض کر سکتا ہے، اگرچہ اس کی وہ فضیلت نہیں جو سامنے حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کی ہے۔

مسئلہ مسجد نبوی سے باہر بھی جب کبھی ''روضہ اقدس'' کے سامنے سے گزرے تو تھوڑی دیر ٹھہر کر سلام عرض کر کے آگے بڑھے۔

مسئلہ عورتوں کو بھی ''روضہ اقدس'' کی زیارت اور ''مواجہہ شریف'' میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا چاہیے، البتہ ان کے لیے بہتر ہے کہ رات کے وقت حاضر ہوں اور جب زیادہ ازدحام ہو تو کچھ فاصلہ ہی سے سلام عرض کر دیں۔

مسئلہ ''مسجد نبوی'' میں دنیا کی باتوں سے بہت زیادہ پرہیز کرے، اور بلند آواز سے کوئی بات نہ کرے، اور جب تک مسجد میں رہے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ اس تصور کے ساتھ بیٹھے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوں۔

اور حتی الامکان باوضو رہے، اگر وضو ٹوٹ جائے تو فوراً باہر آ کر اور وضو کر کے پھر جائے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت اگر ذیل کے الفاظ میں اعتکاف کی نیت بھی کر لے تو جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب بھی ملے گا، نیت اعتکاف یہ ہے:

۞ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعْتَكِفُ مَا دُمْتُ فِي الْمَسْجِدِ۔

’’یا اللہ! میں جب تک مسجد میں ہوں اعتکاف کرتا ہوں‘‘۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ بالا آداب واحترام کے بے شمار روحانی ثمرات و برکات ہیں، خلوص قلب کے ساتھ انسان ان پر عمل کرے تو خود محسوس کرے گا۔

انتہائی ضروری تنبیہ:

آج کل عام لوگ ان آداب کا بالکل خیال نہیں کرتے، بلا مجبوری اُلٹے سیدھے پڑے سوتے رہتے ہیں یا دنیوی باتوں یا کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور قطعاً بھلا دیتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھے ہیں یا کسی قہوہ خانے یا چوپال میں، اسی لیے مسجد نبوی کی تمام برکات سے محروم رہتے ہیں، آپ ایسا ہرگز نہ کیجیے۔

’’مدینہ طیبہ‘‘ سے رخصت کے وقت دو رکعت مسجد نبوی میں پڑھیے، پھر ’’روضہ اقدس‘‘ کے سامنے حاضر ہوکر سلام عرض کیجیے، پھر دعاء کی درخواست کیجیے کہ اللہ تعالیٰ میرے سفر کو آسان فرمادے اور مجھے بہ سلامت وعافیت اپنے اہل وعیال میں پہنچادے، اور دونوں جہاں کی آفتوں سے محفوظ رکھے، اور یہ کہ مجھے پھر مدینہ کی حاضری نصیب فرما، اس حاضری کو میری آخری حاضری نہ بنا۔

۞ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب: ۱۰

اس کتاب کا سب سے قیمتی، انمول اور معطّر باب
آیاتِ حج وعمرہ کا دلنشین اور مختصر خلاصہ

قرآنِ مجید
اور
حجِ بیت اللہ

سُورَةُ الْبَقَرَة

البقرہ: ۱۱۴،۱۱۵

اللہ تعالیٰ کی مساجد (جن میں سب سے پہلے ’’مسجد الحرام‘‘ ہے) سے اہلِ ایمان کو روکنا اور ان مساجد کو ویران کرنے کی کوشش کرنا جرمِ عظیم اور بہت بڑا ظلم ہے۔ ’’مسجد الحرام‘‘ اور تمام مساجد کی بھر پور حفاظت کرنا اور ان کی حفاظت اور آزادی کے لیے جہاد کرنا اہلِ ایمان کی ذمہ داری ہے...... اگلی آیت میں تحویلِ قبلہ کے حکم کی تمہید ہے۔

البقرہ: ۱۲۵

’’کعبہ شریف‘‘ کو اللہ تعالیٰ نے عبادت اور اجتماع کی جگہ بنا دیا ہے...... اور اسے ’’امن‘‘ پانے کا مقام بنایا ہے...... جہنم کے عذاب سے امن پانے کا مقام...... اور یہاں جنگ وجدل اور کسی کو قتل کرنے کی بھی اجازت نہیں...... اور اللہ تعالیٰ نے ’’مقام ابراہیم‘‘ کو نماز کی جگہ مقرر فرما دیا ہے...... کہ یہاں نماز پڑھنا زیادہ برکت اور اَجر کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ’’کعبہ شریف‘‘ اور ’’مسجد حرام‘‘ کو بہت پاک صاف رکھنے کا حکم فرمایا ہے...... یہاں عبادت قربِ قیامت تک جاری رہے گی...... اور یہاں دور دور سے لوگ عبادت کے لیے آئیں گے۔

البقرہ: ۱۲۶

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ’’کعبہ شریف‘‘ کے لیے تین دعائیں فرمائیں:

① اسے ’’بلد‘‘ یعنی آباد شہر بنا دیجیے۔

۲ اس شہر کو امن و امان والا خطہ بنا دیجیے۔

۳ یہاں جو ایمان والے آ بسیں، انہیں طرح طرح کے پھل اور رزق عطاء فرما دیجیے۔

اللہ تعالیٰ نے ساری دعائیں قبول فرمائیں اور آخری دعا میں یہ اضافہ فرمایا کہ پھل اور رزق مومن اور کافر سب کو ملیں گے مگر کافر چند روزہ امن و عیش کے بعد آگ کے عذاب اور بُرے ٹھکانے کی طرف منتقل کر دیئے جائیں گے۔

البقرہ: ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹

''کعبہ'' کی تعمیر نو...... دو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھوں سے کی، یہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے ....تعمیر کے پُر مشقت اور پُر کیف مرحلے کے دوران انہوں نے یہ دعائیں مانگیں:

۱ یا اللہ! ہمارے اس عمل کو اپنے قرب اور تقرب کا ذریعہ بنائیں کہ یہی قبولیت ہے

۲ یا اللہ! ہمیں ہمیشہ اپنا فرمانبردار بنا کر رکھیں

۳ یا اللہ! ہماری اولاد میں سے ایک مسلم امت کھڑی فرمائیں (یہ اُمت محمدیہ کے لیے دعا تھی)

۴ ہمیں ''حج'' اور ''کعبہ'' میں عبادت کا طریقہ ارشاد فرمائیں

۵ ہم پر خصوصی توجہ فرمائیں، جس سے گناہ اور تقصیرات ختم ہو جائیں

۶ جو اُمت مسلمہ آپ ہماری اولاد میں سے کھڑی فرمائیں ان میں ایک رسول مبعوث فرمائیں جو آپ کی آیات کے ذریعہ ان میں علم، حکمت اور تزکیہ کا نظام جاری فرمادے۔

البقرہ: ۱۴۲ تا ۱۵۱

مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ...... نماز میں اپنا رخ ''کعبہ شریف'' کی طرف رکھیں...... یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قلبی تمنا تھی...... اور آپ اس حکم کا بے تابی سے انتظار فرما رہے تھے۔

’’تحویلِ قبلہ‘‘ کا حکم......اس کی حکمتیں، تاکید، اور تمام تفصیلات ان ۱۰ آیات میں بیان فرمائی گئی ہیں......اور ساتھ یہ دلیل بھی ارشاد فرمائی کہ...... یہ اُمت وہی اُمتِ مسلمہ ہے اور یہ رسول وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، جن کی دعاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعمیر کعبہ کے وقت مانگی تھی......تو پھر کعبہ ہی اس امت کا ’’قبلہ‘‘ ہونا چاہیے۔

البقرہ:۱۵۸

’’صفا‘‘ اور ’’مروہ‘‘......اللہ تعالیٰ کے یادگار شعائر میں سے ہیں......اور ان کے درمیان سعی کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔ مشرکین نے اپنے دور اقتدار میں ان پر جو بت پرستی شروع کر دی تھی......اس کی وجہ سے ان کے اصل مقام اور حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑا اس لیے یہ شبہ نہ کرو......کہ ان کی سعی کرنا گناہ ہے۔

البقرہ:۱۸۹

حج اور دیگر اسلامی عبادات میں چاند کی تاریخ کا ہی اعتبار ہوگا......اور احرام کی حالت میں مشرکین نے جو بعض رسومات اور سختیاں گھڑ لی تھیں مثلاً یہ کہ حالتِ احرام میں اگر کسی ضرورت سے گھر آنا پڑے تو دروازے سے نہیں آتے تھے...... یہ سب فضول رسومات ہیں......اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو۔

البقرہ:۱۹۰تا۱۹۲

فتح مکہ کی بشارت......اور عمرۃ القضاء کے دوران اس بات کی اجازت کہ اگر مشرکین لڑائی شروع کر دیں تو تم بھی اُن سے خوب جم کر قتال کرو اور جہاں پاؤ ان کو مارو......البتہ حدودِ حرم کا خیال رکھو......اس میں اگر وہ جنگ کی ابتداء کریں تو ان سے جہاد کرو......خود اپنی طرف سے

''حرم شریف'' میں قتال کا آغاز نہ کرو...... اور اگر یہ مشرکین کفر اور جنگ سے باز آجائیں تو ان کے لیے مغفرت اور امن کا دروازہ کھلا ہے......(ان آیات میں اصلاً احکامِ جہاد کا بیان ہے جبکہ عمرہ اور حرم کی مناسبت سے ان کا تعلق آیات حج سے بھی بن گیا ہے)۔

البقرہ:۱۹۶

جب ''حج'' اور ''عمرہ'' کا احرام شروع کر دیا جائے تو اب اس حج اور عمرے کو مکمل کرنا لازم ہو جاتا ہے...... پھر جو شخص احرام کے بعد راستے میں روک دیا گیا تو اس کے حلال ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کسی کے ذریعہ حدود حرم میں دم یعنی قربانی کروائے......اور جو کسی عذر کی وجہ سے ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسے مختلف حالات کے مطابق کبھی روزے، کبھی صدقہ اور کبھی دم اداء کرنا پڑے گا (جس کی مختصر تفصیل اس کتاب میں آپ کو مل جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

جس نے ''حجِ قِران'' یا ''حج تمتع'' کیا اس پر ایک قربانی دمِ شکر کی واجب ہے...... اگر قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دس روزے رکھے۔ تین حج کے دنوں میں اور باقی بعد میں...... اور یہ ''حج تمتع'' اور ''قران'' صرف ان کے لیے ہے جو میقات سے باہر رہتے ہوں...... جو حرم کے رہنے والے ہیں وہ صرف ''حج اِفراد'' کریں گے۔

البقرہ:۱۹۷

حج کے لیے اللہ تعالیٰ نے چند مہینے مقرر فرما دیئے ہیں......شوال، ذوالقعدہ مکمل اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن، لہٰذا جو ان میں احرام باندھ کر حج کو خود پر لازم کر لے تو وہ بے حیائی، گناہ اور جھگڑے سے مکمل طور پر بچے...... اور زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرے۔ اور حج میں اپنا زادِ راہ ساتھ لے جایا کرو! کیونکہ سوال سے بچنا سب سے بہترین تقویٰ ہے۔

البقرہ:۱۹۸

حج کے دوران تجارت اور سوداگری کی اجازت ہے...... وقوفِ عرفات کے بعد ''مزدلفہ'' میں قیام کرواور اللہ تعالیٰ کے ذکروشکر میں لگے رہو۔

البقرہ:۱۹۹

پھر طوافِ زیارت کے لیے ''کعبہ شریف'' لوٹ آؤ...... ''مشرکین قریش'' عرفات نہیں جاتے تھے ان کو تنبیہ ہے کہ تم بھی سب لوگوں کی طرح ''عرفات'' جایا کرو اور پھر وہاں سے ''مزدلفہ'' ٹھہرتے ہوئے طواف کے لیے آیا کرو۔

البقرہ:۲۰۰ تا ۲۰۲

افعالِ حج یعنی ''رمی''، ''قربانی''، ''حلق''، ''طوافِ زیارت'' اور ''سعی'' سے فراغت کے بعد ''منیٰ'' میں قیام ہوگا، اس قیام میں اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو! جس طرح کہ ان ایام میں مشرکین، زمانہ جاہلیت میں اپنے آباؤ واجداد کا فخریہ تذکرہ کرتے تھے......تم اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو!۔

حج کرنے والے لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک طالبِ دنیا وہ صرف دنیا ہی مانگتے ہیں...... ان کو آخرت میں کچھ نہیں ملے گا...... دوسرے وہ جو طالب آخرت ہیں ...... ان کو ان کے حج، دعاء اور عبادات کا پورا حصہ اور اجر آخرت میں ملے گا۔

البقرہ:۲۰۳

ایامِ معدودات، یعنی ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ ''منیٰ'' میں قیام ہوگا، جس میں جمرات کی رمی، نمازوں کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرو!...... جو ایمان اور تقویٰ کے ساتھ یہ قیام کرے تو اس کے لیے کوئی گناہ نہیں کہ بارہ تاریخ کو ہی اپنا حج مکمل کر کے لوٹ آئے...... یا تیرہ تاریخ کا قیام بھی کر لے۔

سُورَۃُ اٰلِ عِمْرَان

آل عمران: ۹۶،۹۷

دنیا میں جو پہلا گھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مقررہ کیا گیا وہ ''کعبہ شریف'' ہے جو کہ ''مکہ مکرمہ'' میں ہے اور یہی مسلمانوں کا قبلہ ہے...... باقی گھر اور عمارات جیسے ''بیت المقدس'' وغیرہ یہ سب کعبہ کے بہت بعد میں تعمیر ہوئے ہیں۔

''کعبہ شریف'' ہی ہدایت کا سرچشمہ اور مرکز ہے......اس میں بڑی واضح نشانیاں اور ''مقامِ ابراہیم'' موجود ہے......اور یہ ہمیشہ کے لیے امن والا گھر ہے......اور اللہ تعالیٰ کی خاطر استطاعت رکھنے والے ہر مسلمان کے لیے اس گھر کا حج فرض ہے...... جو انکار اور ناقدری کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں (ایسے شخص کے لیے وعید ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر)۔

سُورَۃُ المَآئِدَۃ

المائدہ: ۱

حالتِ احرام میں شکار کرنا حرام ہے (خشکی کا شکار ممنوع ہے، دریائی سمندری شکار کی اجازت ہے)۔

المائدہ: ۲

''شعائر اللہ'' کی حرمت کا بہت خیال رکھو...... ''حرم''، ''بیت اللہ''، ''جمرات''، ''صفا''، ''مروہ''، ''ہدی'' یہ سب ''شعائر اللہ'' میں سے ہیں ان کی بے حرمتی نہ کرو......حرمت والے چار مہینوں کے ادب و احترام کا خاص خیال رکھو...... جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج و عمرہ

کے لیے آئیں ان کی بھی تعظیم اور احترام کرو اور ان کے راستے میں رکاوٹیں نہ ڈالو۔

جب احرام سے حلال ہو جاؤ تو حدود حرم سے باہر شکار کی تمہیں اجازت ہے...... ماضی میں مشرکین نے تم پر جو ظلم ڈھائے ہیں ان کی وجہ سے تم عدل وانصاف سے تجاوز نہ کرو...... اگر کوئی مسلمان تجاوز کرے تو تم اس کا ساتھ نہ دو۔

المائدہ: ۳

دین کی تکمیل کا اعلان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''حجۃ الوداع'' کے موقع پر ۱۰ ذی الحجہ کو میدان عرفہ میں نازل ہوا...... اور قیامت تک کے لیے اعلان ہو گیا کہ اب صرف دین اسلام ہی برحق ہے......اس کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں ہوگا۔

المائدہ: ۹۴

اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کا یہ امتحان ہے کہ...... حالتِ احرام میں اگر ان کی دسترس میں کوئی شکار آجائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔

المائدہ: ۹۵

اگر کسی نے حالتِ احرام میں شکار کر لیا اور اسے مار دیا تو وہ دو سمجھدار عادل افراد سے اس شکار کی قیمت لگوائے...... پھر اسی قیمت کا کوئی مویشی حدود حرم میں ذبح کرے...... یا اس کی قیمت کا غلہ تقسیم کرے یا جتنے افراد کو صدقہ فطر کی مقدار یہ غلہ پہنچ سکتا ہے، اتنے روزے رکھے...... اور آئندہ کے لیے احتیاط کرے، کیونکہ دوبارہ ایسی حرکت کی تو اللہ تعالیٰ خود اس سے انتقام لیں گے۔

المائدہ: ۹۶

سمندری شکار حلال ہے...... حالتِ احرام میں بھی اس کی اجازت ہے...... جبکہ خشکی کا شکار

اس وقت تک حرام ہے جب تک حاجی حالت احرام میں ہے۔

المائدہ: ۹۷ تا ۱۰۰

اللہ تعالیٰ نے ’’کعبہ شریف‘‘ کو دین کے قیام اور اس دنیا کی بقاء کا ذریعہ بنایا ہے......اسی طرح (شعائر اللہ جیسے) حرمت والے مہینے......حج کی قربانی کے جانور اور وہ جانور جن کے گلوں میں حج کے علامتی پٹے ڈالے گئے ہوں (وہ بھی دین کے قیام اور اس دنیا کی بقاء کا ذریعہ ہیں) اگر تم ان چیزوں کی جان بوجھ کر بے حرمتی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے......لیکن اگر بھول چوک ہو گئی یا توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں......یہ احکامات پہنچانا رسول کی ذمہ داری تھی جو انہوں نے پوری کر دی، باقی اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن ہر چیز کا علم رکھتے ہیں......ایک مسلمان کو چاہیے کہ کثرت کی لالچ میں مبتلاء نہ ہو، بلکہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا حکم دیکھا کرے......یہ مزاج بن گیا تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

سُوْرَۃُ الانعام

الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳

آپ کہہ دیجیے! میری نماز اور میری قربانی (یا میرا حج) اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجھے حکم ہوا۔ اور میں سب سے پہلے حکم ماننے والا ہوں......نُسکی: کا معنیٰ قربانی، حج اور عبادت۔

سُوْرَۃُ الانفال

الانفال: ۳۴

مسلمانوں کو ’’کعبہ شریف‘‘ اور ’’مسجد حرام‘‘ سے روکنا ایسا جرم ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو

دعوت دیتا ہے......''کعبہ شریف'' اور ''مسجد حرام'' کے متولی صرف متقی مسلمان بن سکتے ہیں نہ کہ بدمعاش مشرک۔

الانفال: ۳۵

مشرکین مکہ خود کو ''مسجد الحرام'' کا متولی قرار دیتے تھے حالانکہ ان کی حالت یہ تھی کہ ''کعبہ شریف'' کے ادب سے بھی واقف نہ تھے ان کی وہاں عبادت بس یہی تھی کہ تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے اور ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَة

التوبہ: ۱ تا ۷

الحمد للہ ۸ ھ میں مسلمانوں نے ''مکہ مکرمہ'' فتح کر لیا اور ''کعبہ شریف'' کو مشرکین سے آزاد اور پاک کرا لیا......اب ضروری تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کے اس مرکز کو ہر طرح کے کفر و شرک اور فتنے سے پاک کیا جائے، چنانچہ ''حج'' کے موقع پر اس کا اعلان کر دیا گیا......اور مشرکین کو چار ماہ کی مہلت دی گئی کہ یا تو اسلام قبول کر لو...... یا اس سرزمین سے نکل جاؤ...... یا مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ......البتہ بعض وہ قبائل جن سے مسلمانوں کا معاہدہ تھا اور انہوں نے اس معاہدے کی پاسداری کی تھی......ان کو مدت معاہدہ تک مہلت دی گئی......اور یوں تھوڑے ہی عرصے میں مرکز اسلام ہر طرح کے فتنے سے پاک کر دیا گیا۔

التوبہ: ۱۷

مشرکین کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ''کعبہ شریف'' اور ''مسجد الحرام'' پر قابض رہیں......اپنے کھلے کفر پر قائم، اللہ تعالیٰ کے دشمن، اللہ تعالیٰ کے گھر کے متولی کیسے رہ سکتے ہیں؟

التوبہ: ۱۸ تا ۲۲

مساجد (جن میں سب سے پہلے ''مسجد حرام'' ہے) کو آباد کرنا...... ایمان والوں کا کام اور ذمہ داری ہے...... مشرکین یہ کام نہیں کر سکتے...... مشرکین فخر کرتے تھے کہ ہم مسجد حرام کے متولی، خادم اور حاجیوں کو کھلانے پلانے جیسے عظیم اعمال رکھتے ہیں ان سے فرمایا گیا کہ ''حجاج'' کی خدمت اور ''مسجد حرام'' کی تعمیر و خدمت...... ایمان و جہاد کے برابر نہیں ہو سکتی...... اور ایمان کے بعد بھی...... ہجرت و جہاد کا مقام خدمتِ حجاج سے بہت بڑھ کر ہے...... اور ان کے لیے بڑی عظیم بشارتیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا پکا اور دائمی وعدہ ہے۔

التوبہ: ۲۸

''فتح مکہ'' کے بعد ۹ھ میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ اب کوئی مشرک یا کافر ''مسجد حرام''...... حتیٰ کہ حدودِ حرم میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا...... کیونکہ یہ مقام پاک ہے اور مشرکین ہر طرح سے نجس اور ناپاک ہیں...... اور مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے احکامات نافذ کرتے وقت اپنے معاشی اور تجارتی نقصان کی فکر نہ کیا کریں...... اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی بنانے پر قادر ہے۔

سُوْرَۃُ اِبْرَاھِیْم

ابراہیم: ۳۵ تا ۴۱

''مکہ مکرمہ'' کی تاریخ...... اس کا ماضی...... اور اس کی آبادی کی دلکش داستان...... ان مبارک آیات میں مذکور ہے۔ یہ ایک بنجر، ویران اور چٹیل وادی تھی...... نہ سبزہ، نہ کھیتی، نہ پانی...... اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے...... اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو یہاں ہجرت کرائی...... اور اس ویرانے کو آباد شہر بنانے کی دعاء فرمائی...... اور اسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار......

اور عبادت کا مرکز بنایا...... اور اس کے لیے بڑی عظیم دعائیں فرمائیں...... جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیں......(آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیں)۔

سُوْرَةُ الحَجّ

الحج:۲۵

''مسجد حرام'' سب مسلمانوں کے لیے ہے، خواہ وہ وہاں کے مقامی ہوں یا باہر سے آئے ہوں۔ سب کو وہاں عبادت کرنے اور ٹھہرنے کا مساوی حق حاصل ہے...... اور ''مسجد حرام'' سے مسلمانوں کو روکنا بہت بڑا جرم اور ظلم ہے، جو مشرکین نے ''غزوہ حدیبیہ'' کے موقع پر خاص طور سے ڈھایا تھا...... اور ''مسجد حرام'' میں گمراہی، شرارت اور بے دینی کے کاموں کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ جو ایسا کرے گا اسے سخت سزا اور عذاب کا سامنا ہوگا۔

الحج:۲۶

''کعبہ شریف'' کا نشان مٹ چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا مقام دکھایا...... اور خالص توحید پر اس کی بنیاد اور تعمیر کا حکم فرمایا...... اور شرک سے سختی کے ساتھ منع فرمایا...... اور اس گھر کو طواف، نماز اور دیگر عبادات کے لیے پاک صاف رکھنے کی تاکید فرمائی۔

الحج:۲۷

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ...... لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں۔ یہ اعلان اللہ تعالیٰ نے ہر روح تک پہنچا دیا...... اس اعلان پر لَبَّیْكَ! کہنے والے ذوق وشوق کے ساتھ بہت دُور دُور اور ہر جگہ سے طرح طرح کی سواریوں پر یہاں آئیں گے۔

الحج:۲۸

اہلِ ایمان یہاں آئیں گے، طرح طرح کے فائدے اور منافع پائیں گے اور خاص

دنوں میں یہاں خوب اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے اور قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے...... اور ان کے لیے اجازت ہوگی کہ خود بھی قربانی کا گوشت کھائیں اور محتاجوں، فقیروں کو بھی کھلائیں۔

الحج: ۲۹

جب ''مناسکِ حج'' پورے کرلیں تو نہا دھو کر اپنی میل کچیل دور کریں اور حج کے باقی واجبات اور کوئی نذر یا منت مانی ہو تو وہ پوری کریں اور ''کعبہ شریف'' کا طواف کریں۔

الحج: ۳۰

اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو احترام بخشا ہے ان کی تعظیم کرنا اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان کو بھاری سمجھ کر چھوڑ دینا...... یہی خیر کا راستہ ہے...... اللہ تعالیٰ نے جو مویشی تم پر حلال کیے ہیں...... صرف ان کو ذبح کرسکتے ہو...... شرک اور بت پرستی کی گندگی اور جھوٹ سے خوب بچتے رہو۔

الحج: ۳۱

ہر طرف سے ہٹ کر اور بچ کر صرف ایک اللہ کے رہو۔ شرک انسان کو ذلت اور پریشانی میں ڈال دیتا ہے۔

الحج: ۳۲

''شعائر اللہ'' کی تعظیم شرک نہیں بلکہ دل کے متقی ہونے کی علامت ہے ''کعبہ شریف''، ''حرم شریف'' یہ سب شعائر اللہ میں شامل ہیں۔

الحج: ۳۳

اپنے مویشیوں سے تم بہت سے منافع اور فوائد حاصل کرسکتے ہو...... مگر جب ان کو حج کی قربانی کا جانور یعنی ''ھدی'' بنالو تو پھر ان سے نفع حاصل نہ کرو بلکہ حرم شریف پہنچا کر قربان کردو۔

الحج: ۳۴،۳۵

اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے قربانی کا عمل پہلی امتوں سے چلا آرہا ہے۔تمہیں بھی یہ حکم دیا گیا ہے......پس تم بھی صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کے نام پر قربانی کیا کرو۔اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ماننے والوں......اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے والوں کے لیے بڑی بشارت ہے...... یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو حقیقی ذکر، اللہ تعالیٰ کے خوف، اقامت صلوٰۃ اور سخاوت و انفاق کی صفات رکھتے ہیں۔

الحج: ۳۶

حج کی قربانی کے اُونٹ بھی ''شعائر اللہ'' میں سے ہیں......ان اُونٹوں میں اوران کو ادب سے لے جا کر اچھی طرح اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرنے میں تمہارے لیے بڑی خیر ہے......انہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرو اور ان کا گوشت خود بھی کھاؤ اور مانگنے، نہ مانگنے والے فقیروں کو بھی کھلاؤ......اور اس پر شکر ادا کرو کہ اتنے بڑے بڑے اُونٹ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بس میں کر دیئے ہیں۔

الحج: ۳۷

قربانی دل کی خوشی، سخاوت، ایمانی جذبہ اور اخلاص سے کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو گوشت اور خون کی ضرورت نہیں۔اس تک تو تمہاری نیت اور تقویٰ پہنچتا ہے......نعمتِ ہدایت اور نعمتِ قربانی پر......اللہ تعالیٰ کی تکبیر بلند کرو اور ہر عمل خوشدلی سے ادا کیا کرو۔

سُوْرَۃُ القَصَص

القصص: ۵۷

''حرم'' امن اور وسیع رزق کا مقام ہے......مشرکین اس خوف سے ایمان سے دور نہ بھاگیں کہ اسلام لانے کے بعد ان کا امن و امان اور رزق چھین لیا جائے گا۔

القصص: ۸۵

بخاری شریف کی روایت کے مطابق اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ فرمایا...... کہ انہیں ضرور اپنے اصلی وطن ''مکہ مکرمہ'' کی طرف لوٹایا جائے گا...... چنانچہ ۸ ہجری کو یہ وعدہ پورا ہوا۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت

العنکبوت: ۶۷

مشرکین مکہ کو پوری دنیا کے کے مقابلہ میں ایک خصوصیت حاصل رہی...... کہ اُس دور میں ہر جگہ ڈاکہ بازی...... قتل وغارت گیری اور انسانوں کو غلام بنانے کا رواج عام تھا، جبکہ اہل مکہ ''حرم'' کی برکت سے اس فساد سے محفوظ تھے...... اس نعمت کے باوجود بھی وہ اللہ تعالی کے منکر ہیں۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت

الصافات: ۱۰۲ تا ۱۰۷

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا واقعہ...... حج اور قربانی کے کئی احکامات اس عظیم اور یادگار واقعہ سے نسبت رکھتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْفَتْح

الفتح: ۲۵، ۲۶

''غزوۂ حدیبیہ'' کے بعض واقعات، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام باندھ کر عمرہ کے لیے جا رہے تھے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے...... مگر مشرکین

مکہ نے رکاوٹ ڈال دی۔

الفتح: ۲۷

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوشخبری کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمرہ کرنے والا سچا خواب ضرور پورا فرمائیں گے۔

اور آپ سب امن کے ساتھ ''مسجد حرام'' میں داخل ہو کر عمرہ اداء کریں گے...... چنانچہ اگلے سال ایسا ہی ہوا۔

سُوْرَۃُ البُرُوْج

البروج: ۳

ایک قول کے مطابق یوم عرفہ کا قرآنی نام ''یوم مشہود'' ہے...... اہل ایمان اس میں جمع ہو کر رب کی عبادت کرتے ہیں۔

سُوْرَۃُ الفَجْر

آیت: ۱ تا ۳

حج کے اعمال ذی الحج کے ابتدائی دس دنوں میں اداء ہوتے ہیں...... جمہور مفسرین کے نزدیک ''لَیَالٍ عَشْرٍ'' سے مراد بھی ذی الحج کے ابتدائی دس دن ہیں، اسی طرح بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ ''وَالشَّفْعِ'' سے مراد ''یوم النحر''، اور ''وَالْوَتْرِ'' سے مراد ''یوم عرفہ'' ہے، گویا اللہ تعالیٰ دس دنوں کی عظمت بتانے کے بعد خصوصی طور پر ان میں سے دو دن (یوم النحر اور یوم عرفہ) کی مزید تاکید کے لیے قسم کھا رہے ہیں۔

سُوْرَةُ البَلَد

البلد:۱،۲

''مکہ مکرمہ'' بہت عظیم جگہ ہے......اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس شہر کی قسم اُٹھا کر اس کی عظمت کا علَم قیامت تک کے لیے بلند کر دیا ہے......اب اس کی عظمت کو کوئی طاقت نیچا نہیں دکھا سکتی......اور بعد کی آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ یہاں کسی کو جنگ کرنے کی اجازت نہیں۔

سُوْرَةُ التِّین

سورۃ التین: ۳

''مکہ مکرمہ'' پوری مخلوق کے لیے امن کی جگہ ہے...... ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور جہنم سے امن......اور مزید عمومی حکم یہ کہ نہ اس میں کسی قسم کا جنگ وجدال جائز...... نہ یہاں کے جانوروں اور پرندوں کے شکار کی اجازت ......اور نہ ہی اذخر کے علاوہ گھاس کاٹنے کی گنجائش ہے۔

سُوْرَةُ الفِیْل

''بیت اللہ'' کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و قیمت......اور اس کی حفاظت کا غیبی نظام...... اس سورت میں سبق ہے کہ ''بیت اللہ'' کی حفاظت کے لیے جب اہل ایمان موجود نہ بھی تھے

تو رب البیت نے اپنی دیگر کمزور مخلوق کو اس کی حفاظت پر لگا دیا......اندازہ لگائیں کہ بیت اللہ کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا اہم اور ضروری مقام ہے۔

سُوْرَۃ قُرَیْش

’’بیت اللہ‘‘ کی برکات......’’بیت اللہ‘‘ میں رب البیت کی عبادت کی برکات اور ثمرات......قریش والوں کو اس بیت اللہ کی برکت سے بہت سے دنیوی فوائد حاصل ہوئے......انہیں زمین پر تکریم ملی ......’’ابرہہ‘‘ کی شکست کی وجہ سے مشرق و مغرب کے طرف سفر کرنا آسان ہو گیا......اسی کی بدولت سردیوں میں یمن اور موسم گرما میں شام کی طرف تجارت کے اسباب مہیا ہوئے......خوف و ہراس سے امن ہوا......فقر و فاقہ اور بھوک سے پناہ ملی ......ان تمام نعمتوں کے شکریہ کا تقاضا یہ ہے کہ قریش والے شرک چھوڑ کر صرف رب البیت کی عبادت کریں۔

سُوْرَۃُ النَّصْر

’’فتح مکہ‘‘ ...... کہ جس کی بدولت ’’کعبہ شریف‘‘، ’’حرم شریف‘‘، ’’منیٰ‘‘، ’’عرفات‘‘، ’’مزدلفہ‘‘، ’’صفا مروہ‘‘ وغیرہ......کفر و شرک کے تسلط سے آزاد اور پاک ہوئے۔اور مسلمانوں کے لیے قیامت تک......حج اور عمرے کا راستہ کھل گیا......فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ...اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب: ۱۱

ایک بے حد قیمتی......اور پُر کیف باب

اسے محبت اور توجہ سے ضرور پڑھئے اس مبارک باب کو پڑھنے سے
آپ حج اور بیت اللہ کے بہت قریب ہو جائیں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ

احادیثِ طیبہ

حج اور عمرہ کی فضیلت اور ترغیب پر مُشتمل
چالیس احادیثِ مبارکہ کا مُعطّر مجموعہ

افضل الاعمال

(۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم! مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: أَنْ يُّسْلِمَ قَلْبُكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنْ يَّسْلَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ، قَالَ: فَأَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْإِيمَانُ، قَالَ: وَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: تُؤْمِنُ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ، وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، قَالَ: فَأَيُّ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْهِجْرَةُ، قَالَ: فَمَا الْهِجْرَةُ؟ قَالَ: تَهْجُرُ السُّوْءَ، قَالَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْجِهَادُ، قَالَ: وَمَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيتَهُمْ، قَالَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ عُقِرَ جَوَادُهٗ وَأُهْرِيقَ دَمُهٗ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ثُمَّ عَمَلَانِ هُمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِهِمَا: حَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ۔[1]

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''(اسلام) یہ ہے کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار ہوجائے اور مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں''۔

اس شخص نے پوچھا:

''سب سے افضل اسلام کونسا ہے؟''

[1] مسند احمد، حديث عمر بن عبسة، رقم الحديث: ١٧٠٢٧، مؤسسة الرسالة، بيروت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایمان''۔

اس نے کہا:

''ایمان کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''(ایمان) یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر یقین رکھے''۔

اس شخص نے عرض کیا:

''سب سے افضل ایمان کونسا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہجرت''۔

اس نے پوچھا:

''ہجرت کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''(ہجرت) یہ ہے کہ تو بُرائی کو چھوڑ دے''۔

اس نے پوچھا:

''سب سے افضل ہجرت کون سی ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جہاد''۔

اس نے کہا:

''جہاد کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''(جہاد) یہ ہے کہ تم مقابلے کے وقت کافروں سے لڑو''۔

اس نے پوچھا:

''سب سے افضل جہاد کون سا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سب سے افضل (جہاد) اس شخص کا ہے جس کی سواری بھی (جنگ میں) کام آجائے اور خود اس کا بھی خون بہا دیا جائے (یعنی وہ اپنی سواری سمیت شہید ہوجائے)''۔

(اس کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پھر دو اعمال اور ہیں جو دیگر اعمال میں سب سے افضل ہیں، ہاں! مگر جو کوئی ان جیسا عمل کرے۔(اور وہ عمل یہ ہیں):

١ حج مبرور۔

٢ یا عمرہ۔

افضل عمل

۲ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ [۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا:

''کون سا عمل سب سے افضل ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔''

پوچھا گیا:

''پھر کون سا؟''

ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا''۔

کہا گیا:

''پھر کون سا؟''

ارشاد فرمایا:

''مبرور حج۔''

[۱] صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٦، دار الكتب العلمية، بيروت

حج ایک بار فرض ہے

۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ، فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ: كُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ فَقَالَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ! لَوَجَبَتْ ثُمَّ إِذًا لَا تَسْمَعُونَ وَلَا تُطِيعُونَ وَلٰكِنَّهُ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (خطبہ کے لیے) کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض فرمایا ہے“۔

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”یارسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے، پھر ارشاد فرمایا:

”اگر میں ”ہاں“ کہہ دیتا تو (ہر سال حج) فرض ہوجاتا، پھر تم نہ سنتے اور نہ مانتے، لیکن حج (زندگی بھر میں) ایک ہی بار فرض ہے“۔

---

[1] سنن النسائی، رقم الحدیث: ۲۶۲۰، دار الکتب العلمیة، بیروت

سابقہ گناہ ختم

۴ عَنِ ابْنِ شَمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ يَبْكِي طَوِيلًا......... فَلَمَّا جَعَلَ اللهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي، أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلْأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ، قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ: مَا لَكَ يَا عَمْرُو! قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُّ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ: تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟ قُلْتُ: أَنْ يُّغْفَرَ لِي قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ...... الخ۔ ا ؎

حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، ان کا آخری وقت قریب تھا، وہ بہت دیر روتے رہے (اور پھر ان کے بیٹے اور ان کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی جس میں انہوں نے یہ بھی) فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام (کی رغبت) ڈالی، تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

ا ؎ صحيح مسلم، رقم الحديث: ۱۹۲، دار الكتب العلمية، بيروت

''کیا ہوا آپ کو اے عمرو!''

میں نے عرض کیا:

''میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟''

میں نے عرض کیا:

''یہ شرط کہ میری مغفرت کردی جائے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا آپ نہیں جانتے اے عمرو! کہ اسلام پہلے والے سب گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور ہجرت پہلے کے تمام گناہوں کا خاتمہ کر دیتی ہے اور حج (بھی) سابقہ تمام گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے۔''

ہر قدم پر ایک نیکی، ایک گناہ معاف اور ایک درجہ بلند

۵ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: مَا تَرْفَعُ إِبِلُ الْحَاجِّ رِجْلًا وَلَا تَضَعُ يَدًا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، أَوْ مَحَا عَنْهُ سَيِّئَةً، أَوْ رَفَعَ بِهَا دَرَجَةً۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ:

’’حاجی کا اونٹ جب بھی پاؤں (زمین سے) اُٹھاتا ہے یا ہاتھ (یعنی اگلا قدم) زمین پر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے حاجی کے لیے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں، یا اس کا ایک گناہ مٹا دیتے ہیں یا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔‘‘

---

[1] أخرجه أبويعلى الموصلي، الرقم: ٥٦٨٧، وهذالفظ المنذري في الترغيب و الترهيب، الرقم: ١٦٩٣، دار الكتب العلمية، بيروت۔

گناہوں سے پاکی

(٦) حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُوالْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاحَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضاء) کے لیے حج کرے، پھر نہ تو کوئی شہوت والا کام کرے اور نہ فسق کرے، تو وہ (گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو کر) لوٹے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث : ١٥٢١، دار الكتب العلمية، بيروت

عظیم بدلہ

۷ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’ایک عمرہ دوسرے عمرے تک ان گناہوں کے لیے کفارہ ہے جو ان دونوں کے درمیان ہوئے ہوں، اور مبرور حج کا بدلہ جنت ہی ہے۔‘‘

[1] صحيح البخاري۔ رقم الحديث :۱۷۷۳ ، دار الكتب العلمية، بيروت

یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر

۸ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ’’مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذٰلِكَ أَنَّ اللهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جو شخص زادِ راہ اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے، اور (پھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اس کے لیے برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ اور یہ (سزا) اس لیے ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص پر جو استطاعت رکھتا ہو بیت اللہ کا حج فرض فرمایا ہے، چنانچہ) اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾‘‘

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث: ۸۱۲، دار الكتب العلمية ، بيروت

حج گناہوں کو دھو دیتا ہے

(۹) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَرَادٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: حُجُّوا، فَإِنَّ الْحَجَّ يَغْسِلُ الذُّنُوْبَ كَمَا يَغْسِلُ الْمَاءُ الدَّرَنَ۔[۱]

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''حج کرو! کیونکہ حج گناہوں کو ایسے دھو دیتا ہے جیسے پانی میل کچیل دھوڈالتا ہے۔''

[۱] أورده الهيثمي في مجمع الزوائد نقلا عن المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث:۵۲۷۷/ ط، دار الكتب العلمية، بيروت

محرومی

۱۰ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنَّ اللهَ يَقُوْلُ: إِنَّ عَبْدًا أَصْحَحْتُ لَهُ بَدَنَهُ، وَأَوْسَعْتُ عَلَيْهِ فِي الرِّزْقِ لَمْ يَغْدُ إِلَيَّ فِيْ كُلِّ أَرْبَعَةِ أَعْوَامٍ لَمَحْرُوْمٌ۔[1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

’’میرا وہ بندہ جس کو میں نے صحت مند بدن عطاء کیا ہو اور رزق میں وسعت عطاء کی ہو، پھر بھی وہ ہر چار سالوں میں ایک بار میری طرف (یعنی میرے گھر، ’’بیت اللہ شریف‘‘) کی طرف نہیں آتا وہ شخص محروم ہے۔‘‘

[1] المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٦٨٦، دارالحرمين، القاهرة

حج، عورتوں کے لیے جہاد کا قائم مقام ہے

۱۱ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: لَا، لَكُنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا:

''یا رسول اللہ! ہم جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتی ہیں، کیا ہم بھی جہاد میں حصہ لیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے لیے (یعنی عورتوں کے لیے) افضل جہاد ''حج مبرور'' ہے۔''

[1] صحيح البخاري۔ رقم الحديث: ۱۵۲۰، دارالكتب العلمية۔ بيروت

دوسرے کی طرف سے حج

۱۲ عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّه أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ أَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ، قَالَ: حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ [1]

حضرت ابی رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ! میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ وہ حج اور عمرے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی سوار ہو سکتے ہیں (ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنے والد کی طرف سے آپ حج اور عمرہ کرو۔''

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث: ۹۳۰، دار الكتب العلمية۔ بيروت

تا قیامت اجر

۱۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْغَازِيْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جو شخص حج کے لیے روانہ ہوا پھر (راستے میں) انتقال کر گیا تو اس کے لیے قیامت تک حاجی کا اجر لکھا جاتا رہے گا، اور جو شخص عمرہ کے لیے نکلا پھر اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے لیے تا قیامت عمرہ کرنے والے کا اَجر لکھا جاتا رہے گا، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے نکلا، اور پھر (دورانِ سفر) انتقال کر گیا تو اس کے لیے تا قیامت مجاہد کا اجر لکھا جاتا رہے گا۔‘‘

[1] مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٦٣٥٧، دار المأمون للتراث، دمشق

”حج اکبر“ ”حج اصغر“

۱۴ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُمِرْتُمْ بِإِقَامَةِ أَرْبَعٍ: إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَأَقِيمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ إِلَى الْبَيْتِ، وَالْحَجُّ: الْحَجُّ الْأَكْبَرُ، وَالْعُمْرَةُ: الْحَجُّ الْأَصْغَرُ۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”(اے لوگو!) تمہیں چار چیزیں قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (وہ چار چیزیں یہ ہیں):

۱ اقامتِ صلوٰۃ

۲ ایتاءِ زکوٰۃ

۳ حج ادا کرو

۴ اور بیت اللہ شریف کا عمرہ کرو۔ (اور یاد رکھو!) حج، حج اکبر ہے اور عمرہ حج اصغر ہے۔“

[1] المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ١٠٢٩٨، مكتبة ابن تيمية، القاهرة

افضل حج کونسا؟

۱۵ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: مَنِ الْحَاجُّ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: اَلشَّعِثُ التَّفِلُ، فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: اَلعَجُّ وَالثَّجُّ، فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: مَا السَّبِيلُ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

''حاجی کون ہے؟'' (یعنی حاجی کی کیا حالت ہونی چاہیے)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سر غبار آلود، بال پراگندہ، اور پسینے اور میل کی وجہ سے بو آتی ہو۔ (یعنی زیب و زینت کو ترک کرنے والا ہو۔)''

ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! کون سا حج افضل ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''(جس میں) بلند آواز سے تلبیہ کہا جائے اور (ہدی کا) خون بہایا جائے۔''

ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا:

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث:۲۹۹۸، دارالكتب العلمية ـ بيروت

’’یا رسول اللہ! (وہ) ’’راستہ‘‘ کیا ہے (جس کا اللہ تعالیٰ کے فرمان: ’’وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ‘‘میں تذکرہ ہے؟)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’(اس سے مراد) زادِ راہ اور سواری ہے۔‘‘

دورانِ حج وفات پانے والے کا مقام

۱۶ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْصَعَتْهُ - أَوْ قَالَ: فَأَقْعَصَتْهُ - فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُحَنِّطُوهُ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

’’ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھا کہ اچانک وہ اپنی سواری سے گر پڑا اور اس کی سواری نے سر کچل کر اسے مار دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو اس کے (احرام والے) انہی دو کپڑوں میں کفن دے دو، اور اسے حنوط (خوشبو) نہ لگاؤ اور اس کا سر نہ ڈھانپو، پس بیشک یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے (اپنی قبر سے) اُٹھے گا۔‘‘

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث: ١٢٦٦، دار الكتب العلمية، بيروت

جو مانگیں، ملے گا

۱۷ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰہِ، دَعَاھُمْ فَأَجَابُوْہُ، وَسَأَلُوْہُ فَأَعْطَاھُمْ [۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے راستے کا مجاہد، حاجی اور عمرہ کرنے والا (یہ تین قسم کے لوگ) اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلایا تو یہ نکل کھڑے ہوئے اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمادیا (یعنی ان کی دعائیں مقبول ہیں، یہ جو کچھ مانگیں گے، عطاء ہوگا)۔''

[۱] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٨٩٣، دار الكتب العلمية، بيروت

فقر اور گناہوں کا صفایا

۱۸ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حج اور عمرہ پے درپے کرو۔ کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی، لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل دور کرتی ہے، اور حج مبرور کا ثواب صرف اور صرف جنت ہے۔''

[1] سنن الترمذي۔ رقم الحديث: ۸۱۰، دارالكتب العلمية۔ بيروت

غربت ختم

۱۹ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ رَفَعَهُ قَالَ: مَا أَمْعَرَ حَاجٌّ قَطُّ، قِيْلَ لِجَابِرٍ: مَا الْإِمْعَارُ؟ قَالَ: مَا افْتَقَرَ۔[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک مرفوع حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’حاجی کبھی ’’امعار‘‘ کا شکار نہ ہوگا۔‘‘

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ:

’’امعار (کا) کیا (مطلب) ہے؟‘‘

فرمایا:

’’غریب وتنگدست نہ ہوگا۔‘‘ (یعنی حج کے دنیاوی فوائد اور انعامات میں سے ایک انعام اور فائدہ یہ ہے کہ حاجی کبھی غربت اور افلاس کا شکار نہ ہوگا۔)

[1] المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ۵۲۱۳، دار الكتب العلمية، بيروت

اللہ تعالیٰ کے مہمان

۲۰ عَنْ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: وَفْدُ اللهِ ثَلَاثَةٌ اَلْغَازِي، وَالْحَاجُّ، وَالْمُعْتَمِرُ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”اللہ تعالیٰ کے مہمان تین (قسم کے لوگ) ہیں: ① جہاد کرنے والا ② حج کرنے والا ③ عمرہ کرنے والا۔“

---

[1] سنن النسائي۔ رقم الحديث: ۲۶۲۲، دارالكتب العلمية۔ بيروت

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ہزار پیدل حج

(۲۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنَّ آدَمَ علیہ الصلوٰۃ والسلام أَتَى الْبَيْتَ أَلْفَ أَتْيَةٍ لَمْ يَرْكَبْ قَطُّ فِيهِنَّ مِنَ الْهِنْدِ عَلَى رِجْلَيْهِ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ''ہند'' سے اپنے قدموں پر چل کر ایک ہزار مرتبہ بیت اللہ تشریف لائے، اور ان (سفروں) میں کبھی بھی (سواری پر) سوار نہیں ہوئے، (یعنی سارے سفر پیدل فرمائے)۔''

[1] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ۲۷۹۲، ٤: ۲٤٥، المكتب الاسلامي، بيروت

حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طرزِ عمل

۲۲ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ تَدْخُلُ الْحَرَمَ مُشَاةً حُفَاةً، وَيَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ وَيَقْضُونَ الْمَنَاسِكَ حُفَاةً مُشَاةً۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حرم شریف میں پیدل اور ننگے پاؤں داخل ہوا کرتے تھے اور طواف و مناسکِ حج بھی ننگے پاؤں، پیدل ادا فرمایا کرتے تھے۔''

---

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۹۳۹، دارالكتب العلمية، بيروت

حج میں جلدی کرنی چاہیے

۲۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہ، أَوْ أَحَدِهِمَا عَنِ الْآخَرِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ، فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيْضُ وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ، وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو تو جلدی کرے، کیونکہ (بسا اوقات) انسان بیمار ہو جاتا ہے، یا سواری گم ہو جاتی ہے، یا کوئی اور حاجت پیش آ جاتی ہے (جو انسان کو حج سے روک دیتی ہے۔‘‘)

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث:٢٨٨٣، دارالكتب العلمية، بيروت

حج کیسے مبرور بنے؟

۲۴ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. قِيلَ: وَمَا بِرُّهٗ؟ قَالَ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَطِيْبُ الْكَلَامِ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔''

پوچھا گیا:

''حج کیسے مبرور بنتا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''(دورانِ حج دوسروں کو) کھانا کھلانے اور حسنِ کلام سے۔''

---

[1] المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث:۸۴۰۵، دارالكتب العلمية، بيروت

حاجی کی دعاء پر مغفرت

۲۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَغْفِرُ اللهُ لِلْحَاجِّ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ حاجی کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں اور اس شخص کی بھی جس کے لیے حاجی استغفار کرے۔‘‘

---

[1] مسند البزار، رقم الحديث:۹۷۲۶، دار الكتب العلمية، بيروت

"تلبیہ" حج کا شعار ہے

۲۶ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ، فَإِنَّهَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ [1]

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جبرئیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میرے پاس آئے اور کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے صحابہ کو حکم دیجیے کہ وہ تلبیہ اُونچی آواز میں کہیں، کیونکہ تلبیہ حج کا شعار ہے۔''

---

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۹۲۳/ ط، دار الكتب العلمية، بيروت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "تلبیہ"

۲۷ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ تَلْبِيَةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تلبیہ (یہ تھا):

''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔''

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث: ۸۲۵، دارالكتب العلمية، بيروت

پتھر اور درخت بھی "تلبیہ" پڑھتے ہیں

۲۸ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّيْ إِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ، وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا۔[1]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بھی کوئی مسلمان تلبیہ پڑھتا ہے تو زمین کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اس کے دائیں، بائیں جتنے بھی پتھر، درخت اور مکانات ہوتے ہیں وہ سب (اس کے ساتھ) تلبیہ پڑھتے ہیں۔''

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث: ٨٢٨/ ط، دار الكتب العلمية

طواف کا اجر

۲۹ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ لَمْ یَرْفَعْ قَدَمًا وَلَمْ یَقَعْ لَہٗ أُخْرٰی إِلَّا کُتِبَتْ لَہٗ حَسَنَۃٌ وَحُطَّتْ عَنْہُ خَطِیْئَۃٌ وَرُفِعَتْ لَہٗ بِہَا دَرَجَۃٌ۔[۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ’’جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے تو ایک قدم اٹھانے کے بعد دوسرا قدم پڑنے سے پہلے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔‘‘

[۱] مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث:۱۲۶۶۳، مكتبة الرشد الرياض

ایک غلام آزاد کرنے کے برابر اجر

(۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَ کَعِتْقِ رَقَبَۃٍ۔[۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے بیت اللہ کا طواف کیا اور (اس کے بعد) دو رکعتیں ادا کیں تو (اس کا یہ عمل اجر وثواب میں) ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔“

[۱] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٢٩٥٦، دار الكتب العلمية، بيروت

”رکن یمانی“، ”رکن حجر اسود“ اور ”طواف“

۳۱ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ أَبِي سَوِيَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ هِشَامٍ، يَسْأَلُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُوهُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وُكِّلَ بِهِ سَبْعُونَ مَلَكًا، فَمَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوا: آمِينَ! فَلَمَّا بَلَغَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ، قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! مَا بَلَغَكَ فِي هٰذَا الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ، فَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُوهُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ فَاوَضَهُ فَإِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ، قَالَ لَهُ ابْنُ هِشَامٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! فَالطَّوَافُ؟ قَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي أَبُوهُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشَرَةُ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ۔[1]

حضرت حمید بن ابو سویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے ”رکن یمانی“ کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا، اس وقت حضرت عطاء بیت اللہ کا طواف کر رہے

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث:۲۹۵۷/ ط، دار الكتب العلمية، بيروت

تھے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا: ''مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رکن یمانی'' پر ستر فرشتے مقرر ہیں، جو شخص بھی (اس کے پاس یہ دعاء) مانگتا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

تو وہ فرشتے کہتے ہیں: ''آمین۔'' پھر جب حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ ''رکن حجر اسود'' پر پہنچے، تو ابن ہشام نے کہا: ''اے ابو محمد! (یہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے) آپ کو اس ''رکن حجر اسود'' کے بارے میں کیا حدیث پہنچی ہے؟'' حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ارشاد سنا: ''جو شخص حجر اسود کے سامنے آگیا گویا وہ رحمٰن کے ہاتھ کے سامنے آگیا۔'' ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اے ابو محمد! اور طواف۔'' حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو شخص بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے اور (اس دوران) سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کے سوا اور کچھ نہ بولے، تو اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جو شخص طواف کرتے ہوئے بات چیت کرے تو وہ صرف اپنے قدموں کے ساتھ رحمت میں ایسے داخل ہوا جیسے کوئی پانی میں صرف اپنے پاؤں داخل کرے۔''

"حجرِ اسود" کا بوسہ

۳۲ عَنْ حَنْظَلَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ طَاوُسًا يَمُرُّ بِالرُّكْنِ، فَإِنْ وَجَدَ عَلَيْهِ زِحَامًا مَرَّ وَلَمْ يُزَاحِمْ، وَإِنْ رَآهُ خَالِيًا قَبَّلَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ" ثُمَّ قَالَ: عُمَرُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔[1]

حضرت حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ (طواف کرتے ہوئے) جب "رکنِ حجر اسود" کے پاس سے گزرتے تو اگر وہاں رش ہوتا تو چلتے چلے جاتے اور رش میں نہ گھستے، اور اگر (رش نہ ہوتا) "رکن حجرِ اَسود" خالی ہوتا تو "حجرِ اَسود" کو تین بار بوسہ دیتے، پھر فرمایا:

"میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسے ہی کرتے دیکھا، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر فرمایا:

"(اے حجرِ اَسود!) بے شک تو ایک پتھر ہے، نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے (کبھی)

---

[1] سنن النسائي، رقم الحديث: ٢٩٣٨/ ط، دار الكتب العلمية، بيروت

بوسہ نہ دیتا۔“

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔“

”حجر اسود“ جنت سے

(٣٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اَلْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”حجر اسود جنت سے (لایا گیا) ہے۔“

[1] سنن النسائي، رقم الحديث: ٢٩٣٥/ ط، دارالكتب العلمية، بيروت

”حجرِ اسود“ گواہی دے گا

۳۴ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَیَأْتِیَنَّ ھٰذَا الْحَجَرُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَهٗ عَیْنَانِ یُبْصِرُ بِھِمَا وَلِسَانٌ یَنْطِقُ بِهٖ یَشْهَدُ عَلٰی مَنْ یَّسْتَلِمُهٗ بِحَقٍّ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”قیامت کے دن ”حجرِ اسود“ اس حال میں آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا۔ (اس دن وہ) ہر اس شخص کے بارے میں گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا۔“

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحدیث: ٢٩٦٦، دارالکتب العلمیة، بیروت

یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں

۳۵ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: اسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْحَجَرَ، ثُمَّ وَضَعَ شَفَتَيْهِ عَلَيْهِ يَبْكِي طَوِيْلًا، ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَبْكِي، فَقَالَ: يَا عُمَرُ! هَاهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ۔[۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کا استقبال فرمایا پھر اپنے ہونٹ مبارک اس پر رکھ کر کافی دیر روتے رہے، پھر جب پھرے تو دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی رو رہے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے عمر! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔"

[۱] سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ۲۹۴۵، دار الكتب العلمية، بيروت

آبِ زمزم سے مقاصد کی برآوری

(۳۶) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُؤَمَّلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ’’آب زمزم ہر اس مقصد (کی بجا آوری اور حصول) کے لیے (کافی) ہے، جس کی خاطر وہ پیا جائے۔ (یعنی آب زمزم جس بھی جائز مقصد کے لیے پیا جائے اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتے ہیں)۔‘‘

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث : ۳۰۶۲/ ط، دار الكتب العلمية، بيروت

زمزم پینے کا طریقہ اور آداب

(۳۷) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما جَالِسًا فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قَالَ: مِنْ زَمْزَمَ، قَالَ: فَشَرِبْتَ مِنْهَا كَمَا يَنْبَغِي؟ قَالَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: إِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَتَنَفَّسْ ثَلَاثًا، وَتَضَلَّعْ مِنْهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنَّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ أَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ زَمْزَمَ۔[1]

حضرت محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران ایک شخص ان کے پاس آیا، انہوں نے اس شخص سے پوچھا:

’’کہاں سے آرہے ہو؟‘‘

اس نے کہا:

’’زمزم سے۔‘‘

فرمایا:

’’کیا تم نے زمزم ویسے پیا جیسے پینا چاہیے؟‘‘

اس نے پوچھا:

’’کیسے پینا چاہیے؟‘‘

---

[1] سنن ابن ماجة، رقم الحديث :٣٠٦١/ ط: دارالكتب العلمية، بيروت

فرمایا:

’’جب زمزم پینا ہو تو اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلو، اللہ تعالیٰ کا نام لو اور پھر تین سانس میں پیو اور اتنا پیو کہ پسلیاں تن جائیں پھر پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو۔ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والی علامت یہ ہے کہ منافقین اتنا پیٹ بھر زمزم نہیں پیتے کہ پسلیاں تن جائیں۔‘‘

”روضۂ اطہر“ پر حاضری حصولِ شفاعت کا ذریعہ

۳۸ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ جَاءَنِيْ زَائِرًا لَا يَعْلَمُ لَهٗ حَاجَةً إِلَّا زِيَارَتِيْ كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص میرے پاس خالص میری زیارت کے لیے آیا، میری زیارت کے سوا اس کا اور کوئی کام اور مقصد نہیں تھا تو قیامت کے دن اس کی سفارش کرنا مجھ پر لازم ہو گیا۔ (یعنی حج کے بعد روضۂ اطہر کی حاضری سے یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے)۔“

[1] المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث: ٤٥٤٦/ ط، دارالحرمين، القاهرة

حج، عمرہ اور جہاد سے واپس لوٹنے کی دعاء

(۳۹) عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ کَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَۃٍ یُکَبِّرُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَکْبِیْرَاتٍ، ثُمَّ یَقُوْلُ: لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، آیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جہاد، یا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو ہر اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے تین بار ’’اللہ اکبر‘‘ کہتے، پھر فرماتے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ، وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، آیِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللہُ وَعْدَہٗ، وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ، وَ ھَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔‘‘

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث: ۱۷۹۷/ ط، دارالكتب العلمية، بيروت

حاجی سے دعاء کرالو

(۴۰) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ، وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ، فَإِنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ۔[۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جب تم (کسی) حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس سے کہہ کر اپنے لیے استغفار کراؤ، اس سے پہلے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے، کیونکہ وہ بخشا بخشایا (لوٹ کر آیا) ہے۔‘‘

[۱] مسند أحمد، رقم الحديث: ۵۳۷۱ ، دار الحديث، القاهرة

اشاریہ آیات القرآن الکریم

آیات مبارکہ	صفحہ

اشاریہ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

اشاریہ ادعیہ

فہرس المصادر والمراجع

﴿١﴾ القرآن الكريم برواية حفص.

﴿٢﴾ الأذكار للنووي، أبي زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: ٦٧٦ھ)، (ت:عبد القادر الأرنؤوط)، دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت-١٤١٤ھ - ١٩٩٤م.

﴿٣﴾ الإرشاد في معرفة علماء الحديث، لأبي يعلى الخليلي، خليل بن عبد الله بن أحمد القزويني (المتوفى:٤٤٦ھ) (ت: د. محمد سعيد عمر إدريس)، مكتبة الرشد، رياض، ط: الأولى، ١٤٠٩

﴿٤﴾ الجامع الصحيح لأمير المومنين في الحديث، أبي عبدالله، محمد بن اسماعيل البخاري (٢٥٦ھ ـ) (ت: محمود محمد محمود حسن نصار)، دارالكتب العلمية، بيروت، ط:السادسة، ١٤٣٠ھ ـ

﴿٥﴾ حجة الله البالغة للشاه ولي الله المحدث الدهلوي، (المتوفى:١١٧٦ھ)، (ت:السيد سابق)، دار الجيل، بيروت-لبنان، الطبعة: الأولى، سنة الطبع:١٤٢٦ھ.

﴿٦﴾ الدعاء للطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب (المتوفى: ٣٦٠ھ)، (ت: مصطفى عبد القادر عطا)، دار الكتب العلمية، بيروت، ط : الأولى، ١٤١٣ ـ

﴿٧﴾ السنن لابن ماجة، أبي عبد الله، محمد بن يزيد القزويني (٢٧٣ھ ـ)، (ت: أحمد شمس الدين)، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الثالثة، ٢٠٠٨م ـ

﴿٨﴾ السنن للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث (المتوفى:٢٧٥ھ) (ت: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الثالثة، ٢٠٠٧م.

﴿٩﴾ السنن للإمام أبي عيسى، محمد بن عيسى الترمذي، (المتوفى:٢٧٩ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الثالثة، ٢٠٠٨م.

﴿١٠﴾ شعب الإيمان للبيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى (المتوفى:٤٥٨ھ) (ت:ـ الدكتور عبدالعلي عبد الحميد حامد)، مكتبة الرشد، رياض، ط: الأولى، ١٤٢٣ھ

(۱۱) الصحیح المختصر لابن خزیمة محمد بن إسحاق بن خزیمة (المتوفی:۳۱۱ھ)، (ت:الدکتور محمد مصطفی الأعظمي)، المکتب الاسلامي، بیروت)، ط: الثالثة، ۱۴۲۴ھ

(۱۲) الصحیح للإمام مسلم ابن الحجاج (المتوفی:۲۶۱ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، ط: الخامسة، ۲۰۰۸م۔

(۱۳) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهیثمي، علي بن أبي بکر بن سلیمان (۸۰۷ھ۔)، (ت: محمد عبد القادر أحمد عطا)، دار الکتب العلمیة، ط: الثانیة، ۲۰۰۹ھ۔

(۱۴) المجموع شرح المهذب لأبي زکریا محیي الدین، یحیی بن شرف النووي (المتوفی:۶۷۶ھ)، دارالفکر.

(۱۵) المستدرک للحاکم، محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدویه المعروف بابن البیع (المتوفی:۴۰۵ھ)، (ت: محمد عبد القادر أحمد عطا)، دارالکتب العلمیة، ط:دار الکتب العلمیة — بیروت.

(۱۶) مسند أبي یعلی الموصلي، أحمد بن علي (۳۱۱ھ۔)، (ت: حسین سلیم أسد)، دارالمأمون للتراث، دمشق، ط: الأولی، ١٤٠٤ھ۔

(۱۷) مسند البزار لأبي بکر أحمد بن عمروبن عبدالخالق، (المتوفی:۲۹۲ھ)، (ت: جماعة من المحققین)، مکتبة العلوم والحکم - المدینة المنورة، ط:الأولی، ۲۰۰۹ء۔

(۱۸) مسند الفردوس للدیلمي، دار الکتب المصریة.

(۱۹) المسند للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، (المتوفی:۲۴۱ھ)، (ت: شعیب الأرنؤوط عادل مرشد، وآخرون)، مؤسسة الرسالة، بیروت، ط: لأولی، ۱۴۲۱ھ

(۲۰) المصنف لأبي بکر بن أبي شیبة، عبد الله بن محمد بن إبراهیم (۲۳۵ھ۔) (ت: کمال یوسف الحوت)، مکتبة الرشد — الریاض ط: الأولی، ۱۴۰۹ھ۔

(۲۱) المصنف لأبي بکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحمیري الیماني الصنعاني (المتوفی: ۲۱۱ھ)، (ت:حبیب الرحمٰن الأعظمي)، المجلس العلمي- الهند، الطبعة: الثانیة، ۱۴۰۳۔

(۲۲) المعجم الأوسط للطبراني، سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمي الشامي (المتوفی: ۳۶۰ھ)، (ت:طارق بن عوض الله بن محمد، وعبد المحسن بن إبراهیم الحسیني)، دار الحرمین، القاهرة۔

(۲۳) المعجم الصغير، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي (المتوفى: ٣٦٠هـ)، (ت:محمد شكور محمود الحاج أمرير)، المكتب الإسلامي، دارعمار، بيروت، ط: الأولى، ١٤٠٥هـ۔

(۲۴) المعجم الكبير للطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي (المتوفى: ٣٦٠هـ)، دار الحرمين القاهرة.

(۲۵) المؤطا للإمام مالك بن أنس (المتوفى:۱۷۹هـ)، (ت:محمد فؤاد عبد الباقي، دارإحياء التراث العربي، بيروت، لبنان، ۱۴۰۶هـ.